مسائلِ القرآن

حضرت علامہ عبد المصطفٰے اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

مسائل القرآن

تصنیف

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ۔ غزنی سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

فون: 7124354
7352795

Marfat.com

84915

نام کتاب .... مسائل القرآن
مصنف .... علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
باراول .... ستمبر 2000ء
ناشر .... چوہدری غلام رسول ۔ میاں جواد رسول
پرنٹرز .... حاجی حنیف پرنٹرز
کمپوزنگ .... جاپان آرٹ ۔ نسبت روڈ لاہور۔ 7210026
قیمت .... روپے

ملنے کے پتے

- پروگریسو بکس ○ فیصل مسجد ○ اسلام آباد
فون 254111
- اسلام بک ڈپو ○ ۱۲۔ گنج بخش روڈ ○ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○

تعارف و اعتذار

میں نے اپنے ایامِ علالت میں تلاوتِ قرآنِ مجید کے دوران چند آیتوں پر اس خیال سے نشان لگا دیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے صحت عطا فرما دی تو انشاء اللہ تعالیٰ ان آیتوں کی توضیح و تشریح کے بارے میں کچھ لکھوں گا۔ چنانچہ جب میں صحت یاب ہو گیا تو میں نے اُن آیات کے متعلق جن کا تعلق قرآنِ عظیم کے اُن عجیب و غریب واقعات سے ہے جو بے حد عبرت انگیز اور انتہائی ایمان افروز ہیں "عجائب القرآن" و "غرائب القرآن" مرتب کر کے شائع کر دیں جو بحمدہٖ تعالیٰ ہندوستان و پاکستان میں بیحد مقبول ہوئیں لیکن وہ آیتیں جن کا تعلق احکامِ شرع و مسائل سے ہے ان پر ابھی تک کچھ لکھنے کا موقع نہ ملا تھا۔ مگر جب کہ بحمدہٖ تعالیٰ قدرے صحت بہتر ہو گئی ہے تو اپنے قلیل ترین اوقاتِ فرصت میں بحمدہٖ تعالیٰ "مسائل القرآن" کے نام سے یہ مجموعہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ اگر فضلِ خداوندی نے میری دست گیری فرمائی۔ تو یہ مجموعہ بھی ناظرین کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت ہی پسندیدہ خاطر و نظر افروز مضامین کا حسین گلدستہ اور بہت ہی جدید و لذیذ اور دلکش علمی تحفہ ہو گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز ○ وھو حسبی و نعم الوکیل ○

مسائل القرآن اٹھائیس ابواب کی نشاہ سرخیوں کے تحت دو سو تیس عنوانوں اور پچاس قرآنی اعمال، و فضائلِ قرآن و آدابِ قرآن وغیرہ پر مشتمل ہے اور ہر عنوان ایک مستقل مسئلہ ہے جس کو میں نے قرآنی آیتوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور میں نے اس کا التزام کیا ہے کہ ہر مسئلہ کی دلیل میں قرآنِ مجید کی آیتیں ہی پیش

Marfat.com

کروں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں بجز چند حدیثوں کے جو مسئلہ کی توضیح و تائید کے لیے تحریر کر دی ہیں۔ دوسری حدیثوں اور فقہی حوالوں کو درج نہیں کیا ہے۔

آیتوں کے ترجموں میں معمولی تغیر و تبدیل کے ساتھ اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ کنزالایمان ہی کو تحریر کیا ہے، کیونکہ میری نگاہِ انتخاب میں یہی ترجمہ دوسرے تراجم قرآن سے بہت زیادہ اسلم واحوط، اور جامع و ایمان افروز ہے۔

بہرحال مجھ کو علم اور ضعیف و علیل سے جو کچھ ہو سکا ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اور چونکہ مجھے اپنی کم علمی اور کوتاہ دستی کا خود ہی اعتراف ہے لہٰذا ناظرین کرام سے ملتجی ہوں کہ اگر میری کسی قلمی لغزش پر مطلع ہوں۔ تو ازراہِ کرم ایک کارڈ لکھ کر مجھے متنبہ فرمائیں۔ تاکہ میں اپنی اصلاح اور تلافی مافات کروں۔ میں ہر اصطلاح کو بطیب خاطر ممنون ہو کر قبول کر لوں گا۔

آخر میں دُعا گو ہوں کو خداوند کریم اپنا فضل و کرم فرما کر میری دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی شرف قبولیت سے سرفراز فرما کر نافع الخلائق بنائے اور اس کو قبول فی الارض کی کرامتوں سے نوازے۔ اور میری اس قلمی خدمت دین کو میرے لیے اور میرے والدین اور اہل خاندان۔ نیز میرے اعزہ واحباب کے لیے ذخیرہ آخرت و ذریعہ مغفرت بنائے۔ (آمین)

وَمَا توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل. وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۵

عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ
براؤں شریف
۶ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۸۴ء

Marfat.com

فہرست مضامین مسائل القرآن

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
توحید	۱۴	**رسالت**	۴۰
اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے	۱۴	نبیؑ سے کوئی گناہ نہیں ہو سکتا	۴۰
غیر اللہ کے لیے سجدہ	۱۵	نبی کی ہر بات پوری ہو کر رہتی ہے	۴۲
ضروری تنبیہ	۱۷	حضورؐ تمام کمالات کے جامع ہیں	۴۹
ایک ضروری ہدایت	۱۸	حضور کی تمام تعظیم رکن ایمان ہے	۵۲
سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے	۱۹	حضورؐ سے گستاخی کفر ہے۔	۵۸
ہر چیز کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے	۲۰	محفل میلاد شریف	۶۳
ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے	۲۲	میلاد شریف کے بعد سلام	۶۵
مصیبت ٹالنے والا بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے	۲۴	**فرشتوں کا بیان**	۶۷
کیا غیر اللہ بھی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں؟	۲۵	فرشتے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے	۶۷
بالذات شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے	۲۶	فرشتے جنگ میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں	۶۸
کیا کچھ لوگ اور دوائیں شفاء دیتی ہیں؟	۲۷	کچھ فرشتے عذاب لاتے ہیں	۶۹
بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا	۲۹	فرشتے انسانی شکل میں آتے ہیں	۶۹
کیا اللہ والے بھی اولاد دیتے ہیں؟	۲۹	حاملینِ عرش اور اُن کی دُعا	۷۰
ایک ضروری انتباہ	۳۱	**قرآن مجید**	۷۱
خدا کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگی جائے	۳۳	قرآن بیان و ہدایت اور نصیحت ہے	۷۱
اللہ تعالیٰ بیقراروں کی دُعا قبول کرتا ہے	۳۳	قرآنِ مجید شفاء ہے	〃
علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے	۳۴		
رسول کو علم غیب دیا گیا۔	۳۶		

Marfat.com

مضامین	صفحہ
قرآن کا مثل ممکن نہیں	۷۲
قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے	۷۴
قرآن کو صرف پاک لوگ ہی چھوئیں	۷۵
ضروری ہدایت	۷۵
قرآن میں کوئی اختلاف نہیں	۷۶
تعلیم وتعلم کا بیان	
اہل علم کے درجات کو بلند کیا گیا	۷۷
علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر	۷۸
فقہ کیا ہے؟	۷۹
واعظوں کی جماعت ضروری ہے	۷۹
کھڑے ہو کر وعظ بیان کرنا بہتر ہے	۸۱
واعظ پر تبلیغ احکام ہے عمل کرانا نہیں	۸۲
دُنیا کے لیے حق گوئی سے گریز بے عقلی ہے	۸۴
علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں	۸۵
خلافت کا بیان	
خلافتِ راشدہ اور قرآن پاک	۸۶
حضرت ابوبکر صدیق اور قرآن پاک	۸۹
حضرت عمر فاروق اور قرآن پاک	۹۳
حضرت عثمان اور قرآن پاک	۹۶
حضرت علی اور قرآن پاک	۹۷

مضامین	صفحہ
اہل بیت نبوت اور قرآن پاک	۱۰۰
اولیاءِ امت کا بیان	
کراماتِ اولیاء	۱۰۳
بزرگوں کے تبرکات نافع ہیں	۱۰۵
بزرگوں کے قرب میں دعا قبول ہوتی ہے	۱۰۹
خاصانِ خدا دور سے دیکھتے سنتے اور مدد کرتے ہیں	۱۱۱
غیر اللہ سے مدد مانگنی جائز ہے	۱۱۳
ارکانِ اسلام	
نماز	۱۱۵
جماعت کی فضیلت	۱۱۶
امام قراءت کرے تو مقتدی خاموش رہیں	۱۱۸
کافر ومنافق کی نماز جنازہ حرام ہے	۱۱۹
زکوٰۃ	۱۱۹
روزہ	۱۲۱
روزے کی قسمیں	۱۲۲
حج ۔ حج فرض ہونے کی شرطیں	۱۲۳
کعبہ معظمہ کا طواف	۱۲۴
روضہ منورہ کی حاضری	۱۲۵
سفر حج کے دوران تجارت	۱۲۶
جہاد کا بیان	
جہاد سے فرار حرام ہے ۔	۱۲۸

Marfat.com

مضامین	صفحہ
دورانِ جنگ فوجی خدمت فرض ہے	۱۲۹
جنگ دفع فتنہ کے لیے ہے	۱۳۰
جہاد کی تیاری	۱۳۰
نابینا وغیرہ پہ جہاد فرض نہیں	۱۳۱
احکام مساجد	
صرف مسلمان ہی مسجد تعمیر کریں	۱۳۲
مسجدوں کو صاف ستھری رکھیں	۱۳۴
مقاماتِ مقدسہ کا ادب کریں	۱۳۵
نکاح کا بیان	
نکاح سنتِ انبیاء ہے	۱۳۷
ازدواجی زندگی کی اصل روح	۱۳۸
چار عورتوں سے نکاح کب؟	۱۳۹
تعدّد ازواج کی حکمت	۱۴۰
کسی عورت پر جبر جائز نہیں	۱۴۱
عورت کی بعض ناپسندیدہ خصلتوں سے درگزر	۱۴۱
اگر عورت نافرمان ہو تو شوہر کیا کرے	۱۴۳
لواطت حرام ہے	۱۴۴
زنا جرم عظیم ہے	۱۴۷
اپنی اولاد کو قتل مت کرو	۱۴۸
اسقاط حمل بھی قتل ہے	۱۴۹

مضامین	صفحہ
معاشی مسائل کا بیان	
مرد عورت دونوں کما سکتے ہیں	۱۵۰
حلال کمائی ہی کھاؤ	۱۵۰
ناحق طریقوں سے مال کھانا جائز نہیں	۱۵۱
رشوت حرام ہے	۱۵۱
سود حرام ہے	۱۵۲
سود خوروں سے اللہ کی جنگ ہے	۱۵۲
تجارت اللہ کا فضل ہے	۱۵۳
تجارت کے لیے بحری و برّی سفر	۱۵۴
تجارت میں صحیح ناپ تول ضروری ہے	۱۵۴
مال جمع کرنا جائز ہے	۱۵۵
سوشلزم و کمیونزم اسلام کے خلاف ہیں	۱۵۶
مزدور کو مزدوری دی جائے	۱۵۷
ملازمت جائز ہے	۱۵۷
صنعت و حرفت	۱۵۸
فیکٹریاں اور ملیں	۱۵۹
کھیتی کرنا اور باغ لگانا	۱۵۹
اسلامی معاشرہ کے احکام	
مسلمان عورتوں کا پردہ	۱۶۱
جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ممنوع ہے	۱۶۱
عورتیں اور مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔	۱۶۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ
عورتوں کا کن لوگوں سے پردہ نہیں	۱۶۴
بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل نہ ہوں	۱۶۵
تین اوقات میں بچے بھی گھر میں نہ جائیں	۱۶۶
ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک	۱۶۶
بوڑھے ماں باپ کے ساتھ کیا برتاؤ کریں؟	۱۶۷
ماں باپ اور رشتہ داروں کو مال دو	۱۶۹
میاں بیوی کس طرح رہیں؟	۱۶۹
اولاد کے لیے اچھی دعائیں کرو	۱۷۰
رشتہ داروں کا لحاظ رکھو	۱۷۱
رشتہ داروں کو کاٹنے والا ملعون ہے	۱۷۱
مسلمانوں کے حقوق	۱۷۲
کافر رشتہ داروں سے قطع تعلق	۱۷۳
بلا ایمان کے رشتہ قیامت میں کام نہ آئے گا	۱۷۳
اللہ و رسول کے دشمنوں کا بائیکاٹ	۱۷۴
مرتدین کے جنازوں کا بائیکاٹ	۱۷۵
بد دینوں کے جلسوں کا بائیکاٹ	۱۷۵
ظالموں سے میل ملاپ منع ہے	۱۷۶
بدکاروں سے محبت نہ رکھو	۱۷۷
جھوٹ بولنے والے ظالم ہیں	۱۷۸
غیبت مُردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے	۱۷۸
کسی کو گالی مت دو	۱۷۹
کسی کا بُرا نام نہ رکھو	۱۷۹

مضامین	صفحہ
کسی کا مذاق نہ اُڑاؤ، اور نہ طعنہ مارو	۱۷۹
بدگمانی اور جاسوسی منع ہے	۱۸۰
تکبّر حرام ہے	۱۸۰
حسد ممنوع ہے	۱۸۱
اسلامی تہذیب و ثقافت	
سلام کرنے کا حکم	۱۸۳
سلام کے الفاظ	۱۸۳
ایمان والوں ہی کو سلام کرو	۱۸۴
غلط سلام کرنا منع ہے	۱۸۴
لباس پہننا اسلامی تہذیب ہے	۱۸۵
کُرتا اسلامی لباس ہے	۱۸۵
کمبل اوڑھنا سنّت ہے	۱۸۶
جُوتا پہننا سنّت انبیاء ہے	۱۸۶
عصا ہاتھ میں رکھنا مسنون ہے	۱۸۷
مجلسوں کے آداب	۱۸۷
مونھہ ٹیڑھا کر کے بات نہ کرو	۱۸۸
اتراتے ہوئے مت چلو	۱۸۸
چیخ چلّا کر بات نہ کرو	۱۸۸
جاہلوں کی بکواس کا جواب نہ دو	۱۸۹
سر کے بال منڈوانا اور کتروانا جائز ہے	۱۹۰
داڑھی بڑھانا سنّت انبیاء ہے	۱۹۰

Marfat.com

مضامین	صفحہ
الگ الگ اور مل کر کھانا دونوں جائز ہے	۱۹۱
تخت اور کرسی پر بیٹھنا	۱۹۱
علاج کا بیان	
شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے	۱۹۲
شہد میں شفاء ہے	۱۹۳
شہد پینا جائز ہے	۱۹۴
شراب حرام ہے	۱۹۴
پانی سے علاج	۱۹۵
دودھ ایک خوشگوار پینے کی چیز ہے	۱۹۶
مہمان نوازی کا بیان	۱۹۷
عاریت کا بیان	۱۹۹
امانت کا بیان	
امانت میں خیانت حرام ہے	۲۰۰
فائدہ	۲۰۰
وعدہ خلافی	۲۰۱
مَنّت ماننے کا بیان	
مَنّت پوری کرنے کی تعریف	۲۰۲

مضامین	صفحہ
صلح کا بیان	
صلح بہت اچھی چیز ہے	۲۰۴
مسلمانوں میں لڑائی ہو تو صلح کرادو	۲۰۴
میاں بیوی میں مصالحت	۲۰۵
اسلامی حکومت	
اللہ ورسول کی حاکمیت	۲۰۶
مجلسِ شوریٰ	۲۰۷
عدل وانصاف	۲۰۷
حاکموں کے اوصاف	۲۰۸
اطاعت امیر کے حدود	۲۰۹
بین الاقوامی معاہدوں کا احترام	۲۰۹
تحقیق کے بغیر کاروائی منع ہے	۲۱۰
بین الاقوامی سیاست دلیرانہ ہونی چاہیئے	۲۱۰
معاہدہ شکن کے ساتھ کیا معاملہ کریں؟	۲۱۱
اسلامی عدالت	۲۱۲
اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے	۲۱۳
اسلامی عدالت کے سمن پر حاضر نہ ہونا گناہ ہے	۲۱۴
اسلامی عدالت کا طریق کار	۲۱۵
گواہ گواہی دینے سے انکار نہیں کرسکتے	۲۱۵
جھوٹی گواہی حرام ہے	۲۱۵
فاسق کی خبر اور گواہی معتبر نہیں	۲۱۶

Marfat.com

مضامین	صفحہ
زبردستی کرایا ہوا گناہ جرم نہیں	۲۱۶
قرآن کے خلاف کوئی قانون بنانا کفر ہے	۲۱۷
کسی پر دوسرے کے عمل کی ذمہ داری نہیں	۲۱۷
والدین کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے	۲۱۸
مومن کو غلطی سے قتل کر دینا	۲۱۹
عمداً کسی مسلمان کا قاتل ملعون و جہنمی ہے	۲۲۰
حلال و حرام جانوروں کا بیان	
گیارہ چیزیں حرام ہیں	۲۲۱
آٹھ قسم کے جانور حلال ہیں	۲۲۲
جس ذبیحہ پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے	۲۲۳
جس ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے	۲۲۳
بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں	۲۲۵
قربانی کا بیان	
قربانی ہر نبی کی شریعت میں رہی	۲۲۶
قربانی کا گوشت تین حصہ کریں	۲۲۷
اونٹ اور گائے کی قربانی شعائر اللہ ہے	۲۲۷
قربانی صرف اللہ کے لیے ہے	۲۲۸
مسائل متفرقہ	
عورت و مرد دونوں کیلئے زینت حلال ہے	۲۲۹

مضامین	صفحہ
ہر جائز پکوان کھانا حلال ہے	۲۳۱
اسراف کیا ہے؟	۲۳۲
ہر قسم کے زیورات عورتوں کے لیے جائز ہیں	۲۳۳
نوٹ بک اور بہی کھاتہ	۲۳۵
لے پالک لڑکا حقیقتہً بیٹا نہیں ہے	۲۳۵
یتیموں کا مال آگ ہے	۲۳۶
یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے	۲۳۷
قصاص (خون کا بدلہ خون)	۲۳۷
گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرانا جائز ہے	۲۳۹
ریاضت کے لیے کھیل جائز ہیں	۲۴۱
جان بچانے کیلئے حرام چیزیں بھی کھا سکتے ہیں	۲۴۳
اللہ کو اسماءِ حسنیٰ ہی سے پکارو	۲۴۴
زنا کی تہمت لگانے والے کو سزا	۲۴۵
شہید زندہ ہیں	۲۴۷
یہودیوں کے قبائح	
یہودیوں کی بددیانتی اور نسلی تعصب	۲۴۹
یہودیوں نے ایمان کے بعد کفر کیا	۲۴۹
یہودیوں کی گندی تمنا	۲۵۰
یہودیوں کا زعم باطل	۲۵۱
اہل کتاب کے اصطبل میں لیناؤ	۲۵۲
نبی برحق کے ساتھ یہودیوں کا برتاؤ	۲۵۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ
یہود کے علماء حق کو چھپاتے تھے	۲۵۳
حق و باطل کو ملانا علماء یہود کا کام تھا	۲۵۴
دعوتِ ایمان پر یہود کی مکاریاں	۲۵۴
علماء یہود رشوت لے کر حق کو چھپاتے تھے	۲۵۵
یہودی انبیاء کے قاتل ہیں	۲۵۶
یہود نے خدا کی بھی بے ادبی کی	۲۵۸
عیسائیوں کی گمراہیاں	
عیسائیوں کے کفری عقائد	۲۶۱
عیسائیوں کا عقیدہ صلیب	۲۶۱
عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث	۲۶۲
عیسائیوں کا طریقۂ رہبانیت	۲۶۳
عیسائیوں نے حضرت ابراہیم کو نصرانی کہا	۲۶۴
عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے کو خدا کا بیٹا کہا	۲۶۴
عیسائیوں کی عہد شکنی	۲۶۵
عیسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی	۲۶۵
مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کا رویہ	۲۶۸
قرآن مجید کی چند پیشین گوئیاں	
قرآن مجید کا مثل کبھی نہیں لایا جاسکتا	۲۶۹
قسم قسم کی سواریاں ایجاد ہوں گی	۲۷۱
غالب مغلوب	۲۷۳
ہجرت کے بعد قریش کی تباہی	۲۷۴
جنگ بدر میں فتح کی پیشین گوئی	۲۷۵
صلح حدیبیہ فتح مبین کیوں کر؟	۲۷۵
یہودی مغلوب ہوں گے	۲۷۷
فتح مکہ کی پیشین گوئی	۲۷۸
فارس روم وغیرہ کے فتح ہونے کی پیشین گوئی	۲۷۹
جنگ خیبر میں کثیر مال غنیمت کی پیشین گوئی	۲۸۰
مسلمانوں کو ایک دن شہنشاہی ملے گی	۲۸۱
اسلام مکمل ہو کر رہے گا	۲۸۲
چند قرآنی اعمال	
دودھ بڑھنے اور پیشاب اترنے کا علاج	۲۸۲
ناراض حاکم مہربان ہو	۲۸۴
گمشدہ کے لیے	۲۸۴
برص، سفید داغ کا علاج	۲۸۵
ہر مصیبت ٹلنے کے لیے	۲۸۵
قید سے رہائی	۲۸۵
نماز میں وسوسہ اور برے خواب دفع ہوں	۲۸۵
غلہ میں گھن نہ لگے	۲۸۵
ظالموں، کافروں کی بربادی	۲۸۵
خواب میں کسی کا حال دیکھنے کے لیے	۲۸۶
ڈاڑھ کا درد دفع ہو	۲۸۶

Marfat.com

مضامین	صفحہ
ہر حاجت پوری ہو	۲۸۶
سانپ، بچھو وغیرہ سے نجات	۲۸۶
ہر بیماری سے شفاء	۲۸۶
چور اور بھاگے ہوئے کو بلانے کے لیے	۲۸۷
جادو دفع ہو	۲۸۷
حفاظت حمل	۲۸۸
بانجھ عورت کے لیے	۲۸۸
اولاد کے لیے	۲۸۸
اولاد زندہ رہے	۲۸۸
آسانی ولادت	۲۸۸
بچے کا دودھ چھڑانا	۲۸۹
بیوی بچے دیندار ہو جائیں	۲۸۹
زہریلے جانور کا زہر اتر جائے	۲۸۹
چیونٹیوں کو بھگانا	۲۸۹
پلیگ سے حفاظت	۲۸۹
تیر و تلوار سے حفاظت	۲۸۹
نظر بد اتر جائے	۲۸۹
ضعفِ بصارت	۲۹۰
نظر کبھی کم نہ ہو	۲۹۰
لقوہ کا علاج	۲۹۰
پتھری کا علاج	۲۹۰
باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج	۲۹۰

مضامین	صفحہ
احتلام سے حفاظت	۲۹۰
دردِ سر کے لیے	۲۹۱
بے خوابی کے لیے	۲۹۱
آسیب دفع ہو جائے	۲۹۱
آشوبِ چشم کے لیے	۲۹۱
پھوڑا پھنسی کے لیے	۲۹۱
ترقی ذہن و حافظہ کے لیے	۲۹۱
روزی میں ترقی	۲۹۲
فاقہ سے نجات	۲۹۲
بخار کا تعویذ	۲۹۲
سفر میں عزت و سلامتی	۲۹۲
آگ بجھانے کا عمل	۲۹۲
دشمنوں کی شکست کے لیے	۲۹۲
دفینہ معلوم کرنے کا عمل	۲۹۲
کشتی کی سلامتی کے لیے	۲۹۳
بارش کے لیے	۲۹۴
ماشاءَ اللہ کے فوائد	۲۹۴
قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی فضیلت	۲۹۴
قرآن مجید کے آداب	۲۹۸
قرآن مجید کے متعلق بعض خاص عقائد	۳۰۲
تلاوت میں غلطیاں	۳۰۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی جواہر پارے

تصنیفات حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی قدس سرہٗ

●

شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول

براؤن شریف

۱۔	سیرت مصطفیٰ	قیمت	۷۔	عرفانی تقریریں	قیمت
۲۔	جنتی زیور	//	۸۔	کراماتِ صحابہ	//
۳۔	ایمانی تقریریں	//	۹۔	غرائب القرآن	//
۴۔	نورانی تقریریں	//	۱۰۔	عجائب القرآن	//
۵۔	حقانی تقریریں	//	۱۱۔	منتخب حدیثیں	//
۶	قرآنی تقریریں	//	۱۲۔	جواہر الحدیث	//

۱۳۔ روحانی حکایات مکمل دو حصے قیمت

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) توحید

(۱) اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتیں اس عقیدہ کی دلیلیں ہیں جن میں سے چند آیات یہ ہیں:

(۱) وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿﴾ (پ۔۲۔ البقرہ۔ آیت ۱۶۳)	اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی جو بڑی رحمت والا اور مہربان ہے۔
(۲) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ (پ۳۔ البقرہ۔ آیت ۲۵۵)	اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور ہر چیز کا قائم رکھنے والا ہے
(۳) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿﴾ (پ۳۔ آل عمران۔ آیت ۶۲)	اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک اللہ ہی غالب ہے، جو حکمت والا ہے
(۴) اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ (پ ۶ النساء آیت ۱۷۱)	صرف اللہ ہی ایک معبود ہے
(۵) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۲۲)	اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت ٹھہراؤ
(۶) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿﴾ (پ۔۲۳۔ صٓ۔ آیت ۶۵)	اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ جو سب پر غالب ہے
(۷) وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي	اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین

Marfat.com

وَفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ (پ ۲۵۔ الزخرف آیت ۸۴)

والوں کا خدا ہے اور وہ حکمت و علم والا ہے۔

قرآنِ کریم کی مذکورہ آیات اور دوسری بہت سی آیتوں سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی چیز خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز عبادت کے لائق نہیں۔ لہٰذا جو کوئی خدا کے غیر کے لیے کسی طرح کی کوئی عبادت کرے وہ مشرک ہے اور شرک اکبر الکبائر یعنی تمام بڑے بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ○ (پ ۵۔ النساء آیت ۱۱۶)

بے شک اللہ اُسے نہیں بخشتا کہ اُس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے کم جو گناہ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دُور کی گمراہی میں پڑا۔

غیر اللہ کے لیے سجدہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے سجدہ اگر عبادت کی نیت سے کرے تو یہ کھُلا ہوا شرک ہے اور اگر تعظیم کے قصد سے ہو تو یہ اگرچہ شرک تو نہیں مگر حرام و ناجائز اور بہت بڑا گناہ کبیرہ ہے۔ بہرحال خداوند تعالیٰ کے غیر کو سجدہ کرنے والا سخت گناہ گار، قہرِ قہار و غضب جبار میں گرفتار اور عذابِ نار کا حق دار ہے۔ معتبر تفسیروں میں ہے کہ

"ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ حضور کو بھی اسی طرح سلام کرتے ہیں جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو۔ اور سجدہ چونکہ خدا ہی کا خاص حق ہے۔ اس لیے خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ جائز نہیں۔ اس موقع پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔"

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ

کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ

Marfat.com

كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؏
پ ۳ - ال عمران - آیت ۷۹ - ۸۰)

اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم درس کرتے ہو۔ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو۔ کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لئے؟

(مدارک ج ۱ ص ۱۶۶ وجمل ج ۱ ص ۲۹۱)

حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۶۹ بحوالہ بخاری و مسلم)

اس حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور انہیں قبلہ بنا کر نماز میں اُن کی طرف مونہہ کرتے تو اُن لوگوں نے اُن قبروں کو بُت بنا لیا اس لیے حضور نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا"

(مرقاۃ۔ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۶)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

یہود و نصاریٰ نے جو انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا تو اُس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ مزاروں کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو عبادت کا مقصود سمجھتے تھے

Marfat.com

جیسے کہ بُت پرست لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت مقصود و منظور تھی لیکن وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خداوند تعالیٰ کی عبادت اور نماز میں انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے سامنے ہونا خداوند تعالیٰ کی نزدیکی اور اس کی خوشی کا سبب ہے اور یہ دونوں ہی صورتیں ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں پہلی صورت تو کھلا ہوا شرک و کفر ہے اور دوسری صورت میں بھی خداوند تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اگرچہ یہ چھپا ہوا شرک ہے اور لعنت دونوں صورتوں میں ہے اور برکت و تعظیم کے قصد سے کسی نبی یا ولی کے مزار کی طرف موہنہ کر کے نماز ادا کرنی حرام ہے اور کسی عالم یا فقیہ کا اس میں اختلاف نہیں ہے۔

(اللغات ج ۱ ص ۳۲)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

اَلسَّجْدَۃُ حَرَامٌ بِغَیْرِہٖ سُبْحَانَہٗ — اللہ کے غیر کے لیے سجدہ حرام ہے

(شرح فقہ اکبر ص ۲۳۰)

فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۱ مصری میں جواہر اخلاطی سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"جس نے بطور سلام کے بادشاہ کو سجدہ کیا یا اُس کے سامنے زمین چومی تو وہ کافر نہ ہوا۔ مگر گناہ کبیرہ کرنے کے سبب سے گناہ گار ہوا۔ مذہب مختار یہی ہے"۔

اور فتاویٰ عالمگیری کے اسی صفحہ پر فتاویٰ غرائب سے منقول ہے کہ:

لَا یَجُوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی — غیر اللہ کے لیے سجدہ جائز نہیں

ضروری تنبیہ

آج کل بعض بزرگوں کے مزاروں پر بعض جاہل لوگ اور بعض جاہل بدعتی پیروں کے روبرو ان کے جاہل مریدین اپنی جہالت سے سجدہ کر کے شرک یا گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض سجادہ نشین صاحبان اور کچھ علماءِ کرام چشم پوشی کرتے ہوئے اس پر سکوت اختیار کرتے ہیں۔ جزر و توبیخ تو کجا منع بھی نہیں کرتے سجادہ نشین صاحبان اور علماء کرام کا فرض ہے کہ لوگوں کو علانیہ اس گناہ عظیم سے روکیں اور منع کریں۔ بلکہ مزاروں پر ایک پہرے دار مقرر کر دیں جو سختی کے ساتھ جاہل عوام کو اس

Marfat.com

گناہ سے روک دے۔ ورنہ یاد رکھیئے کہ عذاب آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سب لوگ عذابِ خداوندی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ

بے شک جب لوگ کسی خلافِ شریعت بات کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُن سب لوگوں پر اپنا عذابِ عام بھیج دے گا۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص۴۳۶ ابن ماجہ و ترمذی)

دوسری حدیث شریف میں ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَیُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَكُمْ

اُس ذات کی قسم کہ میری جان اُس کے قبضے میں ہے کہ تم لوگ ضرور شریعت کی باتوں کا حکم دیتے رہو اور ضرور ضرور خلافِ شریعت باتوں سے منع کرتے رہو۔ ورنہ عنقریب اللہ تم لوگوں پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم لوگ خدا سے دُعا مانگو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔

(مشکوٰۃ ج ۲۔ ص۴۳۶ بحوالہ ترمذی)

بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ سجادہ نشین صاحبان اور علماء کرام پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ مزارات پر سجدہ اور طواف اور دوسرے محرّمات شرعیہ جو اس زمانے میں ہو رہے ہیں اُن کو روک دینے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے اور اتباع شریعت کی توفیق بخشے آمین۔

ایک ضروری ہدایت

بعض بے علم پیروں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا ہے کہ مُریدین جو پیروں یا مزاروں کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ دیتے ہیں تو یہ سجدہ نہیں ہے بلکہ یہ "جبین سائی" اور سر ٹیک دینا ہے جو نیاز مندی اور اظہار تواضع کی ایک نشانی ہے اور یہ اس لیے ہے تاکہ مریدوں کا نفس غرور و تمکنت سے پاک ہو جائے اور اُن میں نیاز مندی و خاکساری پیدا ہو جائے۔

مگر واضح رہے کہ یہ سب نفس کا فریب اور شیطان کا دھوکا ہے کیونکہ خلافِ شریعت

Marfat.com

کام کرا کر مریدوں کی اصلاح بھلا کیونکر کرائی جا سکتی ہے؟ خوب سمجھ لیجئے کہ جب پیشانی زمین پر رکھ دی تو خواہ اس کا نام "جبیں سائی" رکھئے۔ خواہ اس کو "سر ٹیک دینا" یا "ماتھا ٹیک دینا" کہئے۔ بہر حال اور بہر صورت یہ سجدہ ہی ہے کیونکہ ہر مسلمان اس سے واقف ہے کہ کسی چیز کا نام بدل دینے سے اُس چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی ہے نہ اس کا حکم بدل سکتا ہے۔ آپ خود ہی غور فرمایئے کہ اگر کوئی شخص شراب کا نام "شیرۂ انگور" رکھ دے تو اس سے نہ شراب "شیرۂ انگور" ہو جائے گی نہ اس کا پینا حلال ہو جائے گا۔ اس لیے بہر حال عوام کو کسی قبر یا کسی پیر کے سامنے پیشانی زمین پر رکھنے سے سختی کے ساتھ منع کرنا لازم و ضروری ہے۔ کیونکہ ہر عالم اور ہر پیر کا نصب العین اور مقصد اعلیٰ یہی ہونا شرعاً لازم و ضروری ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر کے مسلمانوں کو پابندِ شریعت بنائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۲) سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ بھی اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے چنانچہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اس عقیدہ کی روشن دلیلیں ہیں۔

(۱) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(پ۔۱۔ البقرۃ۔ آیت ۔۲۹)

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے پھر اُس نے آسمان کی طرف قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

(۲) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

(پ ۔۷۔ الانعام۔ آیت ۱۰۲)

یہ ہے تمہارا رب اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے

(۳) قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ

اے پیغمبر! تم فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا فرمانے

Marfat.com

الْقَهَّارُ ۝ والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

(پ ۱۳۔ الرعد۔ آیت ۱۶)

مذکورہ بالا آیات مقدسہ اور دوسری بہت سی آیتیں اس اسلامی عقیدہ کو ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق حقیقی ہے کہ اُس نے اپنی ذاتی قدرت واختیار سے تمام چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔

فائدہ خدا کے سوا دوسروں کو اگر کسی چیز کا پیدا کرنے والا کہا جاتا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تقریر میں اپنے معجزات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ ۳۔ آل عمران آیت ۴۹)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی صورت پیدا کرتا ہوں، پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے

اس آیت میں "اَخْلُقُ" فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو پرند کی صورت کا پیدا کرنے والا، کہا تو اس طرح کے محاورات کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا کی دی ہوئی قدرت اور اس کے عطا کئے ہوئے علم و ہنر سے اُس چیز کو بنایا ہے اور خود وہ بنانے والا اور اُس کی قدرت، اور اُس کا علم و ہنر سب کا خالقِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنی ذاتی قدرت واختیار سے سب کچھ اور سب چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔

تو اگر خدا کے غیر کو کسی چیز کا پیدا کرنے والا کہہ دیا جائے تو اس کا یہی مطلب ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کا مطلب ہے جو آپ سمجھ چکے کہ اُس نے اللہ کی دی ہوئی طاقت اور اس کے عطا کئے ہوئے علم ہنر سے اُس چیز کو بنایا ہے۔ ورنہ ہر چیز کا خالقِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو خالق حقیقی ماننا کھلا ہوا شرک و کفر ہے (نعوذ باللہ منہ)

(۳) ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے

اسلام کا یہ بھی بنیادی عقیدہ ہے کہ حقیقی طور پر ہر چیز کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دُنیا میں جو لوگ جن جن چیزوں کے مالک کہلاتے ہیں، یہ لوگ مجازی طور پر مالک کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عطاء فرما دینے سے وہ مالک ہوئے ہیں۔ ورنہ حقیقۃً اُن چیزوں اور اُن کے مالکوں کا مالکِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اِس مضمون کی بھی چند آیاتِ مبارکہ پڑھ لیجئے۔

(۱) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (پ ۶۔ المائدہ۔ آیت ۱۷)

اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(۲) اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۱۱۔ یونس آیت ۵۵)

سُن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(۳) وَتَبٰرَكَ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ج (پ۔ ۲۵ الزخرف آیت ۸۵)

اور بڑی برکت والا ہے وہ اللہ کہ اُسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔

آیاتِ مذکورہ بالا اور دوسری بہت سی آیتوں کا حاصل مطلب یہی ہے کہ زمین و آسمان اور ان دونوں میں جو کچھ ہے اور عالم امر اور عالم خلق۔ غرض تمام کائنات اور ساری مخلوقات کا خالق و مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کو کسی چیز کا مالک حقیقی سمجھے یا کہے تو وہ مشرک ہے۔

ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کو بہت سے مالوں اور سامانوں کا مالک بنا دیا ہے اور اپنے محبوب بندوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام کو بیشمار اختیارات دے کر زمین کے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔ مگر ان میں سے کوئی بھی کسی چیز کا مالکِ حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ تمام بندوں کا اور اُن کی ملکیت میں جو کچھ بھی ہے سب کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ الغرض قرآن و حدیث میں جہاں جہاں بھی اللہ کے سوا دوسروں کو مالک کہا کہا گیا ہے۔ اُس سے مراد ہر جگہ مالکِ مجازی ہے جس کی ملکیت اور مالکیت اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے اور غیر اللہ کی ملکیت آنی فانی ہے ہر چیز کا مالک حقیقی بجز اللہ تعالیٰ کے دوسرا کوئی بھی نہیں اور اللہ کی ملکیت و مالکیت ذاتی اور ازلی ابدی ہے۔ جس کو نہ فنا ہے نہ زوال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

(۴) ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

یہ بھی اسلامی عقیدہ ہے کہ ہر نفع اور نقصان پہنچانا یہ ذاتی اور حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ بغیر اُس کے اذن اور حکم کے کوئی کسی کو ذرّہ برابر نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

بظاہر دیکھنے میں لوگ ایک دوسرے کو نفع یا نقصان پہنچایا کرتے ہیں یا بعض چیزیں نفع یا نقصان پہنچایا کرتی ہیں تو اس قسم کا نفع یا نقصان پہنچانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت و تاثیر، اور اُس کے اذن و حکم سے ہوا کرتا ہے۔ لیکن حقیقی اور ذاتی طور پر نفع یا نقصان پہنچانا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے جو اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی اس طرح کے نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

(۱) قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

(پ ۹ الاعراف آیت ۱۸۸)

(اے پیغمبر!) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا خود مختار نہیں، مگر جو اللہ چاہے۔

(۲) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(پ ۱۱۔ یونس۔ آیت ۱۰۷)

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اُس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اُس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں اُسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

الحاصل جہاں جہاں قرآن و حدیث میں یہ آیا ہے کہ ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ذاتی طور پر درحقیقت ہر نفع و نقصان کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جہاں جہاں قرآن و حدیث میں یہ آیا ہے کہ خُدا کے غیر دوسروں نے نفع یا نقصان پہنچایا۔ تو اس سے یہی مُراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اُس کے اِذن و حکم

84915

Marfat.com

سے دوسروں نے نفع یا نقصان پہنچایا یا جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی دوسرا بھی حقیقی طور پر نفع یا نقصان کا مالک ہے۔ وہ بلا شبہ یقیناً مشرک ہے۔ اور جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی بھی کسی طرح کا نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ بھی اعلیٰ درجے کا گمراہ و بد عقیدہ ہے کیونکہ قرآن کی بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ کے سوا دوسرے لوگوں سے بھی نفع و نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور لوگ ایک دوسرے کو نفع و نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ :-

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ

(پ ۴۔ النساء آیت ۱۱)

تمہارے باپ اور بیٹے تمہیں کچھ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تم کو نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے۔

دوسری آیت میں ہے کہ :-

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

(پ ۲۷۔ الحدید۔ آیت ۲۵)

اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے ہیں۔

پہلی آیت میں باپ بیٹوں کو نفع پہنچانے والا کہا گیا۔ اور دوسری آیت میں لوہے کو نفع دینے والا کہا گیا۔ اسی طرح ایک آیت میں فرمایا گیا کہ :

وَلَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِیْدٌ ؕ

(پ ۳۔ البقرہ۔ آیت ۲۸۲)

نہ کاتب ضرر پہنچائے نہ گواہ

اس آیت میں کاتب اور گواہ کو ضار (نقصان پہنچانے والا) فرمایا گیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کی سب آیتوں پر نظر ڈالنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیقی طور پر نفع و نقصان پہنچانے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی قدرت اور اس کے اذن و حکم سے خدا کے سوا دوسرے بھی نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا اس دوسرے معنی کے اعتبار سے اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ محبوبان بارگاہِ الٰہی یعنی انبیاء و شہداء و اولیاء اللہ کی دی ہوئی قدرت و طاقت اور اللہ کے اذن و حکم سے لوگوں

Marfat.com

کو نفع و نقصان پہنچاتے ہیں تو ہرگز ہرگز اس میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ۔ بلکہ یہ عقیدہ بالکل قرآن کے مطابق ہے۔ ہاں البتہ وہ لوگ سراسر گمراہی پر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام و اولیاء عظام بالکل مجبور محض، اور انتہائی بے بس ہیں کہ کسی کو کسی قسم کا کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ حالانکہ ان مقبول بندوں کو خدا کی عطا اور اس کے اذن و حکم سے بہت سے اختیارات حاصل ہیں۔ لہٰذا خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ حقیقی طور پر تو ہر نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقدرت اور اُس کے حکم سے خُدا کے سوا دوسرے لوگ بھی نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ یہی اہل سنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاصانِ خدا لوگوں کو نفع و نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ دُنیا میں کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سمجھنے اور حق کو جاننے، اور حق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

(۵) مصیبت ٹلنے والا بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ اسلام کا مُسلّمہ عقیدہ ہے کہ مصیبت ٹالنے والا اور بندوں کی مدد فرمانے والا بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مندرجہ ذیل آیتوں کو بغور پڑھئے۔

(۱) وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

(پ ۷۔ الانعام۔ آیت ۱۷)

اور اگر تجھے کوئی بُرائی پہنچائے تو اُس کے سوا اس کا کوئی دُور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(۲) وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ (پ ۱۱۔ یونس آیت ۱۲)

اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے۔ پھر جب ہم اُس کی تکلیف دُور کر دیتے ہیں تو چل دیتا ہے۔ گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔

Marfat.com

مذکورہ دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مصیبتوں کو ٹال دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا مصیبتوں کو ٹالنے والا نہیں ہے۔

۴۔ کیا غیر اللہ بھی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں

مذکورہ بالا آیتوں کے سوا قرآن مجید کی دوسری آیتیں ایسی بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً خدا کے سوا دوسرے بھی مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

(۱) یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ ۱۰۔ الانفال۔ آیت ۶۴)	اے غیب کی خبر بتانے والے (نبی) اللہ آپ کو کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان آپ کی پیروی کرنے والے ہیں (یہ بھی کافی ہیں)

یہ آیت کریمہ اعلان کر رہی ہے کہ مصیبتوں کے ٹالنے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کافی ہے اور مومنین بھی دفع مصائب میں رسول کو کافی ہیں۔ اس آیت کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ مومنین بھی مصیبتوں کو دفع کرتے ہیں۔

(۲) فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ (پ ۲۸۔ التحریم۔ آیت ۴)	بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مومنین اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔

یہ آیت پکار رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مشکلات کو دفع کرنے۔ اور مصائب کو ٹال دینے میں اپنے نبی کا مددگار ہے۔ اور نیک مسلمان اور حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے نبی کی مشکلات اور شدائد و مصائب کو دفع کرنے میں نبی کے مددگار ہیں اس آیت کا بھی یہی حاصل ہے کہ مومنین اور فرشتے بھی مصیبتوں کو دفع اور مشکلات کو دور کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مسلمان اور ملائکہ غیر اللہ اور خدا کے غیر ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان سب آیتوں کو ایک ساتھ نظر میں رکھنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے مصیبتوں کو ٹال دینا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی صفت خاصہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اس کے اذن و حکم سے مصیبتوں کو ٹال دینا

Marfat.com

دینا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی صفتِ خاصّہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اُس کے اذن وحکم سے مصیبتوں کو ٹال دینا یہ خدا کے خاص بندے مثلاً ملائکہ اور انبیاء واولیاء اور شہدا وغیرہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لیے خوب سمجھ لیجئے کہ جو لوگ انبیاء و اولیاء اور شہداء کو دفع البلاء اور مصیبت ٹالنے والا مانتے اور کہتے ہیں اُن لوگوں کی مُراد یہی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور اس کے اذن وحکم سے مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں اس لیے ہرگز ہرگز ان لوگوں کو مشرک نہیں کہا جا سکتا۔ مشرک وہی ہوگا جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح انبیاء و اولیاء بھی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے مصیبتوں کو ٹال دیا کرتے ہیں یہ عقیدہ رکھنے والا چونکہ غیر خدا کو خدا کی صفتِ خاصّہ میں شریک ٹھہراتا ہے۔ اس لیے یقیناً مشرک ہو جائے گا ذاتی قدرت اور عطائی قدرت دونوں کو نظر میں رکھنا۔ اور ذاتی قدرت کو خداوند تعالیٰ کی صفت خاصہ ماننا۔ اور عطائی قدرت کو غیر اللہ کی صفت خاصہ قرار دینا۔ لازم وضروری ہے جس طرح ذاتی قدرت کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرنے والا مشرک ہے۔ اسی طرح عطائی قدرت کو خدا کی صفت ماننے والا بھی "مشرک" ہے۔ حقیقی موحّد اور سچا مسلمان وہی ہے جو ذاتی قدرت کو اللہ تعالیٰ کی صفت ماننے اور عطائی قدرت کو غیر اللہ کی صفت مانے۔ جیسا کہ اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ ہے۔

واللہ الھادی اِلی الرشادِ ط

(۷) بالذّات شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

بیماروں کو بالذّات یعنی اپنی ذاتی قدرت وطاقت سے شفاء عطا فرمانا یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی بالذّات شفاء دیتے ہیں تو وہ مشرک ہے۔ کیونکہ بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے شفاء عطا فرما دینا یہ اللہ تعالیٰ ہی کی خاص صفت ہے۔ لہذا جو غیر اللہ کے لیے یہ صفت ثابت کرے گا وہ مشرک ٹھہرے گا۔ قرآنِ کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ نقل کرتے ہوئے خداوند قدوس نے فرمایا کہ :

Marfat.com

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ ہ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ہ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ہ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ہ

وہ اللہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی شفاء دیتا ہے، اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

(پ ۱۹۔ الشعراء آیت ۸۱)

(۸) کیا کچھ لوگ اور دوائیں بھی شفا دیتی ہیں

بالذات یعنی اپنی ذاتی قدرت سے مریضوں کو شفاء دینا یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصّہ ہے جس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت و تاثیر، اور اس کے اذن و حکم سے شفاء دینا تو یہ آیت قرآنیہ اور دواؤں وغیرہ دوسری چیزوں کے لیے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں یہ آیا ہے کہ قرآن کی آیتیں اور دوائیں بھی شفا دیتی ہیں۔ مثلاً ارشادِ خداوندی ہے کہ

(۱) یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ہ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی شفاء اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے

(پ ۱۱۔ یونس، آیت ۵۷)

(۲) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ہ

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۸۲)

او پر ذکر کی ہوئی دونوں آیتوں میں صاف صاف یہ اعلانِ خداوندی ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں مومنین کو شفاء دیتی ہیں۔ اور ظالموں یعنی کفر و شرک میں اڑے رہنے والوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔

Marfat.com

(۳) یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

(پ ۱۴۔ النحل۔ آیت۔ ۶۹)

شہد کی مکھی کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے بیشک اس میں (خدا کی) نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔

اس آیت میں نہایت واضح بیان ہے کہ شہد لوگوں کو بیماریوں سے شفاء دیتی ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بالذّات شفاء دینے والا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم اور اس کی عطا سے قرآن مجید کی آیتیں، اور دوائیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص مقدس بندے یعنی ملائکہ وانبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام وغیرہ بھی شفاء دینے والے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تقریر قرآن مجید میں ستاروں کی طرح چمک رہی ہے کہ آپ نے اپنی قوم کے سامنے علی الاعلان فرمایا کہ:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ج

(پ ۳۔ آل عمران۔ آیت ۴۹)

اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والوں کو۔ اور میں مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے "بِاِذْنِ اللّٰهِ" (اللہ کے حکم سے) کہہ کر اس مسئلہ کی وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی ذاتِ قدرت اور اپنے ذاتی صفات اور اپنے ذاتی اختیار سے شفاء دیتا ہے اور مردوں کو جلاتا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور اس کے اذن وحکم سے شفاء دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے خاصانِ خدا بھی مریضوں کو شفاء دیتے ہیں۔

لہٰذا اس معنی کے اعتبار سے اگر حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وشہداء عظام کو اور دواؤں کو شافی (شفاء دینے والا) کہہ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا ان خاصانِ خدا کو اگر اس معنی کے لحاظ سے شافی (شفاء دینے والا) کہہ دیا جائے اور ان بزرگوں کو باذن اللہ شافی مان کر ان حضرات سے شفاء طلب کی جائے تو ہرگز ہرگز اس میں کوئی شرک وگناہ کی بات نہیں ہے۔ بلکہ بزرگانِ دین کا ہمیشہ سے یہ عمل رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، اور دواؤں، نیز قرآن مجید کی آیتوں سے شفاء طلب

Marfat.com

کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ بالذّات شافی تو فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مگر اس کی عطاء اور اس کے اذن وحکم سے دوسرے بھی شفاء عطاء کرسکتے ہیں۔ بلکہ عطاء کرتے رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۹) بالذّات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا

یہ بھی اسلام کا عقیدہ ہے کہ بالذّات یعنی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے کسی کو اولاد دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے غیر کو بالذات اولاد دینے والا مانے وہ مشرک ہے کیونکہ بالذات اولاد عطا کرنا یہ خداوند کریم کی صفتِ خاصہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

(پ - ۲۵ - الشورٰی آیت ۵۰)

اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں۔ اور جسے چاہے بانجھ کردے بیشک وہ علم وقدرت والا ہے۔

(۱۰) کیا اللہ والے بھی اولاد دیتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت وطاقت سے اُس کے مقبول بندے بھی اس کے اذن وحکم سے اولاد دے سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے واقعہ میں ارشاد فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں اچانک حضرت مریم کے سامنے آگئے۔ تو حضرت مریم نے کہا کہ میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ:

اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝

(حضرت جبرئیل) نے کہا کہ (اے مریم) میں تیرے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تاکہ میں تجھے

Marfat.com

(پ ۱۶ - مریم آیت ۱۹) ایک ستھرا بیٹا دوں

اس آیت میں صاف طور پر یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے یہ فرمایا کہ میں تیرے پاس خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں۔

اور اس لیے میں تیرے پاس آیا ہوں۔ تاکہ میں تجھے ایک بیٹا دوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی اور فرمایا کہ میں تجھے بیٹا دوں گا۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر جمل نے فرمایا کہ:

وَاَسْنَدَہٗ لِنَفْسِہٖ لِاَنَّہٗ سَبَبٌ فِیْہِ (جمل ج ۳ ص ۵۶ مصری)

(حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی ذات کی طرف اس بنا پر کی کہ وہ اس بیٹے کے ہونے کا سبب تھے۔

اسی طرح تفسیر صادی میں ہے کہ

اَلْاِسْنَادُ لِجِبْرِیْلَ لِکَوْنِہٖ سَبَبًا فِیْہِ (صادی ج ۳ ص ۳۲ مطبوعہ بمبئی)

بیٹا دینے کی نسبت حضرت جبرئیل کی طرف لی کی گئی کہ وہ اس میں سبب بنے تھے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ کام کی نسبت سبب کی طرف کر دینا یہ ہر زبان کا عام محاورہ ہے۔ ہم روزانہ یہ بولا کرتے ہیں کہ منیجر نے ہمیں نوکری دی۔ سیٹھ نے ہمیں تنخواہ دی ڈاکٹر نے مریض کو اچھا کر دیا۔ جج نے انصاف دیا۔

غور کیجئے کہ نوکری۔ تنخواہ۔ صحت۔ انصاف ہر چیز کا دینے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر چونکہ منیجر۔ سیٹھ۔ ڈاکٹر۔ جج ان سب چیزوں کے ملنے کا سبب ہیں اس لیے ہم کہہ دیتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان چیزوں کو دیا ہے۔

تو اس طرح بولنے اور کہنے میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ نہ کوئی غلطی اسی طرح اگر ہم یہ کہہ دیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم کو بیٹا دیا تو ہرگز ہرگز اس میں نہ کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ نہ کوئی غلطی۔ اسی طرح اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ والوں نے بیٹا دیا۔ کیونکہ اللہ والوں کی دعا کے سبب سے بیٹا پیدا ہوا تو ہرگز ہرگز اس میں نہ

Marfat.com

کوئی شرک ہے نہ کوئی گناہ۔ نہ کوئی غلطی۔ کیونکہ فعل کی نسبت اُس کے سبب کی طرف کر دینا شرعاً درست وجائز ہے۔ ہر مسلمان عالم ہو یا جاہل یہ کہتا ہے کہ بارش نے گھاس اُگا لی۔ بدلی نے پانی دیا۔ گندگی نے بیماری پیدا کردی۔ نالی کے گندے پانی نے مچھر پیدا کر دیئے۔ ظاہر ہے کہ درحقیقت ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر چونکہ یہ سب چیزیں ان کاموں کے ہونے کا سبب ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان چیزوں نے ان کاموں کو کر دیا ہے۔ بہر حال کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ والے اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے بغیر خدا کی مرضی اور حکم کے اولاد دے دیا کرتے ہیں۔ بلکہ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے اولاد دینا یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ نے بیٹا دیا تو اس کا ہر مسلمان کے نزدیک یہی مطلب ہوا کرتا ہے کہ اُن بزرگ کی دُعا یا اُن کی کرامت کے سبب سے بیٹا پیدا ہوا ہے۔ یا اللہ والوں نے خدا کی دی ہوئی قدرت اور اللہ کے اذن و حکم سے بیٹا دیا۔ بہر صورت خواہ مخواہ موحد مسلمانوں پر شرک کا الزام تھوپ دینا یہ بڑی قبیح تہمت، اور بدترین افتراء ہے، جو گناہ عظیم ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند پر لازم ہے کہ وہ علم وحلم اور حزم واحتیاط کا دامن نہ چھوڑیں۔ اور اس مسئلہ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس طرح کسی مشرک کو مسلمان کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کسی کو بلا وجہ مشرک کہہ دینا بھی کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایک ضروری انتباہ

واضح رہے کہ قرآن مجید کی بعض آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہ مصیبتوں کو ٹال سکتا ہے نہ اولاد دے سکتا ہے اور بعض آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبتوں کو ٹال سکتے ہیں۔ اور شفا دے سکتے ہیں۔ اور اولاد دے سکتے ہیں بظاہر ان دونوں قسم کی آیتوں میں ایک طرح کا تعارض اور ٹکراؤ نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان آیتوں میں کوئی تعارض اور کسی طرح کا ٹکراؤ نہیں۔ یہ سب آیتیں کلام ربانی ہیں۔ اور ان سب آیتوں پر ایمان لانا مسلمان پر ضروری ہے اور یہ آیتیں واجب الایمان اور لازم العمل ہیں۔

Marfat.com

واقعہ یہ ہے کہ جن جن آیتوں میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مصیبت ٹال سکتا ہے نہ شفا دے سکتا ہے۔ نہ اولاد دے سکتا ہے۔ ان آیتوں سے مُراد یہ ہے کہ بالذّات یعنی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مصیبت ٹال سکتا ہے نہ شفاء دے سکتا ہے۔ نہ اولاد دے سکتا ہے اور جن جن آیتوں میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبت ٹال سکتے ہیں۔ اور شفاء دیتے ہیں، اور اولاد دے سکتے ہیں۔ اُن آیتوں کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عطائی قدرت اور اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبت ٹال سکتے ہیں اور شفاء واولاد دے دیا کرتے ہیں۔ اب اس تقریر سے آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں رہا۔ اور چمکتے ہوئے سورج کی طرح یہ مسئلہ صاف اور روشن ہوگیا کہ مصیبت ٹالنا اور شفاء بخشنا اور اولاد دینا بالذات اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اور اس کی دی ہوئی قدرت اور اُس کے اذن وحُکم سے ان سب کاموں کو کر دیا کرتے ہیں۔

فرقہ وہابیہ کو یہیں سے گمراہی کی ٹھوکر لگی کہ ان لوگوں نے صرف ان ہی آیتوں کو دیکھا جن میں یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مصیبت ٹال سکتا ہے۔ نہ کوئی شفاء دے سکتا ہے۔ نہ کوئی اولاد دے سکتا ہے اور ان آیتوں کو یا دیکھا ہی نہیں یا قصداً اُن سے چشم پوشی کرلی جن آیتوں میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی مصیبت ٹال سکتے ہیں اور شفاء واولاد دے سکتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت بحمدہٖ تعالیٰ ان سب آیتوں پر نظر رکھتے ہوئے اور سب پر ایمان لاتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سب کاموں کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے لیے بالذّات ہیں۔

اور دوسروں کے لیے یہ اختیارات خدا کی عطاء سے حاصل ہیں۔ لہٰذا اہل سنت گمراہی کی ٹھوکر سے محفوظ وسلامت رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ!

اب آپ دیر تک سوچتے رہیے کہ بالذات اور بالعطاء یعنی ذاتی وعطائی میں کتنا عظیم فرق ہے ذاتی قدیم ہے اور عطائی حادث ہے۔ ذاتی ادرباقی ہے اور عطائی آنی وفانی ہے اللہ اکبر! کتنا بڑا فرق ہے ذاتی وعطائی میں وَاللّٰہُ الْهَادِیْ اِلَی الرَّشَادِ؟

Marfat.com

(۱۱) خُدا کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگی جائے

دُعا کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُعا عبادت ہی ہے اور ایک حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے (مشکوٰۃ ج ا ص ۱۹۴)

جب ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ دعا بھی عبادت ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہیں مانگنی چاہیئے چنانچہ خداوند عالم جل جلالہٗ کا قرآن میں یہ فرمان ہے کہ

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ (پ ۸۔ الاعراف آیت ۲۹)	اللہ سے دُعا مانگو اُس کے مخلص بندے ہو کر۔
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ ۱۱۔ یونس آیت ۱۰۷)	اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اُس کے سوا۔ اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اُس کے فضل کا رد کرنیوالا کوئی نہیں۔ اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت جائز نہیں اسی طرح خدا کے سوا دوسرے سے دُعا مانگنی بھی جائز نہیں ہے۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دُعا قبول کرتا ہے

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ ۲۔ البقرۃ آیت ۱۸۶)	میں دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر دُعا مانگنے والے کی دُعا کو قبول فرماتا ہے لیکن لاچاروں اور بے قراروں کی دعاؤں کو خصوصیت کے ساتھ قبول فرماتا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ

Marfat.com

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ہ

(پ ۲۰۔ النمل آیت ۶۲)

کون ہے جو لاچار کو سنتا ہے جب اُسے پکارے اور دُور کر دیتا ہے بُرائی کو اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی اور خُدا ہے؟ بہت ہی کم تم لوگ دھیان کرتے ہو۔

اس لیے ہر لاچاری اور بیقراری کے وقتوں میں خاص کر عاجز و لاچار بندوں کو چاہیئے کہ بہت زیادہ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگتے رہیں کہ اُس وقت کی دُعا خاص طور پر مقبول ہونے کی اُمید ہے۔ جیساکہ اُس رب کریم نے قرآن مجید میں خود ہی ارشاد فرمایا ہے لہذا مسلمان ہرگز ہرگز دُعا مانگنے سے غافل نہ رہیں۔ کیونکہ دُعا مسلمان کے لیے بہترین ڈھال بھی ہے۔ اور اعلیٰ ترین تلوار بھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگوں اور دوسری مصیبتوں کے وقتوں میں بکثرت دُعائیں مانگا کرتے تھے:

(۱۳) علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے

علم غیب ذاتی یعنی بذات خود غیب کو جاننا یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان اور اُسی کی صفت خاصہ ہے۔ اس طرح کا علم غیب جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کے لیے مانے وہ یقیناً شرک میں گرفتار ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اس مسئلہ پر خاص طور پر ذہن نشین کر لیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ علم غیب ذاتی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی عالم الغیب بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اُس کے سوا کوئی بھی عالم الغیب بالذات نہیں۔

(۱) يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ہ

(پ ۷۔ المائدہ۔ آیت ۱۰۹)

جس دن اللہ رسولوں کو جمع فرمائے گا پھر فرمائے گا تمہیں اپنی قوموں کی طرف سے کیا جواب ملا؟ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔ بے شک تو ہی سب غیبوں کو جاننے والا ہے۔

Marfat.com

(۲) تَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ وَلَآ اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ۝

(پ ۷۔ المائدہ آیت ۱۱۶)

(حضرت عیسیٰؑ قیامت میں کہیں گے) اے اللہ! تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بیشک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے

(۳) وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۝

(پ ۷ الانعام آیت ۵۹)

اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں انھیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اُسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

(۴) عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝

(پ ۷ الانعام آیت ۷۳)

وہ (اللہ) ہر غیب و ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا، خبردار ہے۔

(۵) اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰىهُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ۝

(پ ۱۰۔ التوبہ آیت ۷۸)

کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ اُن کے دل کی چھپی بات اور اُن کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔

(۶) وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝

(پ ۱۱۔ یونس آیت ۲۰)

اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں جتا دے گا۔

(۷) فَقُلۡ اِنَّمَا الۡغَیۡبُ لِلّٰهِ فَانۡتَظِرُوۡا ج اِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِیۡنَ ۝

(پ ۱۱۔ یونس۔ آیت ۲۰)

(اے پیغمبر) آپ فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ ہی کے لیے ہے اب تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں

(۸) وَلِلّٰهِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے

Marfat.com

وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَ تَوَکَّلْ عَلَیْہِ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(پ ۱۲۔ ھود آیت ۱۲۳)

غیب اور اسی کی طرف ہے سب کاموں کی رجوع تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں

(۹) اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(پ ۲۲۔ فاطر آیت ۳۸)

بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کے ہر غیب کا جاننے والا ہے بیشک وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے

(۱۰) قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ○

(پ ۲۰۔ النمل آیت ۶۵)

(اے نبی) آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے سوا خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ اور انہیں خبر نہیں کہ کب قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

مذکورہ بالا آیتیں اور ان کے سوا کچھ دوسری آیات صاف صاف بتا رہی ہیں کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عالم الغیب بالذات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے یہ علم مانے وہ یقیناً مشرک ہے۔

(۱۴) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب دیا گیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں بالخصوص خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیشمار علوم غیبیہ کا خزانہ عطا فرمایا لہٰذا یقیناً بلا شبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عطاء فرمانے سے علم غیب کے جاننے والے ہیں اس مسئلہ کو جاننے کے لیے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کو خاص طور پر مطالعہ کریں۔ اور ان کے معانی و مطالب کو خوب سمجھ کر یہ یقین و اعتقاد رکھیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا گیا اور بلا شبہ حضور غیب کے جاننے والے ہیں۔

(۱) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ

اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو!

Marfat.com

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (پ ۴ ۔ آل عمران آیت ۱۷۹)

تمہیں غیب کا علم دے دے ۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے تو تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اعلان فرمادیا کہ عام لوگوں کو اللہ تعالیٰ غیب نہیں دیتا ۔ مگر اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو تمام رسولوں میں افضل و اعلیٰ ، اور سب سے بڑھ کر خدا کے مجتبیٰ اور برگزیدہ رسول ہیں ۔ لہٰذا عالم الغیوب نے انہیں علم غیب دیا ہے ۔ اس لیے اے لوگو! رسول کو علم غیب دینے والے اللہ اور غیب جاننے والے رسولوں پر ایمان لاؤ ۔ اور یہ عقیدہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا ہے ۔

(۲) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (پ ۵ ۔ النساء ۔ آیت ۱۱۳)

اور (اے محبوب) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا جو کچھ آپ جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت ہی بڑا ہے ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ امور دین و احکامِ شرع ، اور تمام کائناتِ عالم کے علوم غیبیہ کے خزانے ، اور کتاب و حکمت کے اسرار و معارف ، غرض سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتادیا اور سکھا دیا ہے ۔ اور ان علوم کے علاوہ دوسرے اور کون کون سے علوم و معارف آپ کو عطا فرمائے ۔ اور کیا کیا آپ کو بتا دیا اور سکھا دیا اور اس کو اجمالی طور پر ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جملہ میں ارشاد فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں کے لیے ۔

(پ ۱۴ ۔ النحل آیت ۸۹)

Marfat.com

جب قرآن کریم ہر ہر چیز کا روشن بیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قرآن مجید کا تفصیلی علم عطا فرما دیا ہے تو بلا شبہ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب و شہادت یعنی چھپی ہوئی اور ظاہر تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا۔

(۴) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۠

(پ ۔ ۲۹ ۔ الجن آیت ۲۶ تا ۲۸)

اللہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ اُن کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے تاکہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور جو کچھ اُن کے پاس ہے سب اُس کے علم میں ہے اور اُس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

وَ مَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۚ

(پ ۔ ۳۰ ۔ التکویر ۔ آیت ۲۴)

اور نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یہ آیت شریفہ نہایت واضح طور پر اعلان کر رہی ہے کہ نبی کو غیب کا علم ہے اور وہ دوسروں کو یہ علم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ہزاروں غیب کے علوم بتا دیئے جیسا کہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ (رواه البخاری)

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۶ ۔ بحوالہ بخاری)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو ہم لوگوں کو دنیا کے پیدا ہونے کے شروع سے تمام باتوں کو خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے! اور جہنمی اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے جس نے اس کو یاد رکھا اُس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

Marfat.com

غور کیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وعظ میں کھڑے ہو کر دُنیا کی ابتدا سے لیکر جنّتیوں کے جنّت میں اور جہنمیوں کے جہنم میں داخل ہونے تک کی تمام باتوں اور واقعات کی خبر دے دی۔ ظاہر ہے کہ دُنیا پیدا ہونے کی ابتداء سے قیامت میں دخولِ جنّت اور دخولِ جہنم تک کی مدّت میں کتنی کثیر تعداد میں غیب کی باتیں ہوں گی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے صحابۂ کرام کو بتادیں۔

اللہ اکبر! سُبحان اللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی۔ اور آپ کی تعلیم غیب کی کثرت و وسعت کا کیا کہنا۔

بہر حال مذکورہ بالا پانچوں آیتوں اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی آیات، اور حدیثوں سے روزِ روشن کی طرح واضح اور ظاہر ہوتا ہے کہ عالم الغیب جلّ جلالہٗ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بے شمار غیبوں کا علم عطا فرما دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

Marfat.com

(۲) رِسالت

نبی سے کوئی گناہ نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور رسولوں کو بڑے بڑے درجات و مراتب سے سرفراز فرماتا ہے اور اُن کو تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم، اور ہر قسم کے عیوب سے پاک و منزہ بنا کر مبعوث فرماتا ہے شیطان کے وسوسوں کا حضرات انبیاء علیہم السّلام کی مقدّس جناب میں گزر نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عصمتِ خاصہ اور حفاظت مقدسہ اُن کی محافظ بنی رہتی ہے اس لیے ان حضرات سے گناہوں کا صادر ہونا محال ہے لہذا ہر نبی قبل اعلانِ نبوّت ہر قسم کے گناہ صغیرہ، و گناہ کبیرہ سے پاک ہوتا ہے فقہائے کرام کا متفق علیہ فتویٰ ہے کہ جو شخص حضرات انبیاء علیہم السّلام کو گناہگار اور عیب دار بتائے وہ کافر ہے اس خصوص میں مندرجہ ذیل آیتوں پر نگاہ رکھیں جن سے ہدایت کا نور جھلکتا رہتا ہے۔

(۱) اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا ۝

(ب ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۶۵)

(اے شیطان) بیشک جو میرے خاص بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ اور تیرا رب کافی ہے حفاظت کرنے کو۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنّت سے نکال کر فرمایا کہ اے شیطان! تو لوگوں میں گمراہی پھیلائے گا۔ مگر سُن لے کہ میرے خاص بندوں پر تیرا کچھ بھی قابو نہ چل سکے گا۔ کیونکہ میں اُن کی حفاظت کے لیے کافی ہوں اس آیت میں خدا کے خاص بندوں سے مُراد حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام میری عطاء کی ہوئی عصمت کی وجہ سے معصوم، اور اولیاء کرام میری حفاظت کے سبب سے گناہوں سے محفوظ ہیں "معصوم" سے تو گناہ ممکن ہی نہیں ہے اور "محفوظ" سے گناہ ممکن تو ہے مگر گناہ سرزد ہوتا نہیں ہے

(۲) وَلَوۡ لَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ لَقَدۡ کِدۡتَّ تَرۡکَنُ اِلَیۡہِمۡ شَیۡئًا قَلِیۡلًا ۝

(اے محبوبؐ!) اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا جھک

Marfat.com

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۷۴) جاتے

اس آیت میں خداوند قدوس جل جلالہٗ کا اعلان ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو ثابت قدم رکھا۔ یعنی اُن کو معصوم بنایا اس لیے وہ کفار اور اُن کے عقائد و اعمال کی طرف کبھی ذرا بھی مائل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ ہمیشہ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم رہیں گے۔

صاحب جلالین نے فرمایا کہ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ عَلَى الْحَقِّ بِالْعِصْمَةِ یعنی اے پیغمبر! اگر عصمت دے کر ہم آپ کو ثابت قدم نہ بنا دیتے تو آپ کفار کی طرف کچھ مائل ہو جائے مگر چونکہ ہم نے آپ کو عصمت دے کر ثابت قدم بنا دیا ہے۔ اس لیے آپ کبھی بھی کفار کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ صاحب جلالین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ

وَهُوَ صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْكَنْ وَلَا قَارَبَ۔ (تفسیر جلالین ۲۳۶)

یعنی یہ آیت اس بات کی صراحت کر رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی کفار کی طرف مائل ہوئے نہ مائل ہونے کے قریب ہوئے۔

بہر حال اس مسئلہ پر اہل حق کا اجماع ہے کہ نبی معصوم ہیں۔ اُن سے گناہ کا صدور ہو سکتا ہی نہیں۔ اور نبی کو گناہگار کہنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ (پ ۲۷۔ والنجم آیت ۲)

پیارے چمکتے تارے محمدؐ کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے ارادہ چلے۔

اس آیت میں "تمہارے صاحب" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کبھی نہ حق سے بہکے نہ کبھی گمراہی میں پڑے۔ کیونکہ وہ نبی برحق ہیں اور نبی کا ہر گمراہی اور ہر گناہ سے معصوم ہونا ضروری ہے۔

بہر حال اُوپر تحریر کی ہوئی تینوں آیتوں اور اُن کے سوا دوسری بہت سی قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین اعلانِ نبوت سے قبل اور اعلان نبوت کے بعد ہر حال میں تمام گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ لہٰذا ہرگز ہرگز کسی نبی کو گناہگار کہنا جائز نہیں بلکہ جو کسی نبی کو گناہگار بتائے وہ کافر ہے۔

Marfat.com

خوب یاد رکھئے کہ جہاں جہاں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف گناہ کی نسبت فرمائی یا نبی نے خود اپنے کو گناہگار کہا۔ تو اُس کا یہ مطلب ہے کہ وہ فعل انبیاء علیہم السلام کے بلند مراتب کے لحاظ سے کم درجے کا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اور انبیاء کرام نے اُس کو گناہ کہہ دیا۔ ورنہ درحقیقت وہ فعل گناہ نہ تھا بلکہ چونکہ وہ فعل انبیاء کے بلند درجات کے لحاظ سے کم درجے کا تھا۔ اس لیے اُن کے حق میں وہ گناہ ٹھہرا ورنہ بھلا نبی معصوم کی مقدس جناب میں گناہ کا گزر کس طرح اور کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

پھر اگر اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف کسی گناہ کی نسبت فرمادی۔ یا کسی نبی نے اپنے آپ کو گنہگار کہہ دیا تو اُس سے کب یہ لازم آتا ہے کہ ہم بھی یہ جرأت کر بیٹھیں کہ اُس نبی کی طرف گناہ کی نسبت کر دیں۔ (معاذ اللہ)

اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء کرام پر بہت بڑا فضل و کرم ہے اور اس نے اپنے ان مقبول بندوں کو بڑے بڑے درجات و مراتب سے نوازا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے پیارے نبیوں کی مدح و ثنا بھی فرمائے۔ اور کبھی عتاب بھی فرمائے اسی طرح انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے انتہائی مقرب و برگزیدہ ہیں اور اپنے رب کریم کی بارگاہ میں انتہائی مقرب بھی ہیں۔ اس لیے ان کو بھی حق ہے کہ گناہگار نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو تواضع کے طریقے پر خدا کا گناہگار کہہ دیں۔ مگر ہم گناہگار اُمتیوں کو کب؟ اور کیسے؟ اور کیونکر یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ ہم اُن معصوم انبیاء کرام کو گناہگار کہہ دیں۔ ہم کو تو بہرحال اسی عقیدہ پر جینا اور مرنا ہے کہ ہر نبی معصوم ہے یعنی کسی گناہ کا صادر ہونا ناممکن اور محال ہے

نبیؑ کی ہر بات پوری ہو کر رہتی ہے

اس عنوان کے سلسلے میں بھی قرآن مجید کی چند آیتوں کا جلوہ دیکھئے۔

(۱) روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے ایمان قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ کوہ طور پر جا کر چالیس ۴۰ دن روزہ رکھیں اور ہر رات بن ساری رات عبادت میں مشغول رہیں اس کے بعد آپ کو

Marfat.com

تورات شریف عطا کی جائے گی۔ چنانچہ حکم خداوندی کے مطابق آپ نے بنی اسرائیل کی نگرانی کا کام اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ اور خود کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اس دوران میں ایک شخص جو " سامری " کے لقب سے مشہور تھا جو حرامی اور پیدائشی کافر تھا۔ اور بے پناہ مقرر تھا۔ اُس نے سونے چاندی سے گائے کے بچھڑے کا ایک بت بنایا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے کلام کرنے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور خدا تو خود ہماری بستی میں آگیا ہے۔ سامری نے بچھڑے کے منہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی دھول ڈال دی تو بچھڑا بولنے لگ گیا تھا۔ سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یہی تمہارا خدا ہے۔ اور اس نے اپنی تقریر کے زور سے بنی اسرائیل کو اس قدر گمراہ کر دیا کہ ساری قوم بُت پرست ہو گئی۔ اور بچھڑے کی عبادت کرنے لگی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لے کر کوہِ طور سے اپنی بستی میں آئے تو قوم کا یہ بُرا حال دیکھ کر بیحد رنجیدہ ہو گئے۔ اپنے بھائی پر بھی خفا ہو گئے۔ اور سامری کو دیکھ کر غصہ میں بھر گئے۔ اور انتہائی غضب و جلال میں آکر آپ نے سامری کے لیے یہ فرما دیا کہ تو میرے سامنے سے چلا جا۔ دُنیا کی زندگی میں تیری یہ سزا ہے کہ تو ہر شخص سے یہ کہتا پھرے گا کہ "کوئی مجھ سے چھو نہ جائے"۔ پھر آپ نے اس بچھڑے کے بُت کو آگ میں جلا کر اور کوٹ پیس کر اُس کی راکھ کو سمندر میں پھینک دیا، اور سامری کا یہ حال ہو گیا کہ جب تک وہ زندہ رہا سب سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ نہ وہ کسی کو چھوتا تھا نہ کوئی اس کو چھوتا تھا ہر شخص کے میل ملاپ سے وہ محروم ہو گیا اور کسی کاروبار اور دھندے روزگار کے قابل نہ رہ گیا۔ اگر اتفاقاً کوئی اُس کو چھو لیتا تو وہ اور اس کو چھونے والا دونوں شدید بخار میں مبتلا ہو جاتے۔ سامری بستیوں کے باہر جنگلوں اور میدانوں میں یہی شور مچاتے بھاگا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے نہ چھوئے اور انسانوں سے بالکل الگ وحشیوں اور درندوں میں نہایت ہی تلخ اور وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا یہاں تک کہ اسی حال میں مر گیا۔ اس واقعہ کو خداوند کریم نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَکَ فِی الْحَیٰوۃِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَکَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ج وَانْظُرْ اِلٰٓی اِلٰهِکَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاکِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا اِنَّمَآ اِلٰهُکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ٥

(پ ۱۶ - طٰهٰ - آیت ۹۵ تا ۹۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سامری تو دُور ہٹ جا۔ دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے گا کہ کوئی مجھ سے چھو نہ جائے اور بیشک تیرے لیے وعدہ کا ایک وقت ہے جو تجھ سے خلاف نہ ہو گا۔ اور اپنے اُس معبود کو دیکھ جس کے سامنے دن بھر تو آسن مارے رہا قسم ہے ہم ضرور اُسے جلائیں گے پھر اُس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اُس کا علم گھیرے ہوئے ہے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی ریتلی اور پتھریلی بنجر زمین کے لیے جو خطرات سے بھری ہوئی تھی، دو باتیں اور تمنائیں خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کیں ایک یہ کہ یہاں ایک پُر امن شہر ہو جائے۔ دوسری یہ کہ یہاں کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں کی روزی ملے۔ آپ کی یہ دونوں باتیں پوری ہو کر رہیں کہ مکہ مکرمہ اتنا پُر امن شہر بن گیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کو کیا قتل کرنا، شیر اور بھیڑیئے بھی حرم الٰہی میں شکار کا پیچھا نہیں کرتے بلکہ حرم میں پہنچتے ہی اپنے شکار کو چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ اور پھلوں کی روزی کا یہ حال ہے کہ دُنیا بھر کے پھل اور قسم قسم کے فروٹ مکہ مکرمہ میں بکثرت ملتے ہیں اس طرح ابراہیم علیہ السلام کی دونوں باتیں پوری ہو کر رہیں۔ خداوند کریم نے اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ ۔

(پ ۱ - البقرہ آیت ۱۲۶)

اور جب حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے میرے رب اس شہر کو امن و امان والا بنا دے۔ اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی کافروں کے بارے میں خداوند قدوس سے یہ عرض کی اور کہا کہ:

Marfat.com

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ٥

(پ ۱۱۔ یونس آیت ۸۸)

اے ہمارے پروردگار! ان (فرعونیوں) کے مالوں کو برباد کر دے۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات پوری ہو کر رہی کہ فرعونیوں کے درہم و دینار وغیرہ تمام مال پتھر ہو کر رہ گئے۔ یہاں تک کہ اُن کے کھانے کی چیزیں اور پھل فروٹ بھی سب پتھر ہو گئے۔

اور فرعونی کفار پائی پائی اور دانے دانے کے محتاج ہو گئے۔ اور سب کے سب دریائے نیل میں غرق ہو کر ڈوب مرے مگر ایمان نہیں لائے۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام جن دنوں جیل خانے میں تشریف فرما تھے تو دو نوجوان جیل خانے میں آئے اور ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ آپ نے ان دونوں خوابوں کو سُن کر یہ تعبیر دی کہ ایک اپنے بادشاہ کو بدستور شراب پلائے گا۔ اور دوسرے کو پھانسی دے کر اُس کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور پرندے اس کا سر کھائیں گے۔ خوابوں کی تعبیر سُن کر دونوں نوجوان کھکھلا کر ہنسنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے تو کوئی خواب ہی نہیں دیکھا ہے ہم تو آپ سے ہنسی مذاق کر رہے تھے یہ سُن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ٥

(پ ۱۲۔ یوسف آیت ۴۱)

فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جو میں نے کہہ دیا یہ ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ تم دونوں نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اب یہ حکم ٹل نہیں سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک شخص جیل خانے سے رہا ہو کر بدستور سابق اپنے بادشاہ کو شراب پلانے لگا۔ اور دوسرا سولی پر لٹکا دیا گیا اور گدھ وغیرہ پرندے اُس کی لاش کو نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ کیوں نہ ہو کہ اللہ کے

Marfat.com

نبی کی بات پوری ہو کر رہی اور جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرما دیا وہ ہو کر رہا۔

(۵) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بے سرو سامانی کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی۔ اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بیکسی کے عالم میں کچھ "حبشہ" کچھ مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ آسکتا تھا کہ یہ بے سرو سامان غریب الوطن مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار مکہ کی ناقابل تسخیر لشکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ ہمیشہ کے لیے بجھ جائے گا لیکن ہجرت سے ایک سال پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرما دی کہ

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝	اور (اے پیغمبر!) یہ مکہ والے اگر آپ کو مکہ سے اکھاڑنے میں ڈال چکے ہیں تاکہ آپ کو (مکہ سے) نکال دیں تو وہ آپ کے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔
(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۷۶)	

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہو کر رہی کہ ایک ہی سال بعد غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار مکہ کے سرداروں کا خاتمہ کر ڈالا۔ اور کفار مکہ کی عسکری طاقت کا جنازہ نکل گیا اور ان کی شان و شوکت مٹ گئی۔

(۶) ہجرت کے بعد کفار مکہ جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو گئے اور جنگ بدر میں شکست کے بعد تو جذبۂ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خون ریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے سکون نصیب نہیں رہا مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے لیکن عین اس پریشانی اور بے چینی کے عالم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ ان کو دین و دنیا کی بادشاہی بلکہ شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا۔ اور آپ نے علی الاعلان قرآن کی ایمان افروز آیتوں کو تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا	اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان

Marfat.com

الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(پ - ۱۸ النور آیت ۵۵)

لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن کے پہلوں کو دی اور ضرور اُن کے لیے جما دے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور. اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں. اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں

مسلمان جس پریشان کن ماحول میں تھے ان حالات میں دین و دُنیا کی شہنشاہی کی بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی. بھلا کون یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بیکس گروہ جو مدینہ اگرچہ نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لیے ہوئے تھا. اور اس کو یہاں اگرچہ سکون نصیب نہ تھا. بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ ان اجڑے ہوئے غریب الوطن مسلمانوں کو ایسی عظیم شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین کے اُوپر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈر نہیں ہوگا بلکہ ساری دُنیا اُن کے جاہ و جلال سے لرزہ براندام رہے گی. مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوئی. اور مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام ترقی یافتہ حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا. اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کا پرچم عظمت اسلام کے پرچم شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہوگیا کیوں نہ ہو کہ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی بات تھی جو پوری ہو کر رہی. سچ ہے ؎

ہزار فلسفیوں کی چناں چنیں بدلی
نبی کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

(۶) جنگ بدر میں جب کہ کل تین سو تیرہ مسلمان تھے جو بالکل نہتے اور بے سروسامان تھے بھلا کسی کے خیال میں بھی آسکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کا لشکر جرار جس کے پاس ہتھیار اور لشکری طاقت کے تمام سامان واوزار موجود تھے شکست کھا کر بھاگ جائے گا. اور ستر کافر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے. مگر جنگ بدر سے برسوں

Marfat.com

پہلے مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اسلامی فتح مبین کی بشارت کا اعلان فرما دیا تھا کہ

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ (پ - ۲۷ القمر آیت ۴۵)

یہ لشکر عنقریب شکست کھا جائے گا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

اور یہ اعلان بھی آپ نے فرما دیا تھا کہ

وَلَوْ قَاتَلَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ (پ - ۲۶ - الفتح - آیت ۲۲)

اور اگر کفار تم (مسلمانوں) سے لڑیں گے تو یقیناً پیٹھ کر بھاگ جائیں گے پھر وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔

تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ اعلان کس طرح حرف بحرف صحیح ثابت ہوا کہ جنگ بدر میں کافروں کو ایسی شکست ہوئی کہ ان کی عسکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔ اور جنگ خندق میں کافروں کو ایسی ناکامی ہوئی کہ ان کا سارا منصوبہ ہی خاک میں مل گیا۔ پھر فتح مکہ اور جنگ حنین میں جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام پڑھنے والے بچے بچے کو معلوم ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئیاں کس طرح عالم وجود میں جلوہ گر ہو گئیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کا آفتاب عالم تاب کس شان سے تمام دنیا کو منور کر گیا۔ اور یہ حقیقت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ تمام دنیا میں چمکنے لگی کہ نبی صادق کی ہر بات پوری ہو کر رہتی ہے۔

تاریخ نبوت اور قرآن و حدیث میں اس قسم کے واقعات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے مگر ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان ہی چند واقعات کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ جو طالبان ہدایت کے لیے بڑی بڑی روشنیوں کا منارہ ہیں۔ خداوند کریم سب کو ہدایت کے نور سے منور فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

(۱۷) حضورؐ تمام کمالاتِ نبوّت کے جامع ہیں

اس پر تمام اہلِ حق کا اتفاق و اجماع ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء و افضل الرسل ہیں۔ اور آپ، تمام کمالاتِ نبوت و رسالت پر بدرجۂ اتم سرفراز ہیں۔ اور آپ کی ذات با برکات میں تمام کمالات و فضائل رسالت اس طرح جمع ہیں۔ کہ آپ کو نہ صرف انبیاء سابقین کے کمالات و معجزات کا جامع بنا کر مبعوث کیا گیا بلکہ بے شمار ایسے فضائل و محاسن اور کمالات و معجزات سے آپ کو سرفراز کیا گیا جو صرف آپ کی ذات خاص ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور خداوند عالم نے آپ کے سوا کسی دوسرے نبی و رسول کو اُن کمالات و معجزات پر فائز نہیں فرمایا۔ ان مخصوص کمالات و معجزات کو "خصائص کبریٰ" کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تمام مراتب و درجات، اور فضائل و کمالات کو شمار کرنا تو انتہائی مشکل و دشوار ہے۔ کیونکہ آپ کے فضائل و کمالات بے حد و بیشمار ہیں۔ ان میں سے چند قرآنِ مجید میں صراحۃً مذکور ہیں۔ جن کے ضمن میں دلالۃً و اشارۃً ہزاروں کمالات بیان ہو گئے ہیں، اس خصوص میں قرآنِ کریم کی یہ چند آیتیں خاص طور پر یاد رکھیں۔

(۱) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

(پ ۲۔ البقرہ۔ آیت ۱۵۱)

جیسا ہم نے تم لوگوں (عربوں) میں ایک باعظمت رسول بھیجا تمہیں لوگوں میں سے جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمھیں علم نہ تھا۔

اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے (۱) رسول عربی (۲) اللہ کی آیتوں کو تلاوت کرنے والا (۳) مومنوں کو پاکیزہ و ستھرا بنانے والا (۴) کتاب و حکمت سکھانے والا (۵) ایسی باتیں تعلیم دینے والا جو انسان کے علم میں نہ تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان بڑے بڑے جلیل الشان اوصاف کے ضمن میں کتنے ہی بڑے بڑے کمالات و فضائل

Marfat.com

کے اونچے اونچے پہاڑ سر اٹھائے ہوئے ہیں جن کی کثرت و عظمت کو دائرہ تحریر میں لانے کے لیے ہزاروں بڑے بڑے دفتر درکار ہیں۔

(۲) هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۝

(اللہ) وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین بُرا مانیں

(پ - ۱۰ - التوبۃ - آیت ۳۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (۱) رسول (۲) ہدایت والا (۳) دین برحق والا (۴) سب دینوں پر غالب ہونے والے دین کو لانے والا (۵) مشرکوں کو جلن میں ڈالنے والا فرمایا اور پانچ ایسے عظیم الشان خطابات سے نوازا جس کے ضمن میں سیکڑوں بڑے بڑے کمالات کی تجلیاں چمک رہی ہیں جن کی تفصیل اگر تحریر کی جائے تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جائے گا۔

(۳) اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهٰىهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝

وہ جو غلامی کریں گے اُس رسول، بے پڑھے غیب کی خبر دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ اُنہیں بھلائی کا حکم دے گا اور بُرائی سے منع فرمائے گا۔ اور ستھری چیزیں اُن کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام فرمائے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے اتار دے گا جو اُن پر تھے تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں، اور اس نور کی پیروی کریں جو اُن پر اُتارا گیا تو وہی لوگ بامُراد ہوئے۔

(پ ۹ - الاعراف - آیت ۱۵۷)

اس طویل آیتِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مندرجہ ذیل

Marfat.com

دس اوصاف جمیلہ، والقاب جلیلہ سے سرفراز فرمایا ہے (۱) رسول (۲) نبی (غیب کی خبر دینے والے) (۳) اُمی (جنہوں نے کسی انسان سے نہیں پڑھا) (۴) توریت و انجیل میں لکھے ہوئے (۵) اچھی باتوں کا حکم دینے والے (۶) بری باتوں سے منع فرمانے والے (۷) ستھری چیزوں کو حلال فرمانے والے (۸) گندی چیزوں کو حرام فرمانے والے (۹) انسانوں کے بوجھ اور گلے کے پھندوں کو اتارنے والے (۱۰) اُن پر نور اتارا گیا۔ یہ دس اوصاف تو صراحۃً مذکور ہوئے۔ اب ان دسوں اوصاف کے ضمن میں کتنے اوصاف ہیں جو دلالۃً اور اشارۃً سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کا شمار بے حد دشوار ہے۔

(۴) یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝
(پ ۲۲ - الاحزاب آیت ۴۵-۴۶)

اے غیب کی خبر بتانے والے (نبی) ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب کر کے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت شریفہ میں (۱) نبی (غیب کی خبر دینے والا (۲) شاہد (۳) مبشر (۴) نذیر (۵) داعی الی اللہ (۶) چمکا دینے والا آفتاب۔ چھ بلند مرتبہ اوصاف والقاب کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکرِ جمیل فرمایا۔ ان چھ القاب کے دامنوں میں کیسے کیسے فضائل اور خصائص کبریٰ کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ اُن کو کما حقہٗ بجز اللہ تعالیٰ کے کون جانتا ہے؟

(۵) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
(پ ۱۷ - الانبیاء آیت ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو "رحمۃ للعالمین" کے عظیم الشان و جلیل القدر لقب سے سرفراز فرما کر تمام انبیاء و مرسلین اور جمیع کائناتِ عالم کو آپ کی رسالت کی مقدس کملی میں پناہ دے دی۔

(۶) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۝

(اے محبوب!) ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت کے ساتھ جو تمام آدمیوں کو گھیرنے

Marfat.com

(پ ۲۲۔ النساء۔ آیت ۲۸)

والی ہے۔ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا

اس آیت کریمہ میں سارے جہان کے لیے آپ کو بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمانے کا اعلان فرما کر خداوند قدوس نے یہ اعلان فرما دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہان کے تمام انسانوں کے نبی ہیں اور تمام انسانوں کو اپنی نجات کے لیے آپ کی تصدیق و اتباع ضروری ولازمی ہے۔

(۷) وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۝ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ حَفِیْظًا ۝

(پ ۵۔ النساء آیت ۷۹۔ ۸۰)

اور اے محبوبؐ! ہم نے آپ کو سب انسانوں کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجا۔ اور اللہ کافی ہے گواہ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان کے بچانے کے لیے نہیں بھیجا ہے۔

اس آیت شریفہ میں آپ کو رسولؐ فرما کر اعلان فرما دیا گیا کہ جس نے اس رسولؐ کا کہا مانا تو اُسی نے اللہ کا کہنا مانا۔ اور جو رسول کی تابعداری سے منہ موڑ کر جہنم میں چلا گیا تو رسول کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ اُس کو جہنم سے نکال کر بچائیں۔ کیونکہ آپ ان لوگوں کے نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔

الغرض حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کمالات نبوت و فضائلِ رسالت سے سرفراز فرما کر اس دُنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ اور خداوند قدوس نے آپ کو بڑے بڑے اوصاف والقاب سے نوازا ہے اس طرح کی آیتوں سے قرآن مجید کا دامن بھرا ہوا ہے۔ بطور نمونہ ہم نے سات آیتوں کو یہاں نقل کر دیا ہے۔ باقی ہم نے اپنی تصنیفات تقریروں کی پانچوں کتابوں، اور سیرۃ المصطفےٰ وغیرہ میں اس مضمون پر سیر حاصل بحث کی ہے خداوند قدوس ہماری ان تحریروں کو مقبول فرما کر ان کو قبول فی الارض عطا فرمائے (آمین)

(۱۸) حضورؐ کی تعظیم رُکن ایمان ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم، اور آپ کا ادب واحترام رکن ایمان

Marfat.com

بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اس مضمون پر بھی چند آیات کو یاد کر لیجئے۔ یوں تو پورا قرآن عظیم تعظیم نبوت واحترامِ رسالت کے نوع بہ نوع پھولوں کا ایک حسین گلدستہ ہے مگر یہ قرآنی آیات خصوصیت کے ساتھ بڑی ہی فکر انگیز و عبرت خیز ہیں کہ اُن کے معانی و مطالب کے تصور سے ایک مومن کے قلب و دماغ میں نورِ ایمان کی تجلیوں سے اُجالا، اور ایک منافق کے دل و دماغ کا سکون تہ بالا، اور ظلم وحسد و عناد سے اُس کا مونہہ کالا ہو جاتا ہے ان آیاتِ بیّنات کو بار بار پڑھئے اور اپنے دل کو عظمتِ رسول کا مدینہ بنائے رکھیے!

(۱) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (پ ۵۔ النسآء۔ آیت ۶۵)

تو اے محبوب! آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ آپ حکم فرما دیں اپنے دلوں میں اُس سے رکاوٹ نہ پائیں۔ اور جی جان سے آپ کے فیصلہ کو مان لیں

یعنی لوگ اپنے آپس کے ہر اختلافی معاملات میں جب تک کہ رسول کے فیصلہ کو بلا کر کسی کراہت اور جھجک کے دل و جان سے نہ مان لیں۔ اُس وقت تک انہیں نور ایمان نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ اور ہرگز ہرگز مسلمان ہی نہیں ہوں گے۔ اور اگر کسی کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی حکم یا کسی فیصلہ سے بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی کوئی کراہت اور ناگواری پیدا ہو گئی۔ تو چونکہ اس کے دل میں تعظیم نبوت و احترام رسالت باقی نہیں رہا، اس لیے اُس کے نور ایمان کا چراغ فوراً ہی بجھ جائے گا۔ اور اس کا ایمان غارت، اور اُس کے تمام اعمالِ صالحہ اکارت ہو جائیں گے اور وہ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو جائے گا۔ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنْہُ)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ

اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول تمہیں اُس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

(پ ۹۔ الانفال۔ آیت ۲۴)

Marfat.com

یعنی جب بھی اللہ کے رسول تمہیں پکاریں تو تم جہاں بھی رہو، اور جس حال میں بھی رہو، اور جس کام میں بھی رہو تم پر فرض ہو جاتا ہے کہ تم رسول کی پکار پر دوڑ پڑو۔ یہاں تک کہ اگر تم نماز پڑھتے ہو، اور اس حالت میں تمہیں اللہ کے رسول پکاریں تو تم نماز چھوڑ کر ان کی پکار پر دوڑ پڑو اور وہ جو حکم فرمائیں اُس کی تعمیل کر کے پھر جہاں سے نماز چھوڑ کر گئے تھے وہیں سے نماز پوری کر لو۔ رسول کی اس پکار پر آنے جانے، چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، بات کرنے سے تمہاری نماز نہیں ٹوٹے گی (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۶۶۹ بحوالہ قسطلانی)

بخاری شریف میں سعید بن معلّی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا۔ مجھے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے آنے میں کیوں دیر لگائی؟ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ و رسول کی پکار پر حاضر ہو جاؤ۔

(بخاری ج ۲ ص ۶۶۹)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے حضور نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی جلدی نماز پوری کر کے سلام عرض کیا حضور نے فرمایا کہ تمہیں میرا جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ عرض کیا۔ حضور میں نماز میں تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ و رسول کے بُلانے پر حاضر ہو جاؤ عرض کیا بیشک۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا! (خزائن العرفان ص ۲۱۴ سورہ انفال)

قرآنِ مجید کی مذکورہ بالا اور بخاری شریف کی حدیث صریح طور پر متنبہ کر رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور اُن کے ادب و احترام کا اسلام میں کتنا اہم مقام ہے؟ کیوں نہ ہو کہ تعظیم نبوت ہی تو مدارِ ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۳) فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

تو وہ جو اس رسول پر ایمان لائیں۔ اور اُنکی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں۔ اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں جو اُن کے ساتھ اُترا تو وہی لوگ بامراد ہوئے

Marfat.com

(پ ۹ ۔ الاعراف ۔ آیت ۱۵۷)

اس آیت نے یہ فیصلہ کر دیا کہ وہی لوگ مسلمان اور بامراد ہونے والے ہیں جو حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اُن کی تعظیم کریں اور اُن کے مددگار بنے رہیں ۔ اور اُن پر جو نور یعنی قرآن مجید نازل ہوا ہے اس کے احکام و فرامین کی پیروی کرتے رہیں ۔

معلوم ہوا کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور نصرت وحمایت نہیں کی۔ اور قرآن کے احکام پر نہیں چلا وہ ہرگز ہرگز کبھی بھی بامُراد نہیں ہوسکتا یعنی نہ وہ مسلمان ہو سکتا ہے نہ جہنّم سے نجات پاکر وہ جنّت کی نعمتوں کا حقدار ہوسکتا ہے۔ کیونکہ تعظیم نبوت ہی ایمان واسلام کا دار و مدار ہے اور جس نے تعظیم نبوّت سے مونھ پھیر لیا وہ مردود بارگاہِ الٰہی ہو کر اسلام سے مُرتد وفی النّار ہوگیا۔

(۴) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں سے ایک دوسرے کو پکارا کرتا ہے۔

(پ ۱۸ ۔ النور ۔ آیت ۶۳)

مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب تم رسول کو پکارو تو خبردار ہرگز ہرگز ان کو اس طرح نام لے کر نہ پکارا کرو جس طرح تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو۔ بلکہ تم پر فرض عین ہے کہ رسول کو نہایت ہی تعظیم و توقیر کے انداز میں بڑے بڑے القاب کے ساتھ نہایت ہی نرم آواز سے اور انتہائی متواضعانہ و منکسرانہ لہجے میں یَا نَبِیَّ اللّٰہ ۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ۔ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ وغیرہ کہہ کر پکارا کرو! کیونکہ اگر تعظیم نبوت کا دامن تمہارے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تو پھر تمہارا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور ان کے حضور چلّا کر بات نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

Marfat.com

(پ ۲۶۔ الحجرات آیت ۲۔)

مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب واحترام رکھو اور آپ کے سامنے چلا چلا کر بات نہ کہا کرو۔ اور خبردار تمہاری آواز نبی کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے ورنہ اس جرم پر تمہارے اعمال صالحہ غارت واکارت، اور برباد وضائع ہو جائیں گے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ دربار نبوت کی بے ادبی سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اس لیے تمہارا ایمان اس بے ادبی سے تہس نہس، اور تمہاری ساری نیکیاں برباد وغارت ہو جائیں گی۔ (نعوذ باللہ منہ)

(۶) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ٘ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــٴَـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًاؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا۠

(پ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۵۳)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو جب تک اذن نہ پاؤ، مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ۔ نہ یہ کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ۔ اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بلاؤ بیشک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ اور جب تم ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو، اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

اس آیت میں نہ صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ادب واحترام کا حکم دیا گیا اور آپ کی ایذا رسانی سے انتہائی تاکید کے ساتھ منع کیا گیا بلکہ آپ کی ازدواج مطہرات

Marfat.com

کے ادب و احترام، اور اُن کی عزت و حرمت کا بھی بہت سخت تاکیدی فرمان اُمّت کے لیے خداوند قدوس نے قرآن میں نازل فرمادیا۔ خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں اللہ عزّوجل نے نبی کے ادب و احترام اور اُن کے اعزاز و اکرام کو رکن ایمان قرار دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ذرہ برابر بھی اُن کی عالی جناب میں گستاخی و بے ادبی ایک مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ لہٰذا ہر دم ہر قدم پر ہر مسلمان کے لیے یہ لازم الایمان اور واجب العمل ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بلکہ ہر اُس چیز کا ادب و احترام کرے اور اُس کے اعزاز و اکرام کا لحاظ رکھے جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق و نسبت ہو۔ خواہ وہ صحابۂ کرام ہوں یا ازواجِ مطہرات ہوں۔ یا اُن کے سوا دوسرے اہلِ بیت ہوں۔ آپ کی ذات و صفات اور آپ کے اخلاق و عادات، آپ کے دن رات آپ کی ہر ہر چیز اور آپ کی ہر ہر بات غرض آپ سے تعلق رکھنے والی تمام چیزوں سے محبت و عقیدت رکھتے ہوئے سب کو واجب الاکرام و لازم الاحترام سمجھے اور یاد رکھے کہ ذرا سی بے ادبی بلکہ ادب کی کمی مسلمان کے خرمنِ ایمان کے لیے آگ سے کہیں زیادہ تباہ کن ہے اسی بے ادبی کی نحوست سے سیکڑوں دیندار مسلمان مُرتد و بے ایمان ہو گئے۔ اور سینکڑوں صالحین جو جنت میں قدم رکھنے والے ہی تھے، مگر توہینِ رسالت کی لعنت میں گرفتار ہو کر اُنہیں ایسی ٹھوکر لگی کہ جنت کے دروازے سے دھتکار و پھٹکار کر ایک دم جہنم کے ایسے عمیق گڑھے میں فی النار ہو گئے کہ جہاں سے ان کا نکلنا ہی محال ہو گیا۔ اُن کی مثال زمانہ حال کے وہ گستاخانِ بارگاہِ رسالت ہیں جو عبادت و ریاضت میں انتہائی جد و جہد، اور محنت و مشقت کے باوجود مرتد و بے ایمان ہو کر قہر جبّار کے سزاوار ہو کر عذابِ جہنم کے حق دار ہو گئے، جیسا کہ اللہ عزّوجل نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ؎ کہ بہت سے ایسے ہیں کہ عمل بھی کرتے ہیں، مشقت بھی اُٹھاتے ہیں مگر ان کا انجام یہ ہوگا کہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ کاش اللہ تعالیٰ ان بارگاہِ رسالت کے بے ادبوں اور گستاخوں کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمادے یا اپنے قہر و جلال سے اُن پر ایسا عذاب نازل فرمادے

Marfat.com

کہ یہ بدترین مخلوق روئے زمین سے فنا ہو جائے۔ اور ساری دُنیا ان کی نحوستوں سے پاک وصاف ہو جائے۔ اور سارے عالم میں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فداکاروں اور جان نثاروں کا بول بالا ہو جائے (آمین) وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ !

(۱۹) حضورؐ سے گستاخی کفر ہے

اس سے پہلے کے عنوان میں آپ پڑھ چکے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور ان کا ادب واحترام رکنِ ایمان بلکہ مدارِ ایمان، بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اب یہ پڑھیئے کہ اُس مقدس بارگاہ کی بے ادبی اور اُن سے گستاخی بلا شبہہ یقیناً کفر ہے اس کے بارے میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل چند آیات کریمہ کو بطور نمونہ تحریر کر دی گئی ہیں۔

(۱) يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

پ ۱: البقرہ آیت ۱۰۴)

اے ایمان والو "رَاعِنَا" مت کہو اور یوں عرض کرو کہ حضورؐ ہم پر نظر رکھیں۔ اور خوب غور سے سُنو۔ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

معتبر تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو وعظ وتقریر میں کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تھے۔ تو صحابہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے کہ "رَاعِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح ہمیں سمجھ لینے کا موقع دیجیئے مگر یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ گالی کے معنی رکھتا تھا۔ اُن ظالموں نے اسی بُری نیت اس لفظ کو کہنا شروع کر دیا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کی بولی سے واقف تھے۔ آپ یہودیوں کی زبان سے اس لفظ کو سُن کر طیش میں آگئے اور فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ خبردار! اب اگر کسی کی زبان سے میں نے یہ لفظ سُنا تو اُس کی گردن تلوار سے اڑا دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ ہم پر آپ برہم ہوتے ہیں لیکن مسلمان بھی تو یہی لفظ بولتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر

Marfat.com

بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں "راعِنَا" کا لفظ بولنے کی ممانعت فرمادی گئی۔ اور اس مقصد کے لیے "اُنْظُرْنَا" کا لفظ بولنے کا حکم ہوا اور یہ بھی حکم نازل ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تقریر کو مسلمان پہلے ہی سے نہایت غور کے ساتھ کان لگا کر سنیں تاکہ درمیانِ وعظ میں انہیں کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر، اور ان کے سامنے ادب و احترام کے الفاظ عرض کرنا فرضِ عین ہے۔ اور جس لفظ میں بے ادبی کا ادنیٰ سا بھی شائبہ ہو اُس لفظ کو زبان پر لانا مسلمان کے لیے حرام و ممنوع ہے اور آیت کے آخری جملہ "وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذرا بھی بے ادبی کفر ہے۔ اور کسی بھی نبی کی بے ادبی کرنے والا کافر مُرتد اور اسلام سے خارج ہے (خزائن العرفان ص۱۸ و جلالین وغیرہ)

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ پر تمام علماء اُمّت کا اجماع ہے کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا۔ یا اُن کی ذات" یا اُن کے خاندان، یا ان کے دین یا ان کی کسی خصلت میں نقص بنانے والا۔ یا اس کی طرف اشارہ کنایہ کرنے والا۔ یا حضور کو بدگوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا۔ یا آپ کو عیب لگانے والا۔ یا آپ کی شان کو چھوٹی بنلانے والا۔ یا آپ کی شان کو چھوٹی بتانے والا۔ یا آپ کی تحقیر کرنے والا۔ بادشاہِ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لعنت کرنے والا یا آپ کے لیے بددعا کرنے والا یا آپ کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنے والا جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو۔ یا آپ کے لیے کسی مضرت کی تمنا کرنے والا۔ یا آپ کی مقدس جناب میں کوئی ایسا کلام بولنے والا جس سے آپ کی شان میں استخفاف ہوتا ہو، یا کسی آزمائش یا امتحان کی باتوں سے آپ کو عار دلانے والا بھی سلطانِ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے

Marfat.com

گا۔ اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا۔ اور اُس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

اور اس مسئلہ میں علماء امصار وسلف صالحین کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا۔ محمد بن سحنون علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا۔ اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور توہین رسالت کرنے والے کی دُنیا میں یہ سزا ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے گا! (شفاء شریف جلد ۲ صہ ۱۸۹ و صہ ۱۹۰)

شفاء شریف کی عربی عبارت کا ہم نے لفظ بہ لفظ ترجمہ کر دیا ہے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کو بغور پڑھ کر بارگاہِ نبوت کے گستاخوں وہابیوں نجدیوں، قادیانیوں کو کافر و مرتد سمجھے اور ان مردودوں کے کفر و عذاب میں ہرگز ہرگز شک نہ کرے کیونکہ ان ظالموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بڑی بڑی بے ادبی کی ہے اور کر رہے ہیں جو ان کی کتابوں اور ان کے عمل سے ظاہر ہے افسوس کہ آج اسلامی سلطنت نہیں رہی ورنہ یہ سب تہ تیغ کر کے دنیا سے فنا کر دیے جاتے۔ (فیا اسفاہ و یا حسرتاہ)

(۱) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط

(پ ۱۰۔ التوبۃ ۔ آیت ۶۶)

اے محبوبؐ! اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل کر رہے تھے تو آپ فرما دیجئے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اُس کے رسولؐ سے ہنسی کرتے ہو؟ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ ۹ھ میں جنگِ تبوک کا سفر کرنے کے دوران تین منافق ساتھ میں چل رہے تھے ان میں سے دو تمسخر اور مذاق کے طور پر یہ کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خیال ہے کہ وہ رومی سلطنت پر قابض ہو جائیں گے بھلا یہ کتنا عقل سے بعید خیال ہے؟ تیسرا آدمی کچھ بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سُن کو ہنستا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی خداوند قدوس۔ نے مطلع فرما دیا تو آپ نے تینوں کو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگ ایسا ایسا کہہ رہے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم تو راستہ

Marfat.com

کاٹنے کے لیے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے ۔ اسی موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں ۔ اور ان منافقوں کا عذر وحیلہ قبول نہیں کیا گیا ۔ اور ان کے لیے فرمان خداوندی نازل ہو گیا کہ :

" بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر "

تیسرا آدمی جو صرف ہنستا تھا ۔ اور اپنی زبان سے کوئی گستاخی کا لفظ نہیں بولا تھا ۔ جب یہ آیت اتری تو اُس نے صدق دل اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی ۔ اور اس نے یہ دعا مانگی کہ الٰہی ! تو مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے مجھے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا ۔ میں نے دفن کیا ۔ چنانچہ اس کی دعا مقبول ہو گئی اور ایسا ہی ہوا کہ جنگِ یمامہ کے دن یہ لڑتے ہوئے شہید ہو گیا ۔ اور پھر اُس کی لاش کا کوئی پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کہاں چلی گئی ؟ اور کس نے اس کو دفن کیا ؟ اس شخص کا نام یحییٰ بن حمیر اشجعی تھا ۔ چونکہ انہوں نے حضورؐ کی بدگوئی سے زبان روکی تھی اس لیے اُس کو سچی توبہ کی توفیق عطا ہو گئی اور دو شخصوں نے اپنی زبان سے حضورؐ کا مذاق اڑاتے ہوئے بدگوئی کی تھی ۔ لہٰذا اُن کو توبہ نصیب نہیں ہوئی اور وہ دونوں کفر ہی پر مر کر قہار و جبار کے عذاب نار میں ہمیشہ کے لیے گرفتار ہو گئے ۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۲۳۵ و تفسیر جمل علی الجلالین ج ۲ ص ۲۹۶)

(۱۰) قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝

(پ ۲۳ ۔ ص ۔ آیت ۷۵ ۔ ۷۸)

اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس ! کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ نہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تجھے غرور آ گیا یا تو تھا مغروروں میں سے ؟ ابلیس بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا تو اللہ نے فرمایا کہ تو جنت سے نکل جا کہ تو راندہ گیا ۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک ۔

Marfat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابلیس جو ملعون کرکے جنت سے نکالا گیا تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ اُس نے خدا کی توحید کا انکار کیا تھا یا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا بلکہ اصل سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل و بہتر بنا کر ایک نبی (حضرت آدم) کی بے ادبی و گستاخی کی تھی۔ اس لیے وہ کافر ہو کر خداوند قدوس کی دائمی لعنت میں گرفتار ہو گیا۔ بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن کا حاصل مطلب یہی ہے کہ کسی نبی کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی و بے ادبی کرنے والا یقیناً کافر و مرتد اور جہنمی ہے کیونکہ اس سے پہلے اوراق میں چند آیتوں سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نبی کی تعظیم و تکریم، اور ان کا ادب و احترام رُکن ایمان بلکہ عین ایمان، بلکہ ایمان کی جان ہے تو ظاہر ہے کہ نبی کی بے ادبی و گستاخی یقیناً ایمان، و اسلام سے خارج کر دینے والی چیز ہے لہذا کسی نبی کے ساتھ گستاخی و بے ادبی کرنے والا اسلام سے خارج۔ کافر و مرتد اور ملعون و جہنمی ہے۔

اس لیے خبردار! خبردار! ہمیشہ تقریر و تحریر اور بات چیت میں اس کا دھیان رکھیے کہ کبھی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے جس سے کسی نبی کی مقدس جناب میں کوئی ادنیٰ سا بھی بے ادبی کا شائبہ ہو۔ بلکہ کوئی ایسا لفظ بولنے سے بھی پرہیز کرنا لازم ہے جس میں کچھ ادب کی کمی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسولوں کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے ان کی عظمت مآب محبوبانِ خدا کی شان و صفت میں کوئی ایسا لفظ بولنا بھی حرام و ممنوع ہے جس کے ایک معنی اچھے اور ایک معنی بُرے ہوں۔ کہ اس میں توہین کا احتمال ہے اور ہر وہ لفظ جس میں ذرا بھی بے ادبی کا احتمال، یا ادب کی کمی کا شائبہ ہو حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں بولنا سخت حرام و ممنوع ہے ؎

ادب گاہ است زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جُنید و بایزید ایں جا

(۲۰) محفل میلاد شریف

چند آدمیوں کا ایک مجلس میں جمع ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش

Marfat.com

آپ کے نسب وخاندان، آپ کے فضائل وکمالات اور آپ کے معجزات کا بیان کرنا اور آخر میں آپ پر صلاۃ وسلام پڑھنا۔ پھر دُعا پر اس مجلس کو ختم کرنا۔ اسی قسم کی مجالس اور جلسوں کا نام "محفلِ میلاد شریف" ہے۔

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے مضامین بہت سی آیتوں میں بیان کئے گئے ہیں جن کو میلاد شریف میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً

(۱) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(پ ۱۱۔ التوبہ آیت ۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مسلمانوں پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے۔

اس آیت میں لفظ "جآءَ" (آئے) فرما کر آپ کی پیدائش اور دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ ہے اور مِنْ اَنْفُسِكُمْ کے لفظ سے آپ کے نسب وخاندان کا ذکر فرمایا گیا کہ آپ عربی قریشی ہیں۔ پھر آپ کے اخلاق وعادات کا بیان کیا گیا کہ امت کا کسی مشقت ومصیبت میں پڑ جانا آپ پر بہت گراں ہے۔ پھر آپ کے فضائل کا بیان ہے کہ آپ مومنین پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔ غرض جو مضامین محفل میلاد شریف میں عموماً بیان کئے جاتے ہیں وہ سب اس ایک آیت میں جمع ہیں۔

تفسیر "خزائن العرفان" میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے کہ

اس آیت میں آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے کہ ترمذی کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا (خزائن العرفان ص ۲۴۷ سورہ توبہ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں محمد بن عبد المطلب ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن میں سب سے بہترین میں رکھا پھر مخلوق کو دو جماعتوں (عرب وعجم) میں تقسیم فرما دیا تو مجھے ان دونوں میں سے بہترین (عرب) میں رکھا۔

Marfat.com

پھر عربوں کے چند قبائل بنا دیئے تو مجھے ان قبائل میں سے سب سے بہترین (قریش) میں رکھا۔ پھر ان قریش کے چند گھر بنا دیئے تو مجھے ان گھروں میں سے سب سے بہترین گھر (بنو ہاشم) میں پیدا فرمایا۔ تو میں اپنی ذات اور گھر کے اعتبار سے تمام مخلوق میں سب سے بہترین ہوں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۳ بحوالہ ترمذی)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو اپنے معاملہ کا ابتدائی حال بتاتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ میری ماں کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا کہ اس کی روشنی میں شام کے محلات میری ماں کے سامنے ظاہر ہو گئے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۳ بحوالہ شرح السنۃ)

غور کیجئے کہ اس حدیث میں وہی سب مضامین ہیں جو محفل میلاد شریف میں بیان کئے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں حدیثوں کو مجمع عام میں بیان فرمایا۔ تو ذکر میلاد شریف کو مجمع عام میں بیان کرنا بھی ثابت ہو گیا۔ لہٰذا محفل میلاد شریف کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کے لیے مجمع جمع کرنا تو خداوند قدوس کی سنت اور اس کا مقدس طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو ایک مجمع میں جمع فرما کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے اور اُن کی نصرت کرنے کا سب نبیوں سے عہد لیا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے آپ بھی پڑھ لیجئے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ	اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے انکا یہ عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور

Marfat.com

اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(پ ۳۔ ال عمران۔ آیت ۸۱ تا ۸۲)

ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اُس پر بیرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا تو اللہ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس عہد سے پھر جائے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

بہرحال محفلِ میلاد شریف کا ثبوت قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے اور اس بابرکت محفل کا انکار کرنا سخت محرومی اور اعلیٰ درجے کی شقاوت، اور دین میں ان منکروں کی جہالت و سفاہت کا بدترین نمونہ ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۲۱) میلاد شریف کے بعد سلام

اہل سنت والجماعت کا معمول ہے کہ میلاد شریف کے بعد سلام پڑھتے ہیں اس کی اصل و دلیل بھی قرآنِ عظیم میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی سورہ مریم میں دو پیغمبروں کی میلاد اور اُن کی پیدائش کا مفصل تذکرہ بیان فرمایا ہے ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام کی میلاد۔ دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی میلاد۔ پہلے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری، پھر اُن کی ولادت، پھر اُن کے اوصاف کا تذکرہ فرما کر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ○

(پ ۱۶۔ مریم آیت ۱۵)

اور سلام ہو اُن (یحییٰ) پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ وفات پائیں گے اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا کہ حضرت مریمؑ حاملہ ہوئیں، پھر بستی سے باہر ایک کھجور کے درخت کے نیچے دردِ زہ کی وجہ سے وہ بیٹھ گئیں اور اسی جگہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی پاکدامنی اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ ان سب

Marfat.com

تذکروں کو ذکر فرما کر اخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے میلاد کے بعد خود اپنے اوپر سلام پڑھا کہ

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ہ (پ ۱۶ مریم آیت ۳۳)

اور مجھ پر سلام جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن وفات پاؤں۔ اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

مسلمانانِ اہلسنت جب میلاد شریف کے بعد سلام پڑھتے ہیں۔ تو کچھ بے ادب اور گستاخ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اُنہیں ہوش میں آجانا چاہیے کہ وہ کس چیز کا مذاق اڑار ہے ہیں ؟ کیا آیاتِ خداوندی، سنت الٰہیہ، اور سنتِ عیسٰی علیہ السلام کا مذاق اڑا رہے ہیں ؟ اگر معاذ اللہ ایسا خیال ہے تو انہیں اپنے ایمان و اسلام کی خبرگیری کرنی چاہیئے کہ ایسی بے ادبی اور گستاخی کے بعد اُن کا ایمان و اسلام باقی رہا۔ یا تباہ و برباد ہو گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایمان و اسلام تھا بھی یا پہلے ہی سے یہ ایمان و اسلام سے خالی تھے۔ مثل مشہور ہے کہ عزت اُس شخص کی کی جاتی ہے جو عزت دار ہو۔ اور جس کی عزت تھی ہی نہیں تو اُس پر کتنے ہی جوتے برسیں اُس کی عزت کیسے جانے گی۔

Marfat.com

(۳) فرشتوں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بہت بڑی بڑی طاقتیں عطا فرما کر نظام عالم میں ان کے کچھ فرائض مقرر فرما دیئے ہیں چنانچہ حکم الٰہی کے مطابق فرشتے نظام کائنات میں طرح طرح کے کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ کوئی فرشتہ پانی برساتا ہے کوئی ہوا چلاتا ہے۔ کوئی درختوں اور کھیتوں کو اگاتا ہے۔ کوئی عورتوں کی بچہ دانیوں میں بچوں کی ساخت و پرداخت کرتا ہے کچھ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کچھ روح قبض کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بے شمار فرشتے بے شمار کاموں میں خدا کے حکم سے لگے ہوئے ہیں اسی کو خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ — ان فرشتوں کی قسم جو نظام عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

(پ ۳۰ - النّٰزعٰت۔ آیت ۵)

فرشتوں کی ان کارگزاریوں میں سے ہم چند باتوں کا تذکرہ قرآن مجید کی آیتوں سے یہاں پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ فرشتوں اور اُن کی کارگزاریوں پر ایمان لانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ توحید و رسالت اور قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ جو شخص فرشتوں کے وجود اور ان کے کارناموں کا انکار کرے وہ کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ تین دن تک اگر توبہ نہ کرے گا تو سلطانِ اسلام اُس کو قتل کرا دے گا۔ اور وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ نہ اُس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی حکم مرتد کا ہے جو ضروریات دین کا انکار کیا ہو ان سب قسم کے مرتدوں کا یہی حکم ہے جو اُوپر بیان کیا گیا ہے۔

۲۴- فرشتے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ نے جس فرشتہ کو جس کام کے لیے لگا دیا ہے وہ فرشتہ اُسی کام میں لگا ہوا اپنے فرائض کو ادا کرتا رہتا ہے۔ نہ سستی کرتا ہے نہ تھکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ○

(پ - الانعام آیت ۶۱)

اور وہی (اللہ) غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ کبھی کوئی قصور نہیں کرتے۔

اس آیت میں رُسُلُنَا سے مراد فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رُوح قبض کرنے کے کام پر مقرر فرمایا ہے۔ یہ فرشتے اور دوسرے تمام فرشتے کبھی بھی اپنے فرائض میں کوئی قصور نہیں کرتے۔

۲۳- فرشتے جنگ میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں

فرشتوں کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ بھی ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ میں فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آجاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں پہلے تین ہزار فرشتے۔ پھر پانچ ہزار فرشتے آسمان سے اُتر پڑے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰۤى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ (پ - آل عمران - آیت ۱۲۴، ۱۲۵)

جب اے محبوبؐ! آپ مسلمانوں سے فرماتے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے۔ تین ہزار فرشتے اتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرو۔ اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیج دے گا۔

اس آیت کریمہ سے کفر و اسلام کی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کے لیے خدا کے حکم سے فرشتوں کا آسمان سے اترنا اور مسلمانوں کی مدد کرنا ثابت ہے۔

Marfat.com

(۲۴) کچھ فرشتے عذاب لاتے ہیں!

بعض فرشتوں کی ڈیوٹی یہی ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے کچھ قوموں پر عذاب لاتے ہیں چنانچہ حضرت لوط علیہ اسلام کی قوم پر خوبصورت لڑکوں کی شکل میں فرشتے عذاب لے کر آسمان سے اترے۔ اور پوری بستی کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اور بستی والوں پر کنکر پتھر برسا کر ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اُس بستی کے اُوپر کو اُس کا نیچا کر دیا۔ اور اس پر کنکر کے پتھر لگا تار برسائے۔

پ ۱۲ - ھود - آیت ۸۲)

(۲۵) فرشتے انسانی شکل میں آتے ہیں

فرشتے انسانی شکل میں آیا کرتے ہیں چنانچہ آپنے پڑھ لیا کہ حضرت لوط علیہ اسلام کی قوم پر جو فرشتے عذاب لے کر اترتے تھے وہ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آتے تھے۔ یہی فرشتے پہلے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے پاس مہمان بن کر آئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (پ ۱۲۔ ھود آیت ۶۹)

اور بیشک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے بولے سلام آپنے بھی کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بھُنا ہوا بچھڑا لے آئے پھر جب دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے تو اُن کو اجنبی سمجھ کر جی ہی جی میں اُن سے ڈرنے لگے تو فرشتے بولے کہ ڈریے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں

Marfat.com

بہرحال قرآن مجید سے ثابت ہے کہ فرشتے انسانی شکل میں انسانوں کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مسجدوں میں اور حج کے موقعوں پر فرشتے بکثرت آیا کرتے ہیں جو نمازیوں اور حاجیوں کے امتحان کے لیے آتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ مسجدوں میں یا مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ہوشیار رہیں کہ ہمارے سامنے آنے والا اجنبی شخص کہیں کوئی فرشتہ نہ ہو۔ اکثر حجاج کرام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حمالوں، دوکانداروں اور سائلوں وغیرہ سے الجھتے اور ان سے گالی گلوچ کرتے۔ بلکہ ہاتھا پائی کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ آدمی شاید کوئی فرشتہ ہو جو انسانی شکل میں حاجیوں کے امتحان کے لیے آیا ہو؟ لہذا بہت سنبھل کر رہنا چاہیے اور ہرگز ہرگز کسی سے الجھنا اور جھگڑنا نہیں چاہیے۔ بلکہ صبر کرنا چاہیے کہ اسی میں اپنے ایمان وعمل کی سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۶) حاملینِ عرش اور اُن کی دُعا

کچھ فرشتے عرشِ الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ فضل و شرف اور قربِ خداوندی میں دوسرے فرشتوں سے بڑھ کر ہیں۔ یہ فرشتے خدا کی تسبیح اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں۔ اُن کی خاص دعا یہ ہے کہ یہ توبہ کرنے والے مومنین کی مغفرت کے لیے دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ چنانچہ خداوند قدوس نے فرمایا کہ:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝

(پ ۲۴ - المؤمن - آیت ۷)

وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور جو اس کے گرد ہیں۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی مغفرت کے لیے دُعاء مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی۔ اور تیری راہ پر چلے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

Marfat.com

سُبْحَانَ اللہ ہماری جان قربان ہو رحمۃ للعالمین کے نعلین پاک پر کر اُن کی مقدس جوتیوں کے صدقے میں ہم توبہ کرنے والے گناہ گار مسلمانوں کی مغفرت کی دعائیں وہ فرشتے مانگا کرتے ہیں، جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اللہ اکبر۔ کیا ہی بڑا مرتبہ ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اُمت کا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ؕ

(۴) قرآن مجید

(۲۷) قرآن بیان و ہدایت اور نصیحت ہے

قرآن شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مقدس کتاب ہے کہ ہر چیز کا روشن بیان، اور مسلمانوں کے لیے رحمت اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

یہ قرآن لوگوں کے لیے بیان، اور ہدایت اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ہے۔

(پ۴۔ آل عمران۔ آیت ۱۳۸)

دوسری آیت مبارکہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ؕ

اور اے پیغمبر! ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی جو ہر چیز کا روشن بیان اور ہدایت و رحمت اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری سنانے والی ہے۔

(پ۱۴۔ النحل۔ آیت ۸۹)

قرآن مجید بہت سے بڑے اوصاف کا جامع ہے۔ اُن اوصاف میں سے چند یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ ابھی ان کے علاوہ سینکڑوں دوسرے اوصاف و القاب ہیں جن کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں بار بار ذکر فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں

Marfat.com

بھی بیان فرمایا ہے۔

(۲۸) قرآن مجید شفاء ہے

قرآن مجید روحانی اور جسمانی دونوں بیماریوں کے لیے شفاء ہے مطالعہ کیجئے فرمانِ الٰہی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی۔ اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔

(پ ۱۱ - یونس - آیت ۵۷)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور ہم قرآن میں سے اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔ اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

(پ ۱۵ - بنی اسرائیل - آیت ۸۲)

قرآن کریم دلوں کی بیماریوں یعنی گمراہیوں اور بُرے عقائد و خیالات جو روح پر اثر انداز ہوتے ہیں ان کے علاوہ جسمانی طرح طرح کی بیماریوں کے لیے بھی بہترین نسخۂ شفاء ہے بلکہ چودہ سو برس کا تجربہ ہے کہ بعض وہ بیماریاں جن کا علاج دنیا بھر کے ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس نہیں ہے جیسے جادو۔ ٹونا اور شیطانی اثرات کہ دُنیا کا کوئی ڈاکٹر اور حکیم ان بیماریوں کا علاج نہیں کرسکتا مگر قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں سے ان مرضوں کا علاج اس قدر جلد اور بہترین طریقے پر ہو جاتا ہے کہ پھر کبھی یہ امراض سر نہیں اٹھا سکتے۔

(۲۹) قرآن کا مثل ممکن نہیں

قرآن کریم خداوند قدوس کی وہ بے مثل و بے مثال کتاب ہے کہ اس کا مثل ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ۔

Marfat.com

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝

اے پیغمبر! آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کے مانند لائیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

(پ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل ۔ آیت ۸۸)

غور کیجیے کہ چودہ سو برسوں سے قرآن کا یہ چیلنج سارے عالم کے سامنے ہے اور دنیا میں لاکھوں فصیح و بلیغ گزر چکے۔ ایک سے ایک سخنور و دانشور اس دنیا میں ہو چکے اور کافروں نے اسلام کے خلاف سیکڑوں لڑائیاں لڑیں اور کشت و خون کا بازار گرم ہوا مگر کوئی بھی اس قرآن کے چیلنج کو قبول نہیں کر سکا۔ حالانکہ کافروں کے لیے جنگ اور خون ریزی سے بہت زیادہ یہ آسان تھا کہ وہ قرآن کا مثل لا کر اسلام کی حقانیت و صداقت کے پرچم کو ہمیشہ کے لیے سرنگوں کر دیتے مگر پورے قرآن کا مثل تو کیا لاتے۔ قرآن کی کسی ایک سورہ کا بھی مثل نہ لا سکے۔ اور نہ قیامت تک لا سکیں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے کافروں کو للکار کر چیلنج دیا کہ

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورہ تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

(پ ۱ ۔ البقرۃ ۔ آیت ۲۳)

چنانچہ اُس وقت سے چودہ سو برس سے زائد کا عرصہ گزر گیا مگر آج تک کوئی کافر قرآن مجید کی کسی سورہ کا مثل بھی نہیں لا سکا۔ اور نہ تمام کفار قیامت تک لا سکیں گے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی پیشین گوئی فرما دی ہے کہ:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

پھر اگر تم نہ لا سکو۔ اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ تم ہرگز نہ لا سکو گے۔ تو ڈرو اُس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے۔

Marfat.com

(پ۱ - البقرۃ - آیت ۲۴)

تیار رکھی گئی ہے۔

بہرحال بر آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا مثل لانا نہ اب تک کوئی کرسکا ہے نہ آئندہ کبھی کرسکتا ہے۔ اس لیے یہ ثابت ہوگیا کہ قرآن کا مثل ممکن ہی نہیں ہے لہٰذا قرآن ہرگز ہرگز کسی انسان کا کلام نہیں۔ بلکہ بلاشبہ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا کلام، اور اُسی کی کتاب ہے جو سارے جہان کی ہدایت کے لیے خدا کے آخری پیغمبر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔

(۳۰) قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے

قرآن مجید اگلی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اس مضمون پر حسب ذیل آیات کا خصوصی طور پر مطالعہ کیجیے۔

(۱) نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

اللہ نے اے نبی آپ پر یہ سچی کتاب اتاری۔ اور اُسی نے توریت و انجیل کو بھی نازل فرمایا

(پ۳ - آل عمران - آیت ۳)

(۲) وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

اے محبوب! ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے اور اُن پر محافظ و گواہ ہے۔

(پ۶ - المائدۃ - آیت ۴۸)

اس قسم کی دوسری آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید اگلے سب انبیاء اور رسولوں اور اُن کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور قرآن اعلان کرتا ہے کہ تمام انبیاء سابقین اور ان کی کتابیں سب برحق ہیں۔ اسی لیے قرآن کے ہر ماننے والے پر فرض ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین پر ایمان لائے۔ اور ہرگز ہرگز کسی نبی کی نبوت اور کسی آسمانی کتاب کا انکار، اور اُن کی تکذیب نہ کرے اگر کوئی کسی ایک نبی کا انکار کردے یا کسی اگلی آسمانی کتاب کو جھٹلا دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لیے مسلمان ہونے کے لیے لازم و ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں، اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لائے۔ اور سب کو برحق مانے۔

(۳۱) قرآن کو صرف پاک لوگ چھوئیں

قرآن مجید اتنی مقدس اور پاکیزہ کتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ قرآن مجید کو صرف وہی لوگ چھوئیں جو پاک ہوں۔ اسی لیے جن پر غسل فرض ہو یعنی جنب اور حیض و نفاس والی عورت، اور بلا وضو والے پر قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور چھونا حرام ہے۔ ہاں بلا وضو والا آدمی قرآن مجید کو زبانی پڑھ سکتا ہے۔ چھو نہیں سکتا۔ اور جنب و حیض و نفاس والی عورت تو زبانی بھی قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتے اور نہ چھو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۙ فِیْ كِتٰبٍ	بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ محفوظ
مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ	نوشتہ میں۔ اسے نہ چھوئیں مگر پاک لوگ

(پ ۲۷۔ الواقعۃ۔ آیت ۷۹)

ضروری ہدایت

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ آج کل مدارس عربیہ اور مسلمان تاجروں کے اشتہاروں اور کیلنڈروں میں قرآن مجید کی آیتوں کو چھاپنے کا جو رواج بڑھ گیا ہے۔ یہ بہت ہی غلط طریقہ ہے جو خلافِ شریعت ہے۔ کیونکہ یہ اشتہارات عام طور سے دیواروں پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ اور بہت جلد پھٹ پھٹا کر ادھر ادھر پاک و ناپاک جگہوں میں گر کر اڑتے پھرتے ہیں۔ اس سے قرآن عظیم کی بڑی بے ادبی ہوا کرتی ہے۔ پھر لوگ عام طور پر بلا وضو ان اشتہاروں اور کیلنڈروں کو چھوتے رہتے ہیں جو جائز نہیں ہے۔ اس لیے مدارس عربیہ کے علماء و اراکین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اس کا خیال رکھیں۔ اور دوسروں کو بھی اس غلط رواج سے منع کرتے رہیں کہ بلا وضو قرآن مجید کی کسی بھی آیت کو چھونا حرام ہے۔

Marfat.com

(۳۲) قرآن میں کوئی اختلاف نہیں

قرآن مجید ایسی کتاب ہے کہ نہ اس میں کوئی اختلاف ہے نہ اس کی آیتوں میں کوئی تعارض یا تضاد ہے۔ کہیں بھی اس کا مضمون اس کے کسی مضمون سے ٹکراتا نہیں چنانچہ قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے کی بہت سی دلیلوں میں سے یہ بھی ایک بہت بڑی اور بہت ہی ٹھوس دلیل ہے کہ قرآن مجید کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ خداوند قدوس کی نازل کی ہوئی مقدس کتاب ہے جیسا کہ خود رب العزت جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ اور لوگوں کو اس طرح غور و فکر کرنے کی دعوت دی کہ :

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝	تو کیا لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

(پ۵۔ النسآء۔ آیت ۸۲)

مگر چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی یہ نہیں دکھا سکا کہ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے ٹکراتی ہے اور قرآن کی باتوں اور اس کے مضامین میں اختلاف ہے کہ کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام، اور اُسی کی کتاب ہے۔ کیونکہ انسانوں کے کلام اور اُن کی کتابوں میں کہیں نہ کہیں تعارض و اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

Marfat.com

۵- تعلیم و تعلّم کا بیان

(۳۴) اہلِ علم کے درجات کو بلند کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے علم والوں کے مراتب و درجات کو بہت بلند فرمایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ:

(۱) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۲۳ - الزمر - آیت ۹)

اے محبوبؐ! آپ فرما دیجئے کہ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان؟

مطلب یہ ہے کہ علم والے اور غیر علم والے دونوں ہرگز ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ علم والوں کے درجات و مراتب بہت بلند و بالا ہیں۔ اور جو بلا علم ہیں وہ ان بلند مراتب و درجات سے محروم ہیں تو بھلا یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

(۲) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ (پ ۲۸ - مجادلہ - آیت ۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن لوگوں کے جن کو علم دیا گیا درجات بلند فرمائے گا۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے درجات بلند فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اُن کے مراتب و درجات کی بلندی کا کیا کہنا؟ واقعہ یہ ہے کہ علمائے کرام کے درجات و مراتب بہت ہی جلیل القدر ہیں۔ کاش عام مسلمان ان آیتوں کی روشنی میں اہلِ علم کے مراتب و درجات کو پہچان کر اپنے عالموں کی قدر کریں۔ اور ان کے اعزاز و احترام کا ہر جگہ اور ہر موقع پر لحاظ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بخشے (آمین)

Marfat.com

(۳۴) علمِ دین حاصل کرنے کیلئے سفر

علم دین حاصل کرنے کے لیے ہر قوم میں سے کچھ لوگوں کو سفر کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ اُن کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس ہو کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس اُمید پر کہ وہ بچیں۔

(پ۱۱۔ التوبۃ۔ آیت ۱۲۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ میں سے جماعتیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں۔ اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام انہیں فرض و واجب، اور حلال وحرام وغیرہ کا علم سکھاتے۔ اور انہیں اللہ و رسول کی فرماں برداری کا حکم دیتے پھر اُن علم حاصل کرنے والوں کو اُن کی قوموں پر مامور فرماتے کہ وہ انہیں نماز زکوٰۃ وغیرہ ارکانِ اسلام کی تعلیم دیں۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کرادیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے۔ اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے۔ اور دین کی مخالفت سے ڈراتے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ بے پڑھے لکھے بالکل ہی بے علم آدمیوں کو بہت تھوڑی مدت میں دین کے احکام کا عامل، اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے۔ اور پھر اُن کی تعلیم و تربیت سے علماء دین کی ایک فوج تیار ہو جاتی تھی۔ جو تعلیم دین کی اشاعت کے لیے دُور دُور کا سفر کر کے عام مسلمانوں کی دینی تعلیم اور اُن کی اسلامی تربیت کرتے۔ اور انہیں صراط مستقیم کی شاہراہ پر چلا دیتے۔

اس آیت شریفہ سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

Marfat.com

(۱) علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں، اور جو اس کے لیے حرام و ممنوع ہیں اور جو ضروریاتِ دین ہیں اُن کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ یعنی ہر ایک مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے یعنی اگر کچھ مسلمان اس کو سیکھ لیں گے تو سب مسلمانوں کی طرف سے یہ فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے بھی اس فرض کو ادا نہ کیا تو تمام مسلمانوں پر اس فرض کو چھوڑ دینے کا گناہ لازم ہو گا۔

(۲) علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کا حکم بھی اس آیت سے معلوم ہوا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جو شخص علم طلب کرنے کے لیے کسی راستے میں چلے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنّت کی راہ آسان فرما دے گا۔

(۳) علوم میں افضل ترین علم فقہ ہے۔ حدیث شریف میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بہتری چاہتا ہے اُس کو دین میں "فقیہ" بناتا ہے۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔
(مشکوٰۃ ج صـ۳۲ بحوالہ بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔
(مشکوٰۃ ج ا صـ۳۴ بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

فقہ کیا ہے؟ احکامِ دین کے علم کو "فقہ" کہتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں جن مسائل کو "فقہ" کہتے ہیں یعنی "کتاب الطہارۃ" سے "کتاب المیراث" تک کے مسائل درحقیقت "یہ احکامِ دین کے علم" کا صحیح مصداق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳۵) واعظوں کی جماعت ضروری ہے

ہر زمانے میں ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعے دین کی باتیں بتاتے رہیں۔ مگر واضح رہے کہ جاہلوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ وعظ بیان کریں۔ اس لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر واعظ دین کا علم رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن

Marfat.com

مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور تم مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

(پ۴ - آل عمران - آیت ۱۰۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واعظوں کے ذمے تین چیزوں کی ذمہ داری سپرد فرمائی ہے۔ دعوت الی الخیر۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ ظاہر ہے کہ ان تینوں فرائض کو وہی واعظ ادا کر سکتا ہے جو دین کا علم رکھتا ہو۔ لہٰذا عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز وہ جاہل واعظوں کو اسٹیج پر کھڑا نہ ہونے دیں۔ اور نہ اُن کا وعظ سنیں۔ نہ جاہل واعظوں کی خوش آوازی اور ان کی تفریحی لطیفوں، اور ہنسنے ہنسانے کی باتوں پر ریجھ کر اُن کو مسندِ ارشاد پر بٹھا دیا کریں۔ بلکہ ہمیشہ مستند علماء کرام کا وعظ سنیں۔ اس لیے کہ جاہل واعظوں، اور جاہل پیروں کی وجہ سے ملک بھر میں فتنوں کا ایسا سیلاب بلکہ طوفان آگیا ہے کہ اس کی طغیانی اور طوفانی کیفیت کو دیکھ کر علماء حق حیران رہ گئے ہیں۔

لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کی اسی میں خیریت ہے کہ نہ جاہلوں کا وعظ سُنیں نہ جاہلوں سے مُرید ہوں۔ اسی طرح کسی بد مذہب اور بد عمل واعظ کا بھی ہرگز ہرگز کبھی وعظ نہ سنیں کہ اس میں شدید گمراہی کا اندیشہ ہے۔ اسی لیے علماء کرام و مفتیان عظام کا یہی فتویٰ ہے کہ بد مذہبوں اور بد دینوں کا وعظ سننا۔ اور اُن لوگوں کو وعظ کے اسٹیج پر بٹھانا حرام ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ

دشمن دیں را ذلیل و خوار دار　　　　بہر او منبر منہ بر دار دار

یعنی دین کے دشمن بد دین اور بے دین کو ذلیل و خوار کر کے رکھو۔ ان کے لیے منبر مت رکھو بلکہ اُن کو سولی دے دو ؎

او نہ ہرگز واعظ اسلام بود　　　　در حقیقت او صفیرِ دام بود

یہ شخص ہرگز ہرگز اسلام کا واعظ نہیں۔ بلکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ پرندوں کو جال میں پھنسانے والا جال کے پاس چڑیوں کی بولی بول کر چڑیوں کو جال کے پاس جمع کر کے اُن کو جال میں پھانس لیتا ہے! بالکل یہی حال ان بددین مولویوں کا ہے کہ یہ عوام کے سامنے اپنی شیریں کلامی سے تقریریں کر کے عوام کو اپنی بدمذہبی کے جال میں پھانس لیتے ہیں۔ چنانچہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ تبلیغی پارٹی کے لوگ عوام کے سامنے نماز کا وعظ بیان کر کے لوگوں کو اپنا معتقد بنا لیتے ہیں۔ پھر چند دنوں چلہ میں اُن کو ساتھ رکھ کر پکا دیوبندی بنا ڈالتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں سنی صحیح العقیدہ مسلمان گمراہ ہو کر بدمذہب ہو گئے۔ یہ سب نتیجہ ہے ان تبلیغیوں کے وعظ سننے کا۔ اور جو سنی مسلمان ان لوگوں کا وعظ سننے سے پرہیز کرتے رہے الحمد اللہ کہ اُن کا دین و مذہب ہر قسم کی گمراہیوں سے محفوظ رہا۔ لہذا اس مسئلہ کو اچھی طرح دھیان میں رکھیئے کہ خبردار۔ خبردار۔ ہرگز ہرگز کسی گمراہ مولوی کا وعظ نہ سنیں۔ اگرچہ وہ کتنا اچھا وعظ بیان کرے۔ ورنہ گمراہی کے خطرہ سے بچنا دشوار ہو جائے گا۔ خداوند کریم ہم سب کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(۳۶) کھڑے ہو کر وعظ بیان کرنا ہے

اگرچہ بیٹھ کر وعظ بیان کرنا بھی جائز ہے کیونکہ شریعت میں اس کی ممانعت نہیں آئی ہے مگر کھڑے ہو کر وعظ بیان کرنا افضل اور مسنون طریقہ ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وعظ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ؎

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ (پ ۲۸۔ الجمعۃ۔ آیت ۱۱)	اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اُس کی طرف چلے گئے اور اے پیغمبر آپ کو خطبہ میں کھڑا چھوڑ دیا۔

اس آیت میں "تَرَكُوْكَ قَآئِمًا" میں صاف صاف اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے اور وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اسی لیے جب بنو اُمیہ کے ظالم امراء بغیر کسی عذر کے محض تکبر اور گھمنڈ سے بیٹھ کر خطبہ پڑھا کرتے تو

Marfat.com

صحابہ کرام اس پر ناراض ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ؎
عبدالرحمٰن بن اُمّ الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا تو حضرت کعب بن عجرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے عبدالرحمٰن کو بیٹھ کر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے لوگو! اس خبیث کو دیکھو کہ یہ بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب لوگوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھ لیا تو اس کی طرف چلے گئے اور آپ کو خطبہ میں کھڑا چھوڑ دیا۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۱۲۴ بحوالہ مسلم)

عبدالرحمٰن بن اُمّ الحکم بنو اُمیّہ کے امراء میں سے تھا حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن اُمّ الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے۔ آپ کو اس ترکِ سنّت پر اتنا جلال آگیا کہ آپ نے اُس کو خبیث کہہ دیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۳۷) واعظ پر صرف تبلیغ احکام ہے عمل کرانا نہیں

واعظ کے ذمہ صرف احکامِ خداوندی کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ واعظ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے عمل بھی کرائے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت واضح الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ ؎

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝

اور حکم مانو اللہ کا حکم مانو رسول کا۔ اور ہوشیار رہو۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچانا ہے۔

(پ ۷۔ المائدۃ آیت ۹۲)

اس آیت میں خداوند عالم نے نہایت واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ رسول اور نائبانِ رسول کی فقط اتنی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا و رسول کے احکام کو لوگوں تک نہایت وضاحت کے ساتھ پہنچا دیں۔ باقی احکام پر عمل کرانا نہ یہ رسول کی ذمہ داری ہے۔

Marfat.com

نہ علماء دواعظین کی۔ عمل کرنے کی تمام تر ذمہ داری لوگوں کی ہے۔ ہاں البتہ سلطان اسلام اور اس کے امراء پر لازم ہے کہ عوام سے قوانین اسلام پر عمل کرائیں۔ کیونکہ اُن کے ہاتھ میں اسلامی سلطنت کی باگ ڈور ہے اور ان کے پاس طاقت بھی ہے چنانچہ جب اسلامی سلطنت قائم ہوگئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کو مجبور کر کے احکام اسلام پر عمل کرایا۔ اور آپ کے بعد حضرات خلفائے راشدین نے بھی اس پر عمل کیا۔ اور قیامت تک آنے والے سلاطین اسلام اور اُن کے مقرر کردہ حاکموں پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو طاقت استعمال کر کے مجبور کریں کہ وہ احکام اسلام پر عمل کریں اور شرعی جرائم پر حدود و تعزیرات (شرعی سزائیں) جاری کریں کہ اس کے بغیر اسلامی معاشرے کی اصلاح ناممکن ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل دور دور تک کہیں اسلامی سلطنتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ ہاں مسلمانوں کی چند حکومتیں ہیں۔ مگر ان حکومتوں پر تقریباً ہر جگہ ایسے ملحدین کا قبضہ ہے جن کے فقط نام تو اسلامی ہیں۔ مگر عمل و کردار کے اعتبار سے اُن میں اور غیر مسلموں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے کوئی امریکہ جیسے دشمن اسلام کا دامن تھامے ہوئے ہے کوئی روس جیسے بے ایمان اور ملحد کی دُم سے بندھا ہوا ہے۔ اب کون ہے جو طاقت کے ذریعے احکام اسلام پر عمل کرائے ؟ مگر مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ اور وہی اس کا حامی و ناصر اور محافظ ہے۔ اگر بالفرض تمام دنیا سے مسلمانوں کی حکومتیں مٹ جائیں پھر بھی اسلام نہیں مٹ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر زمانے میں اپنے ایسے بندوں کو پیدا کرتا رہے گا۔ جو بغیر کسی حکومت کی مدد کے اپنی ایمانی طاقت سے احکام اسلام پر عمل کرتے اور کراتے رہیں گے۔ اس کی زندہ مثال ہندوستان ہے کہ یہاں کے مسلمان بغیر کسی اسلامی حکومت کے بھی اپنے اسلام پر قائم ہیں اور اپنی طاقت بھر اسلام اور احکام اسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلامی حکومتوں میں کوئی ایسا سلطان اسلام فرما دے جو اسلام کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو اپنی ایمانی طاقت سے سہارا دے کر ساحل مراد پر پہنچا دے۔ تاریخ اسلام میں ایسا اتار چڑھاؤ بارہا آچکا ہے ڈاکٹر اقبال نے تاریخ اسلام کے اسی ورق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب لکھا

Marfat.com

ہے کہ ؎

تو نہ مٹ جائے گا اسلام کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اور علامہ شفیق جونپوری نے بھی اس موضوع پر ایک غزل لکھی ہے جس کا یہ ایک شعر مجھے بے حد پسند ہے ؎

بجھی ہے شمع مسلم رہا پھر جگمگائی ہے
کہ تارا ٹوٹ جاتا ہے درخشانی نہیں جاتی

بہرحال اسلام کی موجودہ بے کسی و بے بسی کو دیکھ کر مسلمانوں کو ہرگز ہرگز کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اور اپنے طور پر ایک مسلمان کو اپنی طاقت بھر احکامِ اسلام پر عمل کرنا اور کراتے رہنا چاہیے۔ اور بہتری کے لیے خداوند مسبّب الاسباب سے امیدوار رہنا چاہیے۔ اور خداوند قدوس سے دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔ اور یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس دین کا حامی و ناصر ہے۔ لٰہذا یہ دین کبھی مٹ نہیں سکتا۔

(۴۸) دُنیا کے لیے حق گوئی سے گریز بے عقلی ہے

چند ردّیوں اور چند تحفوں کے عوض حق گوئی سے زبان کو بند کرلینا۔ اور کلمۃ الحق کہنے سے گریز و فرار کرنا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرزِ عمل کو بے عقلی قرار دیا ہے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ ؕ اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ عَلَيۡهِمۡ مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ

پھر اُن صالحین کی جگہ اُن کے بعد وہ ناخلف آئے۔ کہ کتاب کے وارث ہوئے۔ اس دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری بخشش ہوگی۔ اور اگر اُن کے پاس اور مال آئے تو لے لیں۔ کیا اُن پر کتاب میں عہد نہ لیا

Marfat.com

اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِیْہِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؕ

(پ ۹۔ الاعراف۔ آیت ۱۶۹)

گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق بات ہی کی؟ اور انہوں نے اس کو پڑھا بھی ہے۔ اور یقیناً پچھلا گھر (جنت) پرہیز گاروں کے لیے بہترین ہے۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟

اس زمانے میں یہ بہت بڑا خون رلانے والا سانحۂ عظمی ہے کہ ہمارے واعظین اور پیر صاحبان جن میں سے کچھ علماء ربانیئن و صالحین کی اولاد ہیں۔ اور علم والے بھی ہیں مگر محض اپنے نذرانوں کے لیے مالداروں کے سامنے حق بات کہنے سے گونگے بن جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں انہیں لوگوں کے کرتوت کا حال بیان کرتے ہوئے۔ اور ان لوگوں کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ " اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ "۔ یعنی کیا ایسا طریقۂ کار رکھنے والوں کے پاس عقل نہیں ہے؟ کیونکہ اگر یہ لوگ صاحب عقل ہوتے تو ہرگز ہرگز کبھی ایسا نہ کرتے کہ دارِ آخرت کے مقابلے میں چند روپیوں پر ریجھ کر حق گوئی سے اپنی زبانوں کو بند کر لیتے۔ جو یہودیوں کے علماء کا طریقہ ہے جن کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے۔ یہود کے علماء کا یہی طریقہ تھا کہ وہ رشوتیں لے کر اور نذرانوں کے لالچ میں توراۃ کے احکام کو بدل دیا کرتے تھے۔ اور کلمۃ الحق کہنے سے اپنی زبانوں کو بند کر لیتے تھے۔ افسوس کہ آج کل کے بعض مولوی اور پیر صاحبان اُسی راہ پر چل پڑے ہیں۔ جن پر چل کر یہودیوں کے احبار و رُہبان نے دینِ موسوی کو تباہ و برباد کر دیا جس کی وجہ سے وہ دونوں جہان میں ملعون ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب سنی عالموں اور پیروں کو کلمۃ الحق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۳۹) علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں ان عالموں کی مذمت فرمائی ہے جو بدعمل، اور حق گوئی سے گریز کرتے ہیں۔ وہیں ان عالموں کی مدح کا خطبہ بھی ارشاد فرمایا ہے جو صحیح معنوں

Marfat.com

ہیں "علماء" ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۝

اللہ سے اُس کے بندوں میں صرف وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ بے شک اللہ عزّت والا بخشنے والا ہے۔

(پ ۲۲۔ فاطر۔ آیت ۲۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اللہ سے ڈرنے کو علماء کا خاصّہ بتایا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو آدمی اللہ کی ذات، وصفات، اور اُس کے وعدہ وعید، اور اس کی قہاری وجبّاری کا زیادہ سے زیادہ علم رکھتا ہوگا۔ وہی آدمی اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ سے زیادہ رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ عزّ وجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اُس کا خوف رکھنے والا ہوں!

اس آیت کریمہ سے صاف صاف واضح طور پر معلوم ہوا کہ "علماء" کے لیے خوفِ الٰہی اسی طرح لازم ہے جس طرح آگ کے لیے جلانا، اور پانی کے لیے پیاس بجھانا لازم ہے۔ تو جس طرح ہم یقین کے ساتھ یہ جان لیتے ہیں۔ کہ جو چیز جلاتی نہیں وہ آگ نہیں کہلا سکتی۔ اور جو چیز پیاس نہیں بجھا سکتی وہ پانی نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح جو شخص علم پڑھ کر خوفِ خدا کی دولت اپنے سینے میں نہیں رکھتا وہ ہرگز ہرگز صحیح معنی میں "عالم" کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا! واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) خلافت کا بیان

(۴۰) خلافت راشدہ اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے اُس وقت جب کہ مسلمان انتہائی بے کسی اور خوف وہراس کے عالم

Marfat.com

میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں ایک مہاجر کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور ابھی اسلام عرب کے ایک بہت ہی محدود حصے میں پھیلنے پایا تھا۔ مومنین صالحین کو یہ خوشخبری دی اور وعدہ فرمایا۔ کہ انہیں ایک بہت ہی مستحکم اور نہایت ہی وسیع حکومت الٰہیہ اور خلافت راشدہ عطا کی جائے گی جس کے سائے میں اسلام کو ایسا غلبہ و استحکام نصیب ہو گا کہ کفر و شرک بالکل نیست ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کو خدا کی زمین میں ایسا تسلّط اور غلبہ حاصل ہو گا۔ کہ اُن کا تمام خوف و ہراس دور ہو کر اُن کو امن و امان کی زندگی نصیب ہو گی اور ساری دنیا پر اُن کا رُعب و دبدبہ چھا جائے گا۔ اور دین اسلام کی جڑیں اس قدر مضبوط ہو جائیں گی کہ تمام دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں ارشاد فرمایا کہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝

(پ ۱۸ - النور - آیت ۵۵)

اللہ نے وعدہ دیا اُن لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے۔ اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے ان کے اس دین کو جما دے گا جس کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔ اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ لوگ میری عبادت کریں گے میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنین صالحین سے جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ پورا ہو کر رہا۔ کہ اس احکم الحاکمین نے مسلمانوں کو ایسی خلافت اور اسلامی حکومت عطا فرما دی کہ زمین عرب سے کفار و مشرکین مٹا دیئے گئے اور ہر طرف مسلمانوں کا غلبہ و تسلّط

Marfat.com

ہو گیا۔ اور مشرق و مغرب کے ممالک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے فتح فرما دیئے۔
اور کافر بادشاہوں کے خزانوں اور ان کی حکومتوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور مسلمانوں
کو امن وامان کی زندگی نصیب ہو گئی۔ اور درخت اسلام کی جڑیں اتنی مضبوط ہو گئیں
کہ اس کی شاخیں تمام روئے زمین پر سایہ فگن ہو گئیں۔ اور تمام دینوں پر اسلام
کو غلبہ حاصل ہو گیا۔

اس آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے خلافت راشدہ کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا
کہ ترمذی اور ابوداؤد کی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میرے بعد تیس ۳۰ سال تک خلافت رہے گی۔ اس کے بعد لوگوں کی بادشاہت
ہو جائے گی۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و حضرت
عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلافت راشدہ
کی باگ ڈور سنبھالی۔ یہی چاروں حضرات خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔ اور انہی بزرگوں کی
حکومتوں کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جس
خلافت کو عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ وہ بدرجۂ کمال ان حضرات کی حکومتوں میں جلوہ
گر ہے کہ خلافت خلفائے راشدین کے دورِ حکومت میں کفر و شرک پورے جزیرۃ
العرب سے نیست و نابود ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو ایسا غلبہ و تسلط نصیب ہو گیا۔ کہ
آسمان کے نیچے خدا کے سوا کسی دوسرے کا خوف مسلمانوں کو نہیں رہا۔ اور دین اسلام
کو وہ عروج واستحکام ملا کہ اسلام تمام دینوں پر غالب ہو گیا۔ اور خدا کی زمین پر عدل و
انصاف کا پرچم اس طرح سربلند ہو کر لہرانے لگا۔ کہ ظلم و عدوان اور ناانصافی کا خاتمہ
ہو گیا۔ اس طرح اللہ عزوجل کا وعدہ پورا ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے
والے مومنوں کو زمین کی خلافت عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

(۴۱) حضرت ابو بکر صدیق اور قرآن

خلفائے راشدین میں سے سب سے پہلے خلیفہ اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانشین اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کے بلند درجات و مراتب اور آپ کے فضائل و مناقب کا کیا کہنا؟ تمام اہلسنت و جماعت کا اس مسئلہ پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ افضل البشر ہیں۔ اور تمام خلفاء راشدین میں اعلیٰ و افضل ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر و عمر ہیں۔ حضرت امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ مقولہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور حدیث متواتر منقول ہے۔ لہٰذا رافضیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ وہ کتنے بڑے جاہل ہیں۔

آپ کی عظمتِ شان اور فضائل میں قرآن مجید کی بہت سی آیتیں نازل ہوئی ہیں ان میں سے چند آیتیں بطور نمونہ یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔ ان کو یاد کر لیجئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و عقیدت سے اپنے سینہ کو انوار کا گنجینہ بنائے رکھیے۔

(۱) اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۚ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں (مکہ) سے باہر جانا پڑا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب (رسول) اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا۔ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اس (یار) پر اپنا سکینہ اُتارا اور ان فوجوں سے اس کی

Marfat.com

الْعُلْيَا ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝
(پ ۱۰۔ التوبۃ۔ آیت ۴۰)

مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈال دی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں "صاحب غار" سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ کیونکہ بلاشبہ ہجرت کی رات میں وہی "غار ثور" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ "غار ثور" میں سکینہ یعنی اطمینان و سکونِ قلب جن پر اترا وہ یقیناً حضرت ابو بکر صدیق ہی ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پہلے ہی سے مطمئن تھے۔ گھبراہٹ اور بے چینی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے دل پر تھی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۷)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی صحابی کی صحابیت کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اس لیے آپ کا صحابی ہونا اتنا قطعی اور یقینی ہے کہ جو بدنصیب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے۔

(۲) لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝
(پ ۲۷۔ الحدید۔ آیت ۱۰)

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور ان سب (صحابہ) سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

Marfat.com

کلبی نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت میں جہاد کیا۔ (خزائن العرفان ص ۶۴۱)

(۳) وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
پ ۱۸ ۔ النور ۔ آیت ۲۲)

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں، اور مسکینوں، اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی۔ اور چاہیے کہ معاف کریں۔ اور درگزر کریں۔ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ اللہ تم کو بخشش دے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں منافقوں کے ساتھ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک ہو گئے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اور جو نہایت مفلس مہاجر تھے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی ہمیشہ مالی مدد کرتے رہتے تھے مگر جب منافقوں کے ساتھ مل کر حضرت مسطح بھی تہمت کے گناہ عظیم میں مبتلا ہو گئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا عظیم صدمہ اور رنج و قلق ہوا کہ آپ نے جوش غضب میں یہ قسم کھالی کہ اب میں کبھی مسطح کو کوئی مالی امداد نہیں دوں گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر کو مسطح کا قصور معاف کر دینے اور ان کی مالی امداد جاری رکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے قسم توڑ کر فوراً ہی اس حکم پر عمل کیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

Marfat.com

اولوالفضل" (فضیلت والے) فرما کر ایسی فضیلت عظمیٰ سے سرفراز فرما دیا ہے۔ کہ آپ کے علوِ شان کی مثال نہیں مل سکتی۔

(۳) وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۙ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝

(پ ۳۰۔ واللیل آیت ۱۷: ۱۸: ۱۹: ۲۰)

اور (جہنم) سے بہت دور رکھا جائے گا وہ جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند تر ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

ان آیتوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل فضائل ہیں (۱) وہ جہنم سے بہت دور رکھے جائیں گے (۲) وہ سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہیں (۳) وہ صرف اپنے نفس کی ستھرائی، اور خدا کی رضا جوئی کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں (۴) کسی کا اُن پر کوئی احسان نہیں ہے (۵) اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور ان کو خوش کردے گا۔

ان آیتوں کی شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت گراں قیمت دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ تو کفار کو بڑی حیرت ہوئی۔ اور انہوں نے کہا کہ شاید بلال کا کوئی احسان رہا ہوگا جو اتنی گراں قدر قیمت دے کر انہوں نے خریدا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ کسی کے احسان کا بدلہ نہیں۔ اور نہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی کا کوئی احسان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح دوسرے بہت سے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کے سبب سے کفار بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

الغرض امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں قرآن مجید کی بہت سی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کی یہ چند آیات مبارکہ ہیں۔ اور حدیثیں تو آپ کے فضائل میں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار دشوار ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد انصار و مہاجرین اور جمہور مسلمین نے آپ کی بیعت کر کے آپ کو خلیفۂ اول و جانشین پیغمبر مقرر کیا۔ اور دو برس تین ماہ گیارہ دن آپ مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ منگل کی رات میں تریسٹھ برس کی عمر پا کر آپ نے بخار کی مرض میں وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں آپ کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا!

(۴۲) حضرت عمرؓ فاروق اور قرآن

خلیفۂ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ آپ کی شان میں قرآن مجید کی کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ بلکہ تقریباً بیس آیتیں تو ایسی ہیں۔ جو آپ کی رائے اور آپ کی تمنا کے موافق اتری ہیں۔ ان میں سے چند آیتیں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں درج فرمائی ہیں۔ اور ان آیتوں کو "موفقاتِ عمر" کہا جاتا ہے۔ اُن میں سے چند آیات یہ ہیں۔

(۱) وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ — اور حضرت ابراہیمؑ کی کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بنالو۔

(پ۱: البقرۃ - آیت ۱۲۵)

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ میں "مقام

Marfat.com

ابراہیم، کو دیکھ کر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ کہ کاش ہم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لیتے۔ تو اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ کو جو خیال آیا۔ اور آپ کے دل میں جو تمنا پیدا ہوئی۔ ٹھیک اس کے موافق و مطابق قرآن کی آیت نازل ہوگئی۔ اور زمانہ رسالت سے آج تک تمام مسلمانوں کا یہ عمل خیر جاری ہے۔ کہ طواف کعبہ کے بعد تحیۃ الطواف کی دو رکعتیں سب لوگ مقام ابراہیم کے پاس پڑھتے ہیں۔

(۲) وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط (پ ۲۲ - الاحزاب آیت ۵۳)

اور جب تم (امہات المومنین) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد خواہش و تمنا تھی کہ عورتوں کے لیے پردہ کا حکم قرآن مجید میں نازل ہو جائے۔ کیونکہ آپ کو بے حد غیرت آتی تھی کہ ہر نیک و بد آدمی ازواج مطہرات کو دیکھتا اور ان سے بات چیت کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ کی خواہش و تمنا کے مطابق یہ پردہ کی آیت نازل ہوگئی۔

(۳) عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ (پ ۲۸ - التحریم - آیت ۵)

ان کا رب قریب ہے کہ اگر وہ (حضور) تم سبھوں کو طلاق دے دیں تو انہیں تم سب سے بہتر بیویاں بدل دے۔ اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی والیاں، روزہ رکھنے والیاں، بیاہیاں۔ اور کواریاں۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس بیویاں اپنے اخراجات کے لیے حضور سے کچھ زیادہ رقمیں طلب کرنے لگیں۔ اور سب مل کر ایسا طریقہ اختیار کرنے

Marfat.com

لگیں۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آگیا۔ اور آپ کی زبان سے نکل گیا کہ اگر حضورؐ نے تم سبھوں کو طلاق دے دی تو تم سبھوں سے بہت اچھی اور بہتر بیویاں اللہ تعالیٰ حضورؐ کو عطا فرمادے گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عین قول کے مطابق قرآن کی یہ آیت اُتری۔ اس آیت میں ازواج مطہرات کی تخویف اور ان کو ڈرانا ہے۔ کہ اگر انہوں نے حضورؐ کو آزردہ کیا۔ اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے لطف و کرم سے دوسری بہتر بیویاں عطا فرمائے گا۔ اس تخویف سے ازواج مطہرات متاثر ہوئیں۔ اور انہوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے شرفِ خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا۔ اور آپ کی دلجوئی ورضا طلبی کو ہر کام سے زیادہ مقدم جانا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دی۔

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مدینہ منورہ کے انصار و مہاجرین اور ارباب حل و عقد سے مشورہ کر لینے کے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرما دیا۔ اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ نے تخت خلافت پر رونق افروز رہ کر جانشینی رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجود انجام دیا۔ اور آپ ہی کے مقدس عہد میں قیصر و کسریٰ شاہ روم و شاہ ایران کی سلطنتیں فتح ہو کر پرچم اسلام کے نیچے آگئیں۔ اور آپ ہی کے حکم سے مدارس تعلیم اسلام اور مساجد کا نظام سلطنت بھر میں بہترین ہو گیا۔ آپ نے مسجد نبوی کی مرمت اور توسیع بھی کرائی۔ اور ملک بھر میں امن وامان اور عدل و انصاف کا پرچم لہرانے لگا۔

۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ میں چہار شنبہ کے دن عین اس وقت جبکہ آپ نے مصلیٰ پر نماز فجر کی امامت کے لیے تکبیر تحریمہ پڑھی۔ ابو لؤلؤ فیروز مجوسی کافر نے آپ کے شکم میں خنجر مار دیا۔ اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی تھی حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو نے انور

Marfat.com

میں مدفون ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخلفاء وغیرہ)

(۴۳) حضرت عثمانؓ اور قرآن

خلیفہ سوم امیرالمومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آپ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت بہت زیادہ وسیع ہو گئی۔ اور آپ نے مسجد نبوی کو منقش پتھروں سے بنوایا اور ساگوان کی لکڑی سے مسجد کی چھت تعمیر کرائی اور کثرتِ فتوحات سے لوگ بہت مالدار ہو گئے۔ بارہ برس تک آپ تختِ خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اور ۱۲ ذوالحجہ یا ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدبخت نے آپ کو رات میں شہید کر دیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور آپ جنۃ البقیع مدینہ منورہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخلفاء)

آپ کے فضائل میں قرآن مجید کی چند آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں۔ جن میں سے یہ آیت ہے:

(۱) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

وہ لوگ جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں۔ تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے۔ اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔

(پ ۳: البقرۃ۔ آیت ۲۶۲)

معتبر تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن

Marfat.com

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ جنگ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان ؓ نے لشکر اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ مع ساز و سامان، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم بارگاہِ رسالت میں پیش کیے۔

(خزائن العرفان ص۵۱ وغیرہ)

(۲) مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔

(پ۲۱ ۔ الاحزاب ۔ آیت ۲۳)

حضرت عثمان غنی و سعید بن زید اور حضرت حمزہ و مصعب وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذر مانی تھی کہ وہ جب جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے۔ یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ ان ہی لوگوں کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ کہ حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو جنگِ اُحد کے دن شہید ہو گئے۔ اور حضرت عثمان غنی و حضرت طلحہ وغیرہ اپنی شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔ (خزائن العرفان ص۷۹۹)

(۴۴) حضرت علیؓ اور قرآن

خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے اعلیٰ و افضل خلیفہ برحق ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد انصار و مہاجرین اور تمام ارباب حل و عقد و عامہ مسلمین نے آپ کی بیعت کی۔ اور چار برس آٹھ ماہ نو دن آپ مسند خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی مردود نے نماز فجر کے لیے جاتے ہوئے کوفہ میں آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی

Marfat.com

تلوار ماری جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہو گئے۔ اور دو دن زندہ رہ کر جام شہادت سے سیراب ہو گئے۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات آپ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے بڑے فرزند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو مدفون کیا۔

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخلفاء)

آپ کے فضائل و مناقب میں چند آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں۔ بطور نمونہ دو آیتیں تحریر ہیں۔

(۱) يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝

(پ ۲۹ - الدھر - آیت ۷ تا ۱۱)

وہ لوگ (حضرت علیؓ و فاطمہؓ وغیرہ) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں مانگتے بے شک ہمیں اپنے رب سے ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ہی ترش اور نہایت ہی سخت ہے۔ تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا۔ اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔

آیات مذکورہ بالا حضرت علی و حضرت فاطمہ اور ان کی لونڈی بی بی فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچپن میں ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو ان تینوں نے ان دونوں بچوں کی بیماری پر تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو شفا دے دی۔ منت پوری کرنے

Marfat.com

کے لیے تینوں حضرات نے روزے رکھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے تین صاع جو لائے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تینوں دن ایک صاع کی روٹیاں پکائیں۔ جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں۔ تو ایک دن مسکین۔ ایک دن یتیم۔ ایک دن اسیر (قیدی) آیا۔ اور تینوں دن روٹیاں ان تینوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔

حضرات اہل بیت کے گھر کا یہ اندرون خانہ معاملہ آسمانوں میں اس کی دوم مچ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام کو دربار نبوت میں بھیج کر اس واقعہ کے بارے میں ان آیتوں کو اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسّلام پر نازل فرمایا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۸۹)

(۲) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے ایمان والو! جب تم رسول ؐ سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔ پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ ۲۸ - المجادلۃ - آیت ۱۲)

اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مالداروں نے بہت دیر دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ دراز کر دیا۔ اور فقراء کو اپنی عرضی پیش کرنے کا موقع بہت کم ملنے لگا۔ تو عرضی پیش کرنے والوں کو اپنی عرضی پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم نازل ہوا۔ اور اس حکم پر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کرتے ہوئے ایک دینار صدقہ دے کر دس مسائل دریافت کیے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو چکے تو صدقہ کا یہ حکم منسوخ کر دیا۔ رخصت نازل ہو گئی کہ اب اپنی عرضی حضور علیہ الصلاۃ والسّلام

Marfat.com

کے دربار میں پیش کرنے کے لیے کسی صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں رہی ۔ قرآن مجید کے اس حکم پر سوائے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو عمل کرنے کا موقع ہی نہیں ملا ۔ یہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں ایک بہت ہی تابناک، اور بہت ہی عظمت والی فضیلت ہے کہ آپ کے سوا کسی کو حکم قرآنی پر عمل کرنا نصیب نہیں ہوا ۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۷۶۴ بحوالہ مدارک و خازن)

(۴۵) اہلِ بیتِ نبوّت اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوت کا قرآن مجید میں ذکر جمیل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ۝ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۝

پ ۲۲ ۔ الاحزاب ۔ آیت ۳۳ ۔ ۳۴

(اے نبی کی بیبیو!) تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو ۔ اور بے پردہ نہ رہو ۔ جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی تھی ۔ اور نماز قائم رکھو ۔ اور زکوٰۃ دو ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۔ اور اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرما دے ۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے ۔ اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں ۔ اللہ کی آیتیں اور حکمت ۔ بے شک اللہ ہر باریکی کو جانتا خبردار ہے ۔

توضیح ان آیاتِ مقدسہ سے مندرجہ ذیل باتوں پر خاص طور سے روشنی پڑتی ہے ۔ (۱) ان آیتوں سے اہل بیت نبوت کے فضل و شرف اور اُن کے درجات و مراتب کا اعلان اظہار مقصود ہے ۔

Marfat.com

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بیبیاں، اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی و حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اہلِ بیت میں داخل ہیں کیونکہ آگے پیچھے کی آیتوں اور حدیثوں پر نظر ڈالنے سے آفتاب کی طرح روشن ہو کر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ازواج مطہرات بھی یقیناً اہلِ بیت ہیں۔ اور عقائد کے امام حضرت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے۔ اور یہی تمام اہلِ سنت وجماعت کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ بیوی کو اہلِ بیت کہنا قرآن مجید سے ثابت اور یہ قرآن کا محاورہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقدس بیوی حضرت سارہ سے فرشتوں نے کہا کہ:

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ	اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر
اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝	اے گھر والو! بے شک اللہ سب خوبیوں
پ۱۲ ہود آیت ۷۳)	والا عزت والا ہے۔

اس آیت میں صراحۃً مذکور ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آکر حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی "اہل البیت" کہا اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں بجز آپ کے اور آپ کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔

(۳) ان آیتوں میں اللہ عزوجل نے نبی کی مقدس بیویوں کو اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیا۔ اور بے پردہ باہر نکل کر گھومنے پھرنے سے منع فرمایا۔ اور عورتوں کے باہر گھومنے پھرنے کو زمانۂ جاہلیت کا بدترین دستور بتایا۔ اس میں تمام مسلمان عورتوں کے لیے نصیحت و عبرت کا بہت بڑا سامان ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو پابندی کے ساتھ نماز و زکوٰۃ ادا کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تاکید فرمائی۔ اور ان کو اللہ و رسول کی فرمانبرداری کا خاص طور پر حکم فرمایا۔

(۵) ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو "اہلِ بیت"

Marfat.com

فرمایا اور ان سے ہر قسم کی ظاہری و باطنی پلیدیوں کو دور رکھنے۔ اور ان کی پاکیزگی اور ستھرائی کی زینتوں سے آراستہ فرمانے کا اعلان فرمایا۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں گھروں کے اندر رہ کر قرآن و حدیث اور دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے کا ازواج مطہرات کو حکم دیا۔ اس میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بے پردہ پھرنے والی مسلمان عورتوں کے لیے بہت بڑی عبرتوں اور نصیحتوں کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ کاش مسلمان لڑکیاں اور ان کے ماں باپ ان قرآنی آیتوں سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔ اور عورتوں کو بے پردگی کی بے حیائی سے بچا کر دونوں جہان کی عزتوں سے سرفراز ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

Marfat.com

۷۔ اولیائے اُمّت کا بیان

(۴۶) کرامات اولیاء

حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے نیک بندوں یا بندیوں سے خلافِ عادت ایسی چیزیں اور اس قسم کی باتیں صادر و ظاہر ہوا کرتی ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے انہیں چیزوں کو "کرامت" کہا جاتا ہے جو اولیائے کاملین اور شہداء و صالحین سے اکثر نمودار ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ "علم عقائد" کا مشہور مسئلہ ہے کہ اولیاء کی کرامت حق ہے"۔ چنانچہ قرآن مجید سے بھی اولیا کی کرامتوں کا ثبوت ہے۔ اس کی چند مثالیں تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُس وقت اُن کی والدہ آبادی سے دور ایک میدان تھیں۔ وہیں تنہائی ہی ولادت ہوئی۔ اور جب ان کو بھوک پیاس لگی تو اچانک ان کے پاس ایک شیریں پانی کی نہر جاری ہوگئی اور انہوں نے کھجور کے ایک درخت کو ہلایا تو ناگہاں پکی ہوئی تازہ کھجوریں اس سے گر پڑیں جس کو انہوں نے کھایا پیا۔ یہ دونوں چیزیں حضرت مریمؑ کی کرامتیں ہیں۔ جن کو خداوند کریم نے قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کہ:

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ (مریم۔ آیت ۲۴،۲۵)

تو (جبرئیل) نے اس (مریم) سے اس کے تلے سے پکار کر کہا کہ تو غم نہ کھا۔ بے شک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تو تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔

اچانک نہر کا جاری ہونا اور بغیر پھلی ہوئی کھجور کے درخت سے ناگہاں پھلوں کا گرنا یہ دونوں چیزیں حضرت مریمؑ کی کرامتیں ہیں جو قرآن کی مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہیں جو اس کرامت کا انکار کرے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے۔

Marfat.com

(۲) ایک دن حضرت سلیمٰن علیہ السلام نے اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے۔ جو بلقیس کے یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی اس کے تخت کو ملک سبا سے یہاں بیت المقدس میں میرے دربار کے اندر لادے۔ آپ کا ارشاد سُن کر سب چپ رہے۔ لیکن ایک بڑا سرکش جن بول پڑا کہ میں اس تخت کو یہاں اتنی دیر میں لاسکتا ہوں کہ آپ کا دربار برخاست بھی نہ ہوا ہوگا اور میں وہ تخت یہاں لادوں گا۔ یہ سُن کر حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا نے کہا کہ میں تو اس تخت کو آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے ہی لادوں گا۔ چنانچہ آپ کی کرامت سے تخت بلقیس ملک سباء سے زمین کے نیچے نیچے چل کر آپ کی کرسی کے قریب نمودار ہو گیا۔ اور آپ اس تخت کو ایک سیکنڈ میں اپنے پاس دیکھ کر خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے لگے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ :

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

(پ ۱۹ ۔ النمل آیت ۳۹ - ۴۰)

ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس سے اُٹھیں۔ اور وہ نہایت طاقتور اور امانت دار ہوں جن کے پاس کتاب کا علم تھا (آصف) نے کہا کہ میں اسے آپکے پلک جھپکانے سے پہلے لادوں گا۔ پھر جب حضرت سلیمٰنؑ نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں۔ یا ناشکری۔ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا ہے۔

Marfat.com

حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تخت بلقیس کو ملک سبا سے ایک سیکنڈ میں لاکر دربارِ سلیمانی میں حاضر کر دینا۔ یقیناً یہ آپ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ قرآن کا منکر اور کافر ہے کیونکہ یہ کرامت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اس قرآنی کرامت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب حضرت سلیمن علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کی امتوں میں آصف بن برخیا اور حضرت مریم جیسی کرامتوں والے ہو چکے ہیں تو پھر حضور رسید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں اگر اس سے بڑی بڑی کرامتوں والے اولیا ہوں تو اس میں ہرگز ہرگز کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یاد رکھیے کہ ہر ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے تو جس شان کا نبی ہوگا اُسی شان کے اُس کی امت کے اولیا ہوں گے تو جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے بڑھ کر ہے تو اس کا صاف نتیجہ یہ ہوگا کہ حضورؐ کی اُمّت کے اولیاء دوسرے انبیاء کی امتوں کے اولیا سے بڑھ کر ہوں گے۔ اور اُمّت محمدیہؐ کے اولیا کے مراتب و درجات اور ان کی کرامات انبیائے سابقین کی امت کے اولیا سے کہیں زیادہ بڑھ کر بلند مرتبہ ہوں گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴۷) بزرگوں کے تبرکات نافع ہیں

بزرگانِ دین، حضرات انبیاء و مرسلین، وشہداء و صالحین کے تبرکات، ان کے کپڑے، اُن کے جوتے، اُن کا مصلّیٰ۔ اُن کا عصا، ان کی تسبیح، اُن کے برتن، غرض اُن کا ہر استعمالی سامان باعثِ خیر و برکت، سامانِ رحمت و منفعت ہے۔ ان کے توسل سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ ان سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ ان سے بلائیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ غرض طرح طرح سے یہ نافع و منفعت بخش ہیں۔ اور ان فوائد کا حاصل ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے اس سلسلے میں ہم قرآن مجید کی چند آیات پیش کرتے ہیں جو طالبِ حق کے لیے ہدایتوں کا نور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قوم بنی اسرائیل کے پاس ایک صندوق تھا جس کو وہ لوگ وسیلہ بنا کر خدا سے

Marfat.com

فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ تو اُن کی دعائیں مقبول ہو کر اُن کو فتح ونصرت نصیب ہوا کرتی تھی۔ اور میدانِ جنگ میں وہ لوگ اس صندوق کو اپنے آگے رکھ دیا کرتے تھے تو اس میں سے سکونِ روح واطمینان قلب کی ایسی برکتیں نمودار ہوا کرتی تھیں کہ مجاہدین کے سینوں میں خوف وہراس سے دھڑکتے ہوئے دل پتھر کی چٹان کی مانند مضبوط ہو جایا کرتے تھے (جلالین ۳۸)

یہ صندوق حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ اور آپ سے وراثتہً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں اپنا مخصوص سامان اور توریت شریف بھی رکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے کپڑے، آپ کی نعلین شریفین، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا، تھوڑا سا من وسلویٰ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ یہ سب سامان اس صندوق میں رکھے ہوئے تھے جب بنی اسرائیل کی بدعملی بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کا یہ قہر وغضب نازل ہوا کہ عمالقہ" کی ظالم قوم بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گئی۔ اور اس نے بنی اسرائیل میں قتل وغارت گری کا ایسا طوفان برپا کیا کہ بنی اسرائیل کی بستیاں تہس نہس ہو کر ویران ہو گئیں۔ قوم عمالقہ نے سارے سامانوں کو لوٹ لیا۔ اور وہ یہ مبارک صندوق بھی چھین کر لے گئے۔ اور اس کو نجس اور گندی جگہوں میں ڈال دیا۔ اور اس کی بے حرمتی کی۔ اور انکی گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض ومصائب میں مبتلا ہو گئے چنانچہ عمالقہ کے پانچ شہر اس طرح ویران ہو گئے کہ ان میں کوئی چراغ بتی کرنے والا بھی نہ رہا۔ اس کے بعد عمالقہ کا احساس یقین ہو گیا۔ کہ صندوق کی بے حرمتی واہانت ہی ان کی ہلاکت وبربادی کا باعث بنی ہے۔ تو انہوں نے صندوق کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا۔ اور فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر بنی اسرائیل کے سامنے" طالوت" بادشاہ کے پاس لائے۔ اور اس صندوق کا آنا ہی بنی اسرائیل کی بادشاہی کا نشان مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ صندوق کو دیکھتے ہی بنی اسرائیل نے طالوت کو اپنا بادشاہ مان لیا۔ اور فوراً وہ جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔ کیونکہ صندوق پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔ طالوت نے بادشاہ بن کر بنی اسرائیل کے ستر ہزار جوانوں کی فوج تیار کی۔ انہی جوانوں میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے جن کے ہاتھ سے جالوت" کا قتل کا

Marfat.com

بادشاہ قتل ہوا۔ یہ واقعہ حضرت شمویل" علیہ السلام کے زمانے میں ہوا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ (جلالین وجمل وخازن ومدارک وغیرہ)

اس خیر وبرکت والے صندوق کا ذکر فرماتے ہوئے خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ :

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(پ ۲ - البقرۃ آیت ۲۴۸)

اور (بنی اسرائیل) سے اُن کے نبی (حضرت شمویل) نے فرمایا کہ اس (طالوت) کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس صندوق جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں حضرت موسیٰ وحضرت ہارون؈ کے ترکہ کی۔ اُٹھا کر لائیں گے۔ اس کو فرشتے۔ یقیناً اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم لوگ ایمان رکھتے ہو۔

قرآن مجید کے الفاظ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ جس صندوق میں حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے اس میں خداوند قدوس کی طرف سے سکینہ یعنی دلوں کا اطمینان اور روح کی تسکین کا سامان تھا۔ جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض عین ہے۔ اور جو اس کا انکار کرے وہ بلاشبہ قرآن کا منکر اور یقیناً کافر ہے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ بنی اسرائیل اس صندوق کی برکت سے فتح یاب ہو کر کفار پر غلبہ پاتے تھے۔ اور کفار کو شکست ہو جاتی تھی۔ اور ایمان والوں کے دلوں کا خوف اور بزدلی دور ہو کر شجاعت وبہادری پیدا ہو جاتی تھی۔ تو ان قرآنی تصریحات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ بزرگوں کے تبرکات نافع الخلائق ودافع البلاء و باعثِ شفا ہوتے ہیں۔

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ "عمالقہ" نے جب اس صندوق کی بے حرمتی کی تو وہ طرح

Marfat.com

طرح کے امراض اور بلاؤں میں گرفتار ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی بستیاں ویران ہو گئیں۔ اور بالآخر انہوں نے اس صندوق کو واپس لوٹا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کی بے ادبی اور بے حرمتی ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ اور یہ گمراہوں کا طریقہ ہے۔ اور قرآن کے الفاظ "تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ" کہ فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر لائے۔ یہ دلیل ہے کہ بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم اور ان کا اعزاز و احترام لازم الاعتقاد اور واجب العمل ہے۔ اور یہ مومنین کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان کی برکت سے دعائیں مقبول، اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور مرادیں ملتی ہیں۔

الحاصل بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم و تکریم میں دین و دنیا کا فائدہ ہو۔ اور ان کی اہانت و بے ادبی میں دین و دنیا کا نقصان ہے۔ لہذا خبردار۔ ہرگز ہرگز کسی بزرگ کے کسی تبرک کی کبھی بے ادبی و بے حرمتی نہ کریں۔ بلکہ ہمیشہ محبت و عقیدت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات کو ایک نعمتِ خداوندی سمجھ کر اس کا اعزاز و احترام کرتے رہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ برکاتِ دارین سے سرفراز ہوتے رہیں گے اور دین و ایمان کی سلامتی رہے گی۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے بادشاہ ہو گئے۔ اور قحط پڑا تو آپ کے بھائی صاحبان برسوں کے بعد غلہ لینے کے لیے "کنعان" سے مصر گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا تو بھائیوں نے بتایا کہ وہ نابینا ہو گئے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو اس خبر سے بڑا گہرا صدمہ پہنچا۔ اور آپ نے بھائیوں سے فرمایا کہ:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ	تم لوگ میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو گے تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

(پ ۱۳ - یوسف آیت ۹۳)

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کا کرتا لے کر کنعان گئے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر اس کو ڈال دیا۔ تو فوراً ان کی آنکھوں میں بصارت

Marfat.com

آ گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کے لباسوں اور ان کے تبرکات میں شفا بھی ہے اور یہ شفاء قرآن مجید سے ثابت ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اس کا انکار قرآن کا انکار ہے جو یقیناً کفر ہے۔

بہر حال بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام رکھنا یہ قرآن کا فرمان ہے اور صالحین کا طریقہ بھی۔ اس لیے بزرگوں کے تبرکات کو ہمیشہ احترام کی نظر سے دیکھتے رہنا اور ان کا ادب و اعزاز و اکرام کرنا لازم ہے۔ خداوند کریم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۴۸) بزرگوں کے قرب سے دعا قبول ہوتی ہے

بزرگوں کے قرب و جوار میں چونکہ رحمت خداوندی کا سایہ رہتا ہے۔ اس لیے وہ جگہ نزول رحمت کا مقام ہوتا ہے۔ لہٰذا اس جگہ بندوں کی دعاؤں کو ارحم الراحمین جلد قبول فرما لیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام بیت المقدس کے کونے کونے میں اولاد کی دعا مانگ چکے تھے۔ مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن جب حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ بی بی مریم کی محراب میں گرمی کے پھل جاڑوں میں اور جاڑے کے پھل گرمیوں میں آتے رہتے ہیں۔ تو ان کو خیال ہوا کہ بی بی مریم کی محراب میں بے موسم کے پھل ملتے ہیں تو میں بھی اب بوڑھا ہوں۔ اور میرے اولاد ہونے کا موسم نہیں رہا ہے۔ مگر شاید محراب مریم میں مجھے بغیر موسم کے اولاد کا پھل مل جائے۔ چنانچہ آپ نے خاص محراب مریم میں جہاں وہ عبادت میں مشغول تھیں اولاد کی دعا مانگی تو آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند عطا فرمایا۔ جن کا نام یحییٰ علیہ السلام ہے۔ یہ واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ۔

(۱) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ج قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ

یہاں (محراب مریم میں) پکارا زکریا نے اپنے رب کو۔ بولا۔ اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد دے۔ بے شک تو

Marfat.com

الدُّعَآءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ لا اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥

ہی دُعا کو سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے انہیں آواز دی۔ اور وہ نماز کی جگہ نماز پڑھ رہے تھے کھڑے ہو کر بے شک اللہ آپ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا۔ اور سردار ہوگا اور عورتوں سے ہمیشہ کے لیے بچنے والا۔ اور نبی ہوگا اور ہمارے خاصوں میں ہوگا۔

(پ ۳ - آل عمران آیت ۳۹)

اس قرآنی واقعہ سے ہمیں یہ روشنی ملتی ہے کہ بزرگوں کی عبادت گاہوں، اُن کے مزاروں، اُن کے خانقاہوں میں دُعاء مانگنی چاہیے۔ کیونکہ ان مقامات پر دعائیں مقبول ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ اس کی بہت ہی روشن دلیل ہے۔

(۲) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥

اور وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں (گناہ کریں) تو اے محبوب! وہ آپ کے حضور حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اس کی شفاعت فرمادیں۔ تو یقیناً وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

(پ ۵ - النساء آیت ۶۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ معاف کرانے کی دُعا روضہ اقدس پر ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ کی وفات اقدس کے بعد کا ایک واقعہ ہے کہ ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ اور قبر شریف کی خاک اپنے سر اور چہرے پر ملنے لگا۔ اور یوں عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم اس پر ایمان لائے۔ اور ہم قرآن پر بھی ایمان لائے۔ اُس قرآن میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ۔ تو میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کر لیا ہے۔ اور میں آپ کے

Marfat.com

حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرنے کے لیے آیا ہوں۔ تو یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ وہ اعرابی یہی دعا مانگتا رہا۔ کہ قبر شریف سے یہ آواز آئی کہ تیری بخشش ہو گی۔

اس واقعہ سے چند مسائل واضح ہو کر سامنے آ گئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو اس کے دربار میں اپنی حاجت روائی کے لیے وسیلہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے جو شرعاً جائز ہے۔

(۲) بزرگوں کی قبروں پر اپنی حاجت برآری کے لیے جانا بھی جائز ولک میں داخل اور خیر القرون کے مسلمانوں کا عمل رہ چکا ہے۔

(۳) بزرگانِ دین کو وفات کے بعد بھی لفظ "یا" سے پکارنا جائز، اور خیر القرون کے مسلمانوں کا معمول ہے۔

(۴) مقبولانِ بارگاہ الٰہی اپنی وفات کے بعد بھی لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے لوگوں کی حاجت روائی ہوا کرتی ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان ص۱۰۵ وغیرہ)

(۴۹) خاصانِ خدا دور سے سنتے، دیکھتے اور مدد کرتے ہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات اولیاء و شہدائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے سننے، دیکھنے کو ہرگز ہرگز اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ ہم لوگ تو قریب ہی کی چیزوں کو دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ بہت دور کی چیزوں کو نہ ہم لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ بہت دور کی پکار سن سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص محبوبوں کو ایسی روحانی طاقت عطا فرما دیتا ہے کہ وہ بہت دور کی چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں اور بہت دور کی آوازوں کو اپنی روحانی طاقت سے سن لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت سلیمن علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد رکھے جو ایک عالم اور ولی تھے کہ حضرت سلیمن علیہ السلام نے اپنے

Marfat.com

درباریوں سے فرمایا کہ کون ایسا ہے۔ جو ملک سبا سے بلقیس کے تخت کو بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے میرے دربار میں لا دے۔ تو حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ

(۱) اَنَا اٰتِیۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡكَ طَرۡفُكَ ؕ

میں اسے آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے ہی لا دوں گا۔

(پ۱۹ - النمل آیت ۴۰)

چنانچہ انہوں نے اپنی کرامت سے ایک سیکنڈ میں تخت کو لا کر حضرت سلیمن علیہ السلام کے دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ جس کا واقعہ کراماتِ اولیا کے زیر عنوان مفصل گزر چکا۔

غور کیجئے کہ بیت المقدس میں دربار کے اندر بیٹھے ہوئے سینکڑوں میل دور بلقیس کے تخت کو دیکھا نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ تو اُسے اُس کی جگہ سے لائے کیونکر؟ معلوم ہوا کہ انہوں نے پہلے اتنی دور سے تخت کو دیکھ لیا کہ وہ کہاں ہے۔ پھر ہاتھ بڑھا کر زمین کے اندر ہی اندر اس کو کھینچ لائے۔ اس قرآنی واقعہ کا کون انکار کر سکتا ہے؟ یا کون ہے جو اس میں شک کر سکتا ہے؟ اگر کوئی انکار یا شک کرے گا۔ تو قرآن کا منکر اور کافر ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک پتھر پر کھڑا کر کے آسمان و زمین اور جنت و دوزخ اور ساری کائنات کا مشاہدہ کرا دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

(۲) وَ كَذٰلِكَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لِیَكُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ ۝

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔

(پ۷ - الانعام آیت ۷۵)

Marfat.com

غور فرمائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی کو دیکھ لیا۔ سب کی آوازوں کو سُن لیا۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ کے احوال کو بھی دیکھ لیا اور مخلوق کے اعمال میں سے کچھ بھی اُن سے نہ چھپا۔ آپ کا یہ خداداد معجزہ تھا۔ کیونکہ آپ نبی تھے۔ اسی طرح اولیاء اللہ دور کی چیزوں کو دیکھتے اور دور کی آوازوں کو سُن لیتے ہیں۔ یہ اولیاء کی خداداد کرامت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵۰) غیر اللہ سے مدد مانگنی جائز ہے

غیر اللہ یعنی حضرات انبیاء و اولیاء و شہداء وغیرہ سے مدد مانگنی۔ اگر ان حضرات کو خدا کی طرح متصرف بالذات، اور قدرت و اختیار والا سمجھ کر کوئی ان حضرات سے مدد مانگے جب تو یقیناً یہ شرک ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھنے والا یقیناً مشرک ہے لیکن ان حضرات کو خدا کا بندہ مان کر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ان خاص بندوں سے مدد طلب کرنی کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور اللہ کے اذن و حکم سے مدد کرتے ہیں ہرگز ہرگز اس میں شرک کا کوئی شائبہ ہی نہیں بلکہ بلاشبہ یقیناً جائز ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اس مسئلہ کی روشن دلیلیں ہیں۔

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔

اے ایمان والو! دین خدا کے مدد گار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا۔ کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ تو حواری بولے کہ ہم ہیں جو دین خدا کے مدد گار ہیں۔

(پ ۲۸ - الصف آیت ۱۴)

اس آیت میں صاف صاف تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب کی۔ اور حواریوں نے اُن سے مدد کرنے کا اعلان بھی کر دیا۔ یہ غیر اللہ سے مدد مانگنی ہے۔

Marfat.com

(۲) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (پ۶۔ المائدہ آیت ۲) — اور نیکی و پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر باہم مدد نہ دو۔

اس آیت میں نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے سے مدد طلب کرنے کا نہایت ہی واضح طور پر فرمانِ خداوندی ہے۔

(۳) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ — اے نبی! اللہ آپ کو کافی ہے۔ اور یہ جتنے مسلمان آپ کے پیرو ہوئے۔ یہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کا مددگار ہے اور مسلمان بھی آپ کے مددگار ہیں۔

(۴) فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا ۝ (پ۱۶۔ الکھف آیت ۹۵) — تم لوگ طاقت سے میری مدد کرو، میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں۔

یہ حضرت ذوالقرنین کا مقولہ ہے۔ جب وہ مطلع الشمس کے سفر میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے باشندوں نے یاجوج و ماجوج اور اُن کی یلغار کی شکایت کی تو آپ نے اُن سے یہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی طاقت کے ذریعہ میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دوں کہ وہ نہ آسکیں۔ اس آیت میں ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے آدمیوں سے مدد مانگی۔

واضح رہے کہ حضرت ذوالقرنین حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ یہ ساری دنیا کے بادشاہ ہوئے۔ ان کا نام سکندر تھا۔ سکندریہ شہر کو انہوں نے ہی آباد فرمایا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام اُن کے وزیر اور علم بردار تھے۔ حضرت ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے اور نہ فرشتہ بلکہ وہ اللہ سے محبت رکھنے والے ایک بندے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا

Marfat.com

محبوب بنالیا۔ (خزائن العرفان ۳۶۲)

(۵) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے

اس آیت میں صبر اور نماز سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صبر و نماز غیر اللہ ہیں۔

اس مضمون کی بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ہیں۔ اور ان سب کا حاصل یہی ہے کہ غیر اللہ سے اس کو اللہ کا بندہ سمجھ کر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور اسی کے اذن و حکم سے ہماری مدد کر سکتا ہے۔ مدد طلب کرنے اور مدد مانگنے میں ہرگز ہرگز کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان لوگوں سے مدد مانگا کرو۔

یقین کیجئے کہ کوئی مسلمان بھی حضرات انبیاء و اولیاء سے ان لوگوں کو خداوند تعالیٰ کی طرح متصرف بالذات سمجھ کر مدد نہیں طلب کرتا۔ بلکہ ہر مسلمان ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہی سمجھ کر ان حضرات سے مدد مانگا کرتا ہے۔ لہٰذا خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک کہہ دینا۔ یہ بہت بڑا ظلم عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ ارکان اسلام

(۵۱) نماز

کلمہ اسلام کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن اعظم نماز ہے۔ یہ مسلمانوں پر فرض عین ہے کہ دو صورتوں کے سوا کسی حال میں بھی ساقط اور معاف نہیں ہو سکتا۔

اول: جنون یا بے ہوشی مسلسل اتنی لمبی ہو جائے کہ چھ نمازوں کا وقت گزر جائے مگر ہوش نہ آئے تو ان نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے۔ بلکہ یہ نمازیں معاف ہو جائیں گی۔

Marfat.com

دوم - عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو ایسی حالت میں نماز معاف ہو جاتی ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ کبھی بھی اور کسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہو سکتی۔ بیماری اگرچہ کتنی ہی شدید ہو مگر نماز معاف نہیں ہو سکتی۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر رکوع وسجدہ نہ کر سکتا ہو تو سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرے۔ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اگر لیٹ کر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس وقت بھی نماز معاف نہیں ہو گی لیکن وہ نماز پڑھنی موقوف کر دے گا۔ اور جب بھی تندرست ہو گا تو ان نمازوں کی قضا پڑھے گا۔ عین جنگ کی حالت میں بھی مجاہد نماز پڑھے گا۔ اگر گھوڑے پر سوار ہو اور اترنے کی مہلت نہ ہو تو گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے نماز پڑھے گا۔ اسی طرح گھمسان کی لڑائی میں بھی اشارہ سے رکوع وسجدہ کر کے نماز ادا کرے گا۔

قرآن مجید میں جس قدر نماز کے تاکیدی احکام، اور نماز چھوڑنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اتنی تاکید اور وعید کسی دوسری عبادت کے لیے نہیں آئی ہے۔ قرآن مجید کے بکثرت آیات نماز کی ترغیب وتاکید میں نازل ہوئی ہیں جن میں طرح طرح سے نمازوں کی تاکید، اور نماز چھوڑ دینے پر قسم قسم کے عذابوں کی تہدید و وعید وارد ہوتی ہیں۔

نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا بلکہ اس کی فرضیت میں شک کرنے والا کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اور ایک وقت کی بھی نماز چھوڑنے والا فاسق سخت گناہگار، قہر جبار و قہار و غضب جبار میں گرفتار، اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔ سلطانِ اسلام پر لازم ہے کہ اس کو قید کر کے جیل خانہ میں بند کر دے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔ بلکہ حضرت امام مالک وحضرات امام شافعی وحضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کرا دینے کا حکم ہے۔ (کتب فقہ)

خداوند عالم کا فرمان ہے کہ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ؁	بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقرر کیا ہوا فرض ہے۔

(پ ۵ - النساء آیت ۱۰۳)

Marfat.com

ایک دوسری جگہ قرآن مجید میں اس طرح فرمانِ ربانی ہے کہ :۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (پ ۲۔ البقرۃ۔ آیت ۲۳۸)	نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی۔ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

اسی طرح ایک جگہ قرآن مجید اس طرح فرمانِ ربانی ہے کہ :

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ○	تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھولے بیٹھے ہیں۔

(پ ۔ ۳۰ ۔ الماعون آیت ۵)

بہر حال مسلمان اگر اس بارے میں مسائل پر دھیان رکھیں تو انہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شریعت میں بعض نادر صورتوں کے سوا کسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہوتی۔ آج کل بعض مسلمان جو نمازی کہلاتے ہیں اُن کا یہ حال ہے کہ ذرا انہیں بخار یا درد سر ہوا تو نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ جب تک اشارے سے بھی نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ پڑھے تو وہ تارک الصلوٰۃ کی وعیدوں کی تہدید میں گرفتار اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نماز پڑھنے کی ہدایت اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۵۲) جماعت کی فضیلت

جماعت واجب ہے۔ بلا عذر شرعی ایک وقت کی بھی جماعت چھوڑنے والا سخت گناہ گار اور فاسق ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○	اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(پ ۱۔ البقرۃ۔ آیت ۴۳)

اس آیت میں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت، اور جماعت کی ترغیب کا بیان ہے

Marfat.com

رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔

(۵۴) امام قرائت کرے تو مقتدی خاموش رہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (پ ۹۔ الاعراف آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو۔ اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی، جس حال میں بھی قرآن مجید پڑھا جائے تو حاضرین پر فرض ہے کہ اس کو غور سے سُنیں۔ اور بالکل خاموش رہیں اس سے چند مسائل ثابت ہو گئے جن کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

(۱) نمازوں میں جب امام قرات کرے تو مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاموش رہیں اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ وغیرہ کچھ بھی نہ پڑھیں۔

(۲) جمعہ وعیدین اور نکاح کے خطبوں۔ اور واعظ کی مجلسوں میں تلاوت قرآن مجید کو خاموش ہو کر سُننا فرض ہے۔ اِن وقتوں میں حاضرین کا کچھ پڑھنا یا باتیں کرنا حرام ہے۔

(۳) قرآن خوانی کی مجلسوں میں سب لوگوں کا بلند آواز سے ایک ساتھ قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جب ایک آدمی بلند آواز سے قرآن پڑھے تو حاضرین پر واجب ہو جاتا ہے کہ خاموش رہ کر اس کو بغور سُنیں۔ اس لیے تیجہ، چہلم وغیرہ قرآن خوانی کی مجلسوں میں ضروری ہے کہ سب لوگ آہستہ قرآن مجید پڑھیں تاکہ ایک کی قرات دوسرے کے کان میں نہ پڑے۔ اور سب لوگ قرآن پڑھتے رہیں۔

Marfat.com

(۵۴) کافر اور منافق کی نماز جنازہ حرام ہے۔

کافر و منافق اور مرتدوں کی نماز جنازہ پڑھنی اور ان لوگوں کے دفن میں شریک ہونا حرام و ناجائز اور بہت بڑا گناہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

اور ان کافروں منافقوں میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا۔ اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک یہ لوگ اللہ اور رسول کے منکر ہوئے۔ اور فسق ہی میں مر گئے۔

(پ۔۱۰۔ التوبہ آیت ۸۴)

قادیانی۔ تبرائی رافضی۔ توہین رسالت کرنے والے وہابی وغیرہ سب کافر و مرتد ہیں۔ اور ان میں سے کسی کی بھی نماز جنازہ اور ان لوگوں کے دفن میں شریک ہونا حرام سخت حرام ہے۔

(۵۵) زکوٰۃ

نماز کے بعد سب سے اہم رکن عظیم زکوٰۃ ہے۔ نماز کی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی بکثرت احکام اور اس کے تارک کے بارے میں وعید کی آیتیں قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں۔ زکوٰۃ کا منکر کافر، اور زکوۃ نہ دینے والا فاسق مردود الشہادۃ اور سخت گناہ گار اور عذاب نار کا حق دار ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

نماز قائم رکھو۔ اور زکوۃ دیتے رہو۔

اور زکوۃ نہ دینے والوں کے بارے میں فرمان الٰہی ہے کہ:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِیْ

اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

Marfat.com

سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ۝ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡهَا فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰی بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ۝

(زکوٰۃ نہیں دیتے) انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو جس دن (قیامت کے دن) وہ آگ میں تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغی جائیں گی ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ (فرشتے کہیں گے) یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ تو اب چکھو مزہ اس خزانے کا۔

(پ۔۱۰۔التوبۃ آیت ۳۴۔۳۵)

ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا سکوں، اینٹوں، برتنوں، زیوروں غرض کسی شکل وصورت میں ہوں۔ ہر سال ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصّہ ادا کرنا فرض ہے۔

اسی طرح کھیتی اور پھلوں کی پیداوار میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ مگر کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ میں چالیسواں حصّہ فرض نہیں۔ بلکہ اگر کھیتی اور پھلوں کی پیداوار بارش یا چشمہ یا سیلاب کے پانی سے ہوئی ہو تو دسواں حصّہ۔ اور اگر ڈول یا پمپنگ یا نہروں اور نالوں سے کھینچ کر کھیتی اور پھل پیدا ہوئے ہوں تو بیسواں حصّہ زکوٰۃ میں ادا کرنا فرض ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَاٰتُوۡا حَقَّهٗ یَوۡمَ حَصَادِهٖ ۔

اور اس کا حق (زکوٰۃ) دو جس دن کھیت کٹے یا پھل توڑے جائیں۔

(پ۔۸۔الانعام آیت ۱۴۱)

اسی طرح سال کے اکثر حصّہ میں گھاس چر کر بسر کرنے والے جانوروں میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اور جن جانوروں کو سال کے اکثر حصّہ میں گھر سے چارہ کھلایا جاتا ہے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اونٹ کا نصاب یہ ہے کہ پانچ اونٹ سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں۔ اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری نر یا مادہ

ادا کرنا ضروری ہے۔ اور پورے پچیس اونٹ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک سال کا اونٹ کا بچہ دینا پڑے گا۔ اس کے آگے دوسرا حساب ہے۔ مگر اس زمانے میں اونٹ بکثرت پلنے کا رواج ہی نہیں۔ اس لیے اس کی تفصیل بیان کرنے کی اجازت ہی نہیں۔

گائے۔ بھینس۔ اگر تیس سے کم ہوں تو اس کی کوئی زکوٰۃ ہی نہیں۔ اور جب تیس پوری ہوں تو سال بھر کا ایک بچھڑا یا بچھڑی زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ اس سے زیادہ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک سال سے بڑا جانور دیا جائے گا۔ جس کی تفصیل کی ان دنوں کوئی ضرورت نہیں۔

بکریوں اور بھیڑوں میں اگر چالیس سے کم ہوں تو زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر پوری چالیس ہوں تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے۔ یعنی ان میں ایک وہی بکری ہے۔ اور اگر ایک سو اکیس ہوں تو دو بکریاں۔ دو سو تک یہی دو بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔ اور دو سو ایک بکری ہوں تو تین بکریاں اور چار سو ہوں تو چار بکریاں زکوٰۃ میں دینی پڑیں گی۔ اس کے بعد اگر اس سے زیادہ بکریاں ہوں تو ہر سو بکری پر ایک بکری زکوٰۃ میں دینی واجب ہے۔ بکریوں اور بھیڑوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نر زکوٰۃ میں دے یا مادہ مگر سال بھر سے کم کا نہ ہو۔

(۵۶) روزہ

روزہ بھی ارکان اسلام میں سے ہے۔ قرآن مجید میں اس کے لیے تاکیدی فرمان اور اس کے اجر و ثواب میں چند آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ روزے کی فرضیت کا منکر کافر، اور بلا عذر شرعی کے روزے کو چھوڑ دینے والا فاسق۔ سخت گناہ گار اور عذاب جہنم کا حق دار ہے۔

جو بدنصیب رمضان شریف میں بلا عذر شرعی علانیہ کھاتا پیتا ہو۔ اور اس طرح رمضان شریف کے احترام کو مجروح کرتا ہو۔ وہ اتنا بڑا مجرم ہے کہ سلطان اسلام اس کو قتل کرا سکتا ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں میں روزہ کی فرضیت کا بیان ہے۔ مثلاً یہ آیت خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ

Marfat.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔ جیسے تم سے اگلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم لوگ پرہیز گار بن جاؤ۔
(پ ۲ - البقرۃ آیت ۱۸۳)

روزے کی قسمیں:۔ شریعت میں روزے آٹھ قسموں کے ہیں۔(۱) فرض معین جیسے رمضان شریف کا روزہ (۲) فرض غیر معین جیسے رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارہ کا روزہ کہ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب چاہے ان دونوں روزوں کو رکھ لے (۳) واجب معین جیسے نذر معین کا روزہ مثلاً اس طرح منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں یکم رجب کو روزہ رکھوں گا تو اس پر لازم ہے کہ یکم رجب ہی کو روزہ رکھے (۴) واجب غیر معین۔ جیسے نذر مطلق۔ مثلاً یوں منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں کسی دن بھی ایک روزہ رکھوں گا۔ تو اس روزہ کے لیے کوئی دن مقرر نہیں۔ جب چاہے ایک روزہ رکھ لے (۵) نفل مسنون جیسے نویں دسویں محرم کو عاشورا کا روزہ (۶) نفل مستحب جیسے ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں، پندرھویں تاریخوں کا روزہ، اور عید الفطر کے بعد چھ دنوں کا روزہ۔(۷) مکروہ تنزیہی جیسے سنیچر کا روزہ رکھنا کہ اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے اس لیے یہ روزہ مکروہ تنزیہی ہے (۸) مکروہ تحریمی جیسے عید الفطر اور بقر عید کے دن اور بقر عید کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں۔ ان پانچوں دنوں میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

تمام روزوں میں سے سب سے زیادہ اہم اور رکن اسلام رمضان شریف کا روزہ ہے۔ جو ہر سال ماہ رمضان میں فرض ہے۔ عورت کو حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے وہ رمضان میں روزہ نہیں رکھے گی۔ مگر وہ رمضان شریف کے بعد ان روزوں کی قضا رکھے گی اور مریض و مسافر کے لیے رخصت ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں۔ لیکن رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا فرض ہے۔ مریض و مسافر اگر رمضان میں روزہ رکھیں تو افضل ہے۔

Marfat.com

(۵۷) حج

حج بھی اسلام کا رکن ہے جو ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت یقینی ہے۔ جو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اسکی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور جو مسلمان حج فرض ہو جانے کے بعد حج نہ کرے یا بلا وجہ شرعی اس میں دیر لگائے تو وہ فاسق اور سخت گناہ گار ہے۔ حج عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کرنا ہے۔ جو بیت اللہ تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

(پ۔ ۳۔ ال عمران آیت۔ ۹۷)

دوسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ

اور حج و عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔

(پ۔۲۔ البقرہ آیت ۱۹۶)

حج فرض ہونے کی شرطیں

حج فرض ہونیکی آٹھ شرطیں ہیں۔ جب تک یہ سب نہ پائی جائیں گی حج فرض نہیں ہو گا۔ (۱) مسلمان ہونا کافروں پر حج فرض نہیں۔ (۲) دارالاسلام میں ہونا۔ اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں ہو اور اس کو علم ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج بھی فرض فرمایا ہے تو اس مسلمان پر بھی حج فرض نہیں (۳) بالغ ہونا۔ نابالغ پر حج فرض نہیں۔ (۴) صاحب عقل ہونا۔ مجنوں یا پاگل پر حج فرض نہیں (۵) آزاد ہونا۔ غلام اور باندی پر حج فرض نہیں (۶) تندرست ہونا کہ حج کو جا سکے۔ اندھے اپاہج۔ فالج والے اور پاؤں کے کٹے ہوئے اور اتنے بوڑھے پر کہ سواری پر نہ بیٹھ سکے حج فرض نہیں (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا اور سواری پر قادر ہونا۔ بھیک مانگ

Marfat.com

کر اور پیدل حج کرنا فرض نہیں (۸) حج کا وقت ہونا یعنی حج کے مہینوں، شوال، ذیقعدہ، ذوالحج میں تمام شرائط پائے جائیں یہ آٹھ شرطیں تو وہ ہیں کہ جب تک یہ سب نہ پائی جائیں، حج فرض ہی نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ وجوب ادا کی تین شرطیں ہیں کہ وہ سب پائی جائیں تو خود حج کو جانا فرض ہے۔ اور اگر وہ سب نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا فرض نہیں ہے۔ بلکہ کسی دوسرے سے اپنا حج بدل کرا سکتا ہے یا وصیت کر سکتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے میرا حج بدل کرا دیا جائے۔

وجوب ادا کی تین شرطیں یہ ہیں۔ (۱) راستہ میں امن وامان ہونا۔ اگر جان ومال کی سلامتی کا غالب گمان ہو تو حج کو جانا فرض اور ضروری ہے اور اگر ہلاکت کا گمان غالب ہو تو حج کو جانا ضروری نہیں ہے۔ (۲) عورت کو مکہ مکرمہ تک جانے میں تین دن یا اس سے زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ اس کے شوہر یا اسکے کسی محرم کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ عورت بڑھیا ہو یا جوان اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر یا محرم کے بھی حج کو جا سکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ جیسے باپ یا بیٹا۔ حقیقی یا رضاعی بھائی۔ خسر۔ شوہر کا بیٹا۔ بشرطیکہ یہ لوگ عاقل بالغ ہوں اور فاسق نہ ہوں

(۳) قید میں نہ ہو۔ اور عورت حج کو جانے کے زمانے میں عدت کے اندر نہ ہو۔

(۵۸) کعبہ معظمہ کا طواف

کعبہ معظمہ کے طواف کی بہت بڑی فضیلت، اور اس کا اجر وثواب بہت بڑا ہے اور یہی وہ عبادت ہے جو مکہ مکرمہ کے سوا دوسری کسی جگہ ادا نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نفلی طواف بکثرت کرنا چاہیے۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں طواف کعبہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

اور لوگوں کو لازم ہے کہ اس آزاد گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔

(پ۔ ۱۷۔ الحج آیت ۲۹۔)

Marfat.com

حاجی کو خصوصیت کے ساتھ تین طواف کرنے ہوں گے

طوافِ قدوم۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد حج کی نیت سے جو سب سے پہلا طواف کیا جاتا ہے اس کا نام طوافِ قدوم ہے۔ اور یہ طواف سنت ہے۔

طوافِ زیارت۔ یہ طواف فرض اور حج کا رکن ہے۔ دسویں ذوالحجہ سے بارہویں ذوالحجہ غروب آفتاب سے پہلے تک اس کا وقت ہے۔

طوافِ وداع۔ مکہ مکرمہ سے وطن روانہ ہونے کے وقت یہ طواف ہر پردیسی کے لیے واجب ہے۔

عمرہ۔ یہ ہے کہ حدود حرم کے باہر مثلاً "مسجد عائشہ" یا "جعرانہ" وغیرہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے۔ اور سات چکر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور سات پھیرے صفا و مروہ کی سعی کرے۔ پھر حجامت بنوا کر احرام اتار دے، یہ ایک عمرہ ہو گیا۔

مکہ مکرمہ کے قیام کے درمیان جس قدر ہو سکے نفلی طواف اور عمرہ بکثرت کرتا رہے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ سے باہر یہ دونوں عبادتیں میسر نہیں ہو سکتیں۔ اور ان دونوں کا اجر و ثواب بہت عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ۔

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو ان دونوں عمروں کے درمیان ہوئے۔ اور حج مقبول کی تو جنت کے سوا کوئی اجر ہی نہیں ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۸)

(۵۹) روضۂ منورہ کی حاضری

مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اعظم کی حاضری اور روضۂ مقدسہ کی زیارت قریب بواجب ہے۔ لہٰذا خالص زیارت اقدس کی نیت سے حاضری دے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

Marfat.com

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اور اگر جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں، (گناہ کر لیں) تو اے محبوب! وہ تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں۔ تو ضرور اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان پائیں گے۔

(پ ۔ ۵ النساء آیت ۶۴)

اگر حج فرض ادا کرنے کے لیے گیا ہے۔ تو چاہیے کہ پہلے حج کر کے مدینہ طیبہ حاضری دے اور حج نفل کے لیے گیا ہے۔ تو اختیار ہے کہ حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضری دے۔ یا پہلے سرکار اعظم میں حاضری دے کر حج کی مقبولیت و ذریعہ کے لیے اس کو وسیلہ بنائے۔ اور اگر مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہو تو حج فرض اور حج نفل دونوں صورتوں میں بغیر روضہ منورہ پر حاضری دئے ہوئے حج کو چلے جانا سخت محرومی بدنصیبی ہے۔ لہذا لازم ہے کہ پہلے سرکار اعظم میں حاضری دے کر حج کے لیے آگے بڑھے اور اس حاضری کو حج کی مقبولیت کے لیے وسیلہ بنائے۔

(۶۰) سفر حج کے دوران تجارت

حج و زیارت کے سفر میں اگر کچھ خرید و فروخت کر لیں۔ اور تجارت کر کے کچھ نفع کما لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور حج و زیارت کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی بشرطیکہ حج و زیارت کے آداب و مستحبات میں کوئی خلل نہ پڑے۔ اس زمانے میں بعض لوگ اس تجارت کو بہت برا سمجھ کر حاجیوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے بارے میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو (تجارت سے نفع اٹھاؤ) تو

مِنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کو یاد کرو مشعر حرام کے پاس۔ اور اس کا ذکر کرو۔ جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی۔ اور یقیناً اس سے پہلے تم لوگ بہکے ہوئے تھے۔

(پ۔۲۔البقرۃ آیت۔ ۱۹۸)

اور قرآن مجید کی دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ج

اور لوگوں میں حج کا اعلان عام کر دو۔ وہ تمہارے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ وہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں: تاکہ لوگ اپنا فائدہ اٹھائیں۔ اور اللہ عزوجل کا نام لیں معین دنوں میں اس پر کہ انہیں روزی دے بے زبان چوپائے۔

(پ۔ ۱۷۔ الحج آیت ۲۸)

اس آیت پر منافع سے مراد دینی و دنیوی دونوں فائدے ہیں۔ جو اس عبارت کے ساتھ خاص ہیں۔ دوسری عبارت میں نہیں پائے جاتے۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۳۹۹)

اس لیے حاجی اگر سفر حج کے دوران خرید و فروخت کر کے کچھ نفع اٹھا لے۔ تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہاں البتہ یہ دھیان رکھے کہ تجارت کو اس مبارک سفر کا مقصود اصلی نہ بنائے۔ بلکہ حج و زیارت ہی کی نیت سے یہ مقدس سفر کرے۔ اور تجارت میں مشغول رہ کر حج و زیارت کا کوئی رکن و واجب فوت نہ ہونے دے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

Marfat.com

(۹) جہاد کا بیان

کافروں سے جہاد کرنا، اور اس راہ میں مال و سامان سے مدد کرنا بہترین اور بہت ہی بلند مرتبہ عبادت ہے۔ لیکن جہاد کے کچھ شرائط ہیں جو اس وقت نہیں پائی جاتیں اس لیے اس وقت جہاد کا سلسلہ بند ہے۔ مگر اب بھی اگر کفار مسلمانوں کی بستیوں پر حملہ کر دیں تو مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ ان سے جنگ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝

یقیناً اللہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ رانگا پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

(پ۔ ۲۸۔ الصف آیت ۴)

(۶۱) جہاد سے فرار حرام ہے

خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ:-

(۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اے ایمان والو! جب کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو۔ اور جو اس دن انھیں پیٹھ دے۔ مگر لڑائی کا ہنر کرنے۔ یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کو ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

(پ۔ ۹۔ الانفال آیت ۱۶)

Marfat.com

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کی یاد بہت کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔
(پ ۱۰۔ الانفال آیت ۴۵)

دونوں آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب کفار کی فوجوں سے مسلمانوں کا مقابلہ ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ثابت قدم رہ کر جنگ کریں۔ اور سوائے دو صورتوں کے پیٹھ پھیرنا مسلمانوں کے لیے حرام ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ پینترا بدلنے کے لیے منہ پھیریں دوسری صورت یہ ہے کہ اسلامی لشکر پیچھے رہ گیا ہے اور خود آگے بڑھ گئے ہیں تو پلٹ پھر کر ان سے جا ملنے کی اجازت ہے۔ باقی جنگ سے بھاگنے کے لیے پیٹھ پھیرنا تو قطعاً حرام ہی ہے۔ ہاں اگر کفار کا لشکر تعداد میں مجاہدین کے دوگنا سے بھی زیادہ ہو جائے تو اس وقت مسلمان مجاہدین کو پیچھے ہٹ جانے کی رخصت ہے مگر جب تک کفار مجاہدین سے دوگنا ہیں اس وقت تک مسلمانوں کو لڑتے رہنا فرض ہے اور بھاگنا حرام ہے۔

۶۲۔ دورانِ جنگ فوجی خدمت فرض ہے

ارشادِ خداوندی ہے کہ:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو۔ تو تم بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی؟ اور جتنی دنیا کا سامان تو آخرت کے سامنے بہت ہی تھوڑا ہے اگر تم کوچ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سخت سزا دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو لائے گا۔

Marfat.com

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(پ ۱۰۔ التوبہ آیت ۳۸، ۳۹)

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جب امیر المومنین تم مسلمانوں کو جہاد میں چلنے کا حکم دیں تو مسلمانوں کو لازم و فرض ہے کہ جہاد کے لیے چل پڑو۔ اور جو مسلمان بشرطیکہ جہاد کا اہل ہو اگر جہاد کے لیے نہ جائے گا تو وہ جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہو گا۔

(۶۳) جنگ دفع فتنہ کے لیے ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ط فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○

اور ان (کافروں) سے لڑو۔ یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ اور ایک اللہ کی عبادت ہو۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

(پ ۲۔ البقرۃ۔ آیت ۱۹۳)

مطلب یہ ہے کہ اسلامی جہاد اور جنگ صرف اسی لیے ہے کہ خدا کی زمین سے فتنہ و فساد ختم ہو جائے۔ اگر کفار اپنے فتنہ و فساد سے باز آ جائیں اور صرف ایک خدا کی ہر جگہ عبادت ہونے لگے تو جہاد کی ضرورت ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶۴) جہاد کی تیاری

اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

اور ان (کفار) کے لیے تیار رکھو جو قوت بھی تمہیں بن پڑے۔ اور جتنے گھوڑے تم باندھ کر ان کے دلوں میں ڈھاک بٹھاؤ

Marfat.com

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ۔ جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہے۔

(پ ۱۰۔ الانفال آیت ۶۰)

مطلب یہ کہ مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لیے غافل وکاہل نہیں بنے رہنا چاہیے۔ بلکہ نشانہ بازی اور تیر اندازی، اور گھوڑوں کی سواری وغیرہ سامان جنگ کی تیاری کرتے رہنا چاہیے، تاکہ دشمنوں کے دلوں میں دھاک بیٹھی رہے اور وہ تم پر حملہ آور ہونے کی ہمت ہی نہ کر سکیں۔ پہلے کے مسلمانوں کا قرآن کی اس آیت پر عمل تھا کہ وہ اس کو اپنی تمام ضروریات زندگی پر مقدم رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ کفار کے حملوں سے محفوظ رہتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج کل کے مسلمان عیش وعشرت اور عیاشی وفحاشی اور طرح طرح کے لہو ولعب میں پانی کی طرح اپنی دولت اور صحت وطاقت کو برباد کر رہے ہیں اور اپنی حفاظت اور اپنے دماغ سے بالکل ہی غافل وکاہل بن بیٹھے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہلاکت وبربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور ان کو اچھے کاموں کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(۶۵) نابینا وغیرہ پر جہاد فرض نہیں

اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں اپنا یہ فرمان نازل فرمایا کہ:۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ۔ اندھے میں (جہاد کے معاملہ میں) کوئی تنگی نہیں ہے، نہ لنگڑے پر کوئی مضائقہ ہے نہ بیمار پر کوئی مواخذہ ہے۔

(پ ۲۶۔ الفتح آیت ۱۷)

یعنی معذوروں پر جہاد میں نہ جانے کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں ہے اور ان لوگوں کے لیے جہاد میں حاضر نہ ہونا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی معذوریاں مانع ہیں۔ نہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ نہ ان کے حملوں سے بچنے اور بھاگنے پر قدرت رکھتے ہیں، اسی طرح ہر مسلمان جو معذور ہیں، مثلاً بہت ضعیف، بوڑھا، کھانسی اور دمہ کا مریض، ٹی۔ بی

Marfat.com

کا مریض، اپاہج یا وہ شخص جو کسی وجہ سے چل پھر نہ سکتا ہو۔ یا اس کے لیے چلنا پھرنا دشوار ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ عذر جہاد سے روکنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی اعذار ہیں۔ جیسے انتہائی غریبی و مفلسی جس سے سفر کے ضروری حوائج پر قدرت نہ رکھنا۔ یا ایسے ضروری اشغال جو سفر سے مانع ہوں۔ جیسے کسی ایسے مریض کی خدمت جس کی خدمت اس پر لازم ہو۔ اور اس کے سوا دوسرا کوئی اس کو انجام دینے والا نہیں۔ تو ان سب معذوروں پر جہاد فرض نہیں، اگر یہ لوگ جہاد میں نہ جائیں تو ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۔ احکامِ مساجد

(۶۶) صرف مسلمان ہی مسجد تعمیر کریں

مسجدوں کو تعمیر کرنا صرف مسلمانوں کا کام ہے۔ کافر کی بنائی ہوئی مسجد ہرگز ہرگز مسجد نہیں ہے۔ بعض سیاست زدہ مسلمان ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے مسجد کی تعمیر میں کفار کا چندہ لے کر مسجد میں لگا دیا کرتے ہیں۔ یہ بالکل حرام و ناجائز ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف فرمان ہے کہ:۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۞ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى

مشرکوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ خود اپنے کفر کی گواہی دیتے ہوئے۔ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ کی مسجدیں تو صرف وہ لوگ آباد کریں گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔ اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ تو قریب

Marfat.com

اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں (پ۱۰۔التوبہ آیت۔۱۷-۱۸)

اسی طرح مشرکین کے علاوہ تمام غیر مسلموں، یہودیوں، نصرانیوں، اور تمام مرتدین قادیانیوں تبرائی شیعوں، اور توہین نبوت کرنے والے وہابیوں وغیرہ کی بنوائی ہوئی مسجدیں بھی درحقیقت مساجد نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں کی رقمیں بھی مساجد کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں ہے۔ یہ دینی و ایمانی مسائل ہیں۔ لہذا مسلمانان اہل سنت کو خاص طور سے اس کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس دور میں مدینہ منورہ کے منافقوں نے مدینہ منورہ میں ایک مسجد بنائی تھی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی آیت اتری کہ اے محبوب! آپ اس مسجد میں ہرگز نہ کھڑے ہوں۔ اور قرآن نے اس مسجد کو "مسجد ضرار" کہا۔ اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے صحابہ کرام کو بھیج کر اس مسجد کو منہدم کرا کر جلا ڈالا۔ کیونکہ کافروں اور منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد درحقیقت مسجد ہی نہیں ہے۔ اس لیے اس کا کوئی احترام نہیں کیا گیا۔

اس دور میں ہم کو یہ طاقت و قدرت تو نہیں ہے کہ بد مذہبوں کی بنائی ہوئی مسجدوں کو ڈھا سکیں یا جلا سکیں۔ مگر یہ تو ہم کر ہی سکتے ہیں کہ مرتدین کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں لہذا یہ ضرور اپنے لیے لازم سمجھیں۔ اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرتے رہیں۔

(۶۷) مسجدوں کو صاف و ستھری رکھیں

مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کی صفائی، ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ

اور ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر (کعبہ) کو خوب ستھرا کرو۔ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود

Marfat.com

السُّجُوْدِ ٥ والوں کے لیے۔

(پ۔۱۔البقرۃ آیت ۱۲۵)

مسجد میں کوئی نجاست یا کوڑا کچرا ڈالنا۔ یا کوئی بدبو کرنے والی چیز لے کر مسجد میں جانا حرام ہے۔ مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور خراب چیزوں سے بچانا ضروری ہے۔ مسجدوں میں سے کبوتروں، چڑیوں اور ابابیلوں کے گھونسلوں کو نکال کر پھینک دینا لازم ہے تاکہ مسجدیں ان کی بیٹوں سے گندی نہ ہونے پائیں۔ اور مسجد کے احترام کی وجہ سے مسجدوں میں جھاڑو دے کر اس کے کوڑے کو کسی گندی جگہ میں نہ پھینکیں۔ بلکہ کہیں صاف جگہ پر ڈالیں۔ یا دفن کر دیں۔

مسجدوں میں جھاڑو لگانا۔ اور صفائی ستھرائی کرنے کی فضیلت اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ۔

ایک حبشی مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اس کو یاد فرمایا۔ اور لوگوں سے پوچھا کہ وہ آدمی کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس کا رات میں انتقال ہوا۔ اور لوگوں نے اس کو اہمیت نہیں دی۔ اور رات ہی میں اس کو دفن کر دیا۔ اس لیے آپ کو مطلع نہیں کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس کی قبر تک میری راہنمائی کرو۔ پھر آپ اس کی قبر پر تشریف لائے۔ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۷۸)

سبحان اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کی رحمت عالم کی نظروں میں کتنی عزت و وقعت تھی کہ آپ نے اس کے دفن کی اطلاع نہ دینے والوں پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی قبر پر تشریف لے جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ظاہر ہے کہ یہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کی کتنی بڑی سعادت اور کتنی عظیم فضیلت ہے۔

Marfat.com

بعض مسلمان مسجد میں جھاڑو دینے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور بعض مسلمان مسجد میں جھاڑو دینے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی اور محرومی ہے کہ ثواب کے کام کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ثواب کا کام کرنے والوں کو حقیر جانتے ہیں۔ کاش وہ لوگ اوپر کی حدیث و آیت سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔ خداوند کریم سب کو ہدایت کا نور عطا فرمائے۔ (آمین)

(۶۸) مقاماتِ مقدسہ کا ادب

جن مقامات کو اللہ تعالیٰ یا اس کے محبوب بندوں سے کوئی نسبت و تعلق ہو وہ جگہیں بلاشبہ برکت و عظمت والی ہیں۔ مثلاً مسجدیں، بزرگوں کے مزارات۔ ان کی عبادت گاہیں ان کی پیدائش کی جگہیں، ان کے تبرکات، ان کے مکانات یہ سب مقامات قابل ادب و احترام ہیں۔ اور ان کے اعزاز و اکرام اور عزت و احترام کا ثبوت قرآن مجید سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقام طویٰ" پر پہنچنے کے وقت یہ حکم فرمایا:۔

(۱) فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ (اے موسیٰ) آپ اپنے جوتے اتار دیجیے کیونکہ آپ ایک پاک جنگل طویٰ میں ہیں۔

(پ ۔ ۱۶ ۔ طٰہٰ آیت ۱۲)

طُویٰ" وہ مقدس جگہ ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی اور ان پر پہلی وحی اتری۔ آپ اپنی بیوی صاحبہ کے ہمراہ اپنی والدہ سے ملاقات کرنے کے لیے "شہر مدین" سے مصر تشریف لے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے "کوہ طور" کے مغربی جانب پہنچے اس وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ یہ رات اندھیری تھی۔ برف پڑ رہی تھی، سردی شدید تھی، آپ کو دور سے ایک آگ نظر آئی۔ آپ آگ لینے گئے۔ تو وہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پکار کر نبوت کا اعزاز عطا فرما دیا۔

(خزائن العرفان ص ۳۷۳)

Marfat.com

بہر حال جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی طوی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس جگہ کے ادب و احترام کے لیے جوتے اتارنے کا حکم فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ کے ادب و احترام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔

(۲) اسی طرح جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "مقام تیہ" سے بیت المقدس جانے کا حکم دیا تو بحکم خداوندی آپ نے بنی اسرائیل کو یہ ہدایت دی کہ:۔

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو کہ ہمارے گناہ معاف ہوں۔ تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ اور قریب ہے کہ ہم نیکو کاروں کو اور زیادہ دیں۔

(پ۔۱۔ البقرہ آیت ۵۸)

بیت المقدس کے پھاٹک پر سجدہ کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں داخل ہونے کا حکم بیت المقدس کی تعظیم اور اسکے ادب و احترام کے لیے تھا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے نزول کی خاص جگہیں ہیں۔ وہاں توبہ کرنا اور عبادتیں کرنا بہت جلد مقبولیت کا سبب ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ ہدایت دی کہ بیت المقدس کے دروازہ پر سجدہ کرتے ہوئے وہ اپنے گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں تاکہ ان کی دعائیں مقبول ہو جائیں۔

(۳) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتون، کوہ طور و مکہ مکرمہ کو ان میں اپنی قدرت اور رحمت کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کی عزت و عظمت کا اعلان کرنے کے لیے ان چاروں قسم کی یاد فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝

انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی قسم۔

(پ۔۳۰۔ التین آیت ۲، ۳)

Marfat.com

الحاصل اس قسم کی بہت سی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مقامات مقدسہ ادب واحترام کرنا عظمت اسلام کا نشان و مومن کی پہچان، اور اللہ و رسول کا فرمان ہے، اور مقامات مقدسہ کی بے ادبی اور توہین، گمراہی اور شیطان کی سرکشی وطغیان اور برکتوں سے محرومی، اور دونوں جہان میں حرمان وخسران کا سامان ہے۔ اسی ادب و بے ادبی کو دیکھ کر مسلمانوں کو مان لینا چاہیے کہ کون خوش نصیب اور صاحب ایمان ہے۔ اور کون بدنصیب پیر و شیطان ہے کیونکہ یہ صاحبانِ ایمان اور اخوان الشیطان کا بہت ہی کھلا ہوا نشان حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا کہ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

یعنی ہم تو خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ کیونکہ ہر بے ادب خدا کے فضل سے محروم ہی رہتا ہے۔ سبحان اللہ! کتنی سچی ہے بزرگوں کی بات کہ۔

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

(۱۱) نکاح کا بیان

(۶۹) نکاح سُنّتِ انبیاء ہے

اگر نکاح کے حقوق ادا کرنے کی قدرت ہو تو نکاح کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور اس میں اجر و ثواب ہے۔ جو لوگ حقوق نکاح ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے نکاح نہیں کرتے اور لنگوٹ بند لنگوں اور سادھوؤں کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی سنت کے تارک اور اس کے اجر و ثواب سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ!۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ اور بے شک (اے محبوب) ہم نے

Marfat.com

قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط

آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے بنائے
(پ ۲۳۔ الرعد آیت ۳۸)

یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ بیبیوں اور بچوں والا ہونا اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی مقدس سنت ہے۔

(۷۰) ازدواجی زندگی کی اصل روح

نکاح کرنے اور بیوی رکھنے کی اصل روح یہ ہے کہ زندگی کا سکون میسر ہو۔ اور میاں بیوی کی باہمی مشفقانہ محبت و پیار سے انسانوں کی دنیاوی زندگی سکون قلب و اطمینان روح کی جنت بن جائے۔ نکاح کا اصل مقصد شہوت پوری کرنا نہیں ہے اور نہ عورتوں سے لونڈیوں کی طرح خدمت لینا مقصود ہے۔ کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرے۔ نہ ازدواجی زندگی کا یہ مقصد ہے کہ شوہر محنت و مشقت کر کے کمائے۔ اور بیوی شوہر کی کمائی اور دولت کو بے دردی کے ساتھ فضول خرچیوں میں برباد کرتی رہے۔ اور جب شوہر تھکا ماندہ ہو کر باہر سے گھر میں آئے تو بیوی اپنے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کا دل زخمی کرتی رہے۔ اور خود دن رات پلنگ پر بیٹھی گال بجاتی اور پان چباتی رہے۔ اور شوہر کی کوئی خدمت اور دلداری نہ کرے۔ نہ گھریلو کاموں میں کوئی حصہ لے۔ بلکہ نکاح کا مقصد اعلیٰ اور ازدواجی زندگی کی روح کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا کہ:-

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ٥

اور (خدا) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا فرمادے کہ تم ان سے سکون پاؤ۔ اور تمہارے درمیان آپس میں محبت و رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

دھیان کرنے والوں کے لیے۔

(پ ۲۱۔ الروم آیت ۲۱)

بہر حال اسلام میں ازدواجی زندگی کا جو اعلیٰ تصور ہے وہ بلا شبہ اقوام عالم کے لیے سرچشمہ ہدایت اور خیر و برکت کے ساتھ سکون و راحت کی جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسلام کے قوانین رحمت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۱۷) چار عورتوں سے نکاح کب؟

جو شخص چار عورتوں کے حقوق نکاح یعنی کھانا، کپڑا، رہنے کے لیے مکان، جماع کی قدرت و طاقت رکھتا ہو اور سب عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں عدل اور برابری قائم پر بھی قادر ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ چاروں عورتوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ اور کوئی شخص ان شرائط پر پورا نہ اترتا ہو تو اس کے لیے چار عورتوں کو ایک ساتھ رکھنا حرام و ناجائز اور گناہ ہے۔ اگر کوئی ایک ہی عورت کے حقوق ادا کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہو تو وہ صرف ایک ہی عورت نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ جو ملحدین اور مغرب زدہ مرد اور عورتیں اسلام میں چار عورتوں کے رکھنے پر طعن و تشنیع اور اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ انہیں قرآن کریم کی اس آیت کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ان کی نگاہوں سے جہالت کے پردے اٹھ جائیں اور اسلام کے قوانین رحمت کا سورج انہیں نظر آنے لگے۔ قرآن مجید میں صاف صاف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۭ ذٰلِکَ

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے۔ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔ یا کنیزیں رکھو جن کے تم مالک ہو۔

Marfat.com

اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا ہ — یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

(پ ۴۔ النساء آیت ۳)

غور کیجئے کہ ایک عورت سے زیادہ رکھنے کے لیے خداوند عالم نے کتنی شرطیں رکھیں ہیں کہ عورتوں کے تمام حقوق ادا ہوں۔ اور سب بیبیوں کو برابری کے ساتھ ان کے حقوق دیتا رہے۔ اور اگر یہ سب شرطیں پوری نہ کر سکتا ہو۔ تو اس کیلئے صرف ایک ہی عورت سے نکاح کی اجازت ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک بیوی کے حقوق بھی ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کیلئے نکاح کرنا ہی حرام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ — اور چاہیے کہ بچے رہیں۔ وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مقدور والا کر دے۔

(پ ۱۸۔ النور آیت ۳۳)

کتنا واضح اور صاف صاف ارشاد ہے کہ جس شخص کو حقوق نکاح ادا کرنے کا مقدور ہی نہ ہو۔ وہ اس وقت تک نکاح نہ کرے جبتک مقدور والا نہ ہو جائے۔ بہر حال اعتراض کرنے والے بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اسلام میں ہر شخص کو چار نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ حاشا حاشا یہ بالکل ہی غلط ہے۔ آپ قرآن کا فرمان سن چکے کہ ایک ساتھ چار بیویاں رکھنے کے لیے خداوند عالم نے بہت سی شرطیں رکھی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک بیوی رکھنے کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں کہ اگر وہ نہ پوری ہو سکیں تو ایک عورت سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ وہ صبر کرے یا کنیز پر اکتفا کرے۔

تعدادِ ازواج کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے خاص خاص صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ ایک شخص کو چند بیویاں رکھنے کی جو رخصت و اجازت دی ہے۔ یہ بہت ہی حکیمانہ فیصلہ ہے جو عورتوں کے حق میں رحمتوں کی جنت ہے کیونکہ بعض اوقات جنگوں یا دوسرے اسباب کی بنا پر مردوں کی تعداد کم، اور عورتوں کی تعداد

زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو اگر مردوں کو ایک عورت سے زیادہ رکھنے کی اجازت نہ ہوتی تو بہت سی عورتیں بلا شوہر کے رہ جاتیں۔ جس سے بے شمار معاشی اور سماجی مسائل کا سامنا ہو جاتا۔ جن کو دنیا کے بڑے بڑے عقلا اور دانشور حل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے اسلام نے یہ قانون رحمت عطا فرمائے۔ کہ بعض صورتوں، اور بعض حالات میں چند شرائط کے ساتھ ایک مرد چند عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ تاکہ کوئی عورت بلا شوہر کی نہ رہ جائے مگر افسوس کہ کچھ لوگوں نے اس رحمتوں کی جنت کو اپنی کم عقلی یا غلط فہمی سے رحمتوں کا جہنم سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور ہدایت کی سیدھی شاہراہ پر چلائے۔ (آمین)

(۲) کسی عورت پر جبر جائز نہیں

کسی عورت سے زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ کسی عورت کو مالدار دیکھ کر زبردستی اس کو بیوی بنا لیتے تھے تاکہ اس عورت کا مال انکے ہاتھ لگ جائے۔ اسلام نے اس ظالمانہ دستور کو حرام قرار دے کر عورتوں پر احسان فرمایا کہ بے عیر عورت کی رضامندی کے بغیر ہرگز ہرگز جبراً کوئی مرد کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا چنانچہ قرآن میں خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ:۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۔

(پ ۴۔ النساء آیت ۱۹)

(۳) عورت کو بعض ناپسندیدہ خصلتوں سے درگزر کرو

تقریباً ہر عورت میں کچھ اچھی خصلتیں اور کچھ بری عادتیں ہوا کرتی ہیں۔ کبھی کوئی عورت شوہر کو پسند ہوتی ہے۔ اور کبھی عورت کی کوئی ادا شوہر کو پسند نہیں ہوتی ہے۔ تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عورت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اگر عورت کی کوئی

Marfat.com

خصلت اور کوئی ادا تمہیں ناپسند ہو تو اس سے درگزر کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس عورت میں تمہارے لیے بہت زیادہ خیر اور بھلائی رکھی ہو۔ جس کو تم نہیں جان رہے ہو چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○

اور عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت زیادہ بھلائی رکھے ہوئے ہو۔

(پ-۴-النساء آیت ۱۹)

چنانچہ اس فقیر کا تجربہ شاہد ہے کہ ایک صاحب کی بیوی بڑی خدمت گزار اور نیک مزاج تھی، مگر وہ ذرا سانولی تھی۔ اس لیے شوہر کو وہ بیوی پسند نہیں تھی۔ مگر خدا کی رضا کہ اس عورت کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو دو فرزند عطا فرمائے اور اس عورت کی خوش نصیبی سے شوہر کی صحت و دولت میں بھی بہت خیر و برکت رہی۔ پھر اس بیوی کا انتقال ہو گیا۔ تو شوہر صاحب نے دوسری عورت سے نکاح کیا۔ یہ عورت چونکہ بہت گوری اور نہایت حسین تھی اس لیے شوہر صاحب اس پر لٹو ہو گئے۔ اور دن رات احباب سے اس کی خوبیوں کی کہانیاں سناتے رہے۔ مگر خدا کی شان کہ یہ بانجھ نکلی، عمر بھر اس کے شکم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور یہ عورت اس قدر فضول خرچ اور بدنصیب ثابت ہوئی کہ شوہر کی سرکاری نوکری بھی چھوٹ گئی اور مالی کوفت اور دن رات کی گھٹن سے شوہر کی صحت بھی برباد ہو گئی۔ اس وقت انھیں بار بار قرآن کریم کا ارشاد یاد آتا تھا کہ:

اگر تمہاری بیوی تمہیں پسند نہ آئے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند نہ ہو۔ مگر اس میں اللہ بہت زیادہ بھلائی رکھے ہوئے ہو۔

اس لیے ہر شوہر کو لازم ہے اگر بیوی کی کوئی ادا اس کو پسند نہ ہو تو ہرگز ہرگز اس کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرے، بلکہ صبر کرے اور سمجھ لے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اس بیوی میں میرے لیے کوئی خیر کثیر اور بہت بڑی بھلائی رکھی ہو۔ جو دوسری عورت میں مجھے

Marfat.com

نہ ملے گی۔ اگر قرآن مجید کے اس سنہرے مشورہ پر عمل کرے گا۔ تو نہ طلاق جیسے ناپسندیدہ کام کی نوبت آئے گی نہ کوئی ذہنی کوفت، اور قلبی گھٹن رہے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بہت جلد خیر کثیر کا جلوہ بھی دیکھ لے گا۔

(۴۷) اگر عورت نافرمان ہو تو شوہر کیا کرے

اگر خدانخواستہ کسی کی بیوی نافرمان اور شریر ہو تو شوہر کو چاہیے کہ پہلے اس کو نصیحت کرے۔ پھر بھی اگر اس کی نافرمانی ختم نہ ہو تو شوہر کو چاہیے کہ اس کے ساتھ سونا چھوڑ دے۔ اگر یہ ترکیب بھی کارگر نہ ہو تو شوہر کو اجازت ہے کہ ہلکی مار سے عورت کو سزا دے سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَہُنَّ فَعِظُوْہُنَّ وَاہْجُرُوْہُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْہُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْہِنَّ سَبِیْلًا ط	اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو اور ان سے الگ سوؤ۔ اور انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔

(پ ۵۔ النساء آیت ۳۴)

مطلب یہ ہے کہ عورت کی نافرمانی دیکھ کر فوراً ہی اس کو طلاق دے کر الگ نہ کر دے، بلکہ شوہر پر لازم ہے کہ مذکورہ بالا طریقوں سے عورت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے، جب کسی طرح عورت راہ راست پر نہ آئے۔ تو ایک پنچ شوہر کی طرف سے اور ایک پنچ عورت کی طرف سے مقرر کیا جائے۔ اور یہ دونوں میاں بیوی میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر ان دونوں پنچوں میں صلح کرانے کا جذبہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں میل جول کرا دے گا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَہْلِہٖ وَ	اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے

Marfat.com

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے دونوں پنچ اگر صلح کرانا چاہیں گے۔ تو اللہ ان میں میل جول کرا دے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(پ۔ ۵۔ النساء آیت ۳۵)

جب کسی طرح سے میاں بیوی میں صلح وصفائی نہ ہو سکے تو۔ اور نباہ کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہ جائے تو اس وقت شوہر کو اجازت ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے کر اس کا راستہ خالی کر دے، مگر خوب سمجھ لو کہ اگرچہ بعض صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کو حلال ومباح قرار دیا ہے۔ اور بعض صورتوں میں طلاق کو مستحب قرار دیا ہے مثلاً جب کہ عورت شوہر کو یا اس کے اعزہ واقارب کو ایذا دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے۔ مثلاً شوہر نامرد ہیجڑا ہے کہ جماع کرنے پر قادر ہی نہیں ہے۔ اور اس کے علاج کی بھی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا عورت کو سخت تکلیف دینا ہے۔ مگر پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(مشکوٰۃ ج ۲۔ صـ ۲۸۳ بحوالہ ابوداؤد)

(۷۵) لواطت حرام ہے

اپنی بیوی یا کسی دوسرے، مرد یا عورت کے ساتھ لواطت یعنی اسکے پیچھے کے مقام میں جماع کرنا حرام وگناہ اور جہنم میں جانے کا کام ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے یہ گندا دھندا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے شروع کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو نصیحت کر کے اس بدفعلی سے بہت روکا مگر جب ان کی قوم اس گناہ سے باز نہ آئی تو ان لوگوں پر خدا کا عذاب اتر پڑا۔ پہلے ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ پھر فرشتوں نے ان کی بستیوں کو زمین سے اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ۔

Marfat.com

(۱) وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ط فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اور لوط (علیہ السلام) کو بھیجا۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے ساری دنیا میں کسی نے نہ کی۔ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو۔ عورتیں چھوڑ کر۔ بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے ہیں۔ اور ان کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا۔ مگر یہی کہنا کہ ان کو بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں۔ تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دی۔ مگر ان کی عورت کہ وہ رہ جانے والوں میں سے ہوئی اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) ایک مینھ برسایا۔ تو دیکھ لو کہ کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

(پ ۸۔ الاعراف آیت ۸۰۔۸۱۔۸۲۔۸۳۔۸۴)

مذکورہ بالا آیات سے اس فعلِ بد کی شناعت وقباحت اور اس کی حرمت وممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے صحبت کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

(۲) نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ۔

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں۔ تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو۔

(پ ۲۔ البقرہ آیت ۲۲۳)

جس طرح کھیتیوں سے اناج کی پیداوار ہوتی ہے اسی طرح عورت اگلے مقام سے اولاد کی پیداوار ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ یعنی عورت کے اگلے مقام میں جس طرح چاہو صحبت کرو۔ عورت کا اگلا مقام ہی حرث (کھیتی) ہے پچھلا مقام

Marfat.com

تو "حرث" (کھیتی) نہیں بلکہ وہ تو "فرث" (گندگی کی جگہ) ہے لہذا اس میں صحبت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اس لیے وہ حرام وگناہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حیض کی حالت میں عورتوں سے صحبت کرنے کے بارے میں فرمایا۔

(۳) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ

اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تو آپ فرما دیجئے کہ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک وہ پاک نہ ہولیں

(پ-۲-البقرہ آیت ۲۲۲)

عورتوں سے حالت حیض میں صحبت کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر حرام فرما دیا کہ حیض ناپاکی اور گندگی ہے۔ تو پچھلا مقام بھی ناپاکی اور گندگی کی جگہ ہے۔ لہذا لواطت بھی حرام ہی رہے گی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ لواطت کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور بکثرت حدیثیں بھی اس کی حرمت اور ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ دو حدیثیں یہاں درج کی جاتی ہیں جن سے اس فعل بد پر شدید دبدبد واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں۔ حدیثیں یہ ہیں کہ:-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔ (مشکوٰۃ ج ۲- ص۲۷۶ بحوالہ ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص۲۷۶ بحوالہ ابوداؤد)

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ:-

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ

وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا شرعی باندیوں پر جوان کے

Marfat.com

اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝

ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

(پ۔۱۸، المومنون۔ آیت ۵-۶-۷)

اس آیت نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ بیوی اور شرعی باندی ان دو کے سوا کہیں بھی اور کسی طریقے سے بھی اپنی شہوت کو پوری کرنا حرام ہے۔ اس میں زنا لواطت جانوروں سے مجامعت سب داخل ہیں اور بعض علما کا قول ہے کہ اس میں جلق بھی داخل ہے اور وہ بھی ناجائز ہے۔

زنا جرم عظیم ہے

زنا اتنا قبیح فعل اور ایسا گھناؤ نا جرم ہے کہ دنیا کے کسی دین و مذہب میں اس کو جائز نہیں قرار دیا گیا، بلکہ ہر دین اور انسانوں کی ہر مہذب سوسائٹی میں یہ فعل بد سماجی، اخلاقی قانونی اور مذہبی نہایت ہی بدترین عیب اور جرم ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور دین اسلام نے تو اس کو جرم عظیم قرار دے کر اس پر نہایت ہی خوفناک و عبرت خیز سزا مقرر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

اور زنا کے پاس نہ جاؤ یقیناً وہ بے حیائی اور بہت بری راہ ہے۔

(پ۔ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۳۲)

اور دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝

اور جو یہ کام (زنا) کرے گا وہ سزا پائے گا۔ (پ۔ ۱۹۔ الفرقان آیت ۶۸)

زنا کار اگر محصن ہو یعنی نکاح صحیح کر کے ساتھ ایک مرتبہ بھی اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو تو اس کو مجمع عام میں سنگسار کر کے مار ڈالا جائے گا۔ جس کا ثبوت رجم کی

Marfat.com

آیت سے ہے جو منسوخ التلاوۃ ہے۔ مگر اس کا حکم باقی ہے۔

اور زنا کار اگر غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ کنوارا ہو تو اس کو ایک سو کوڑوں کی مجمع عام میں سزا دی جائے گی۔ چنانچہ قرآن کا فرمان ہے کہ:۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

جو عورت زنا کار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور تمہیں اُن پر ترس نہ آئے۔ اللہ کے دین میں۔ اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور قیامت پر۔ اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

(پ۔۱۸۔ النور آیت ۲)

زنا کار کو کوڑے یا پتھراو کرنے کی سزا مسلمانوں کے مجمع عام میں اس لیے دی جائے گی۔ تاکہ لوگوں کو خوف اور عبرت حاصل ہو۔ اور لوگ اس جرم سے بچیں

واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۷) اپنی اولاد کو قتل مت کرو

زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے تھے۔ اور اس کے کئی سبب تھے۔ کچھ لوگ تو عار کے خیال سے ایسا کرتے تھے کہ ہم کو کسی کا سالا یا سسر بننا پڑے گا۔ اور کچھ اس لیے اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے کہ ان کو کھلانا پڑے گا تو ہم ان کی روزی کا انتظام کیسے اور کہاں سے کریں گے۔ جیسے کہ اس زمانہ میں بعض حکومتوں نے خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط ولادت کے نام سے اسی بنیاد پر کہ رزق کی کمی ہے نس بندی اور اسقاط حمل کی اسکیمیں چلائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار جاہلیت کے اس نظریہ کا رد فرماتے ہوئے۔ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو رزق میں کمی کے

Marfat.com

إِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا ۝

ڈر سے۔ ہم انھیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔

(پ ۔ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل آیت ۳۱)

ایک دوسری آیت میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۔

اور یوں ہی بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کے قتل کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے کہ انھیں ہلاک کر دیں اور ان کا دین پر مشتبہ کر دیں۔

(پ ۸ ۔ الانعام آیت ۱۳۷)

مذکورہ بالا آیت میں شرکاؤ سے مراد شیاطین ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ روزی کی تنگی کے ڈر سے اولاد کا قتل کرنا یہ شیطان کا پیش کیا ہوا فارمولا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس نظریہ کی جڑ ہی کاٹ دی۔ کہ روزی نہ حکومت دیتی ہے۔ نہ ماں باپ دیتے ہیں۔ بلکہ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی تمام مخلوقات کو روزی دیتا ہے۔ وہی اللہ تمہارے بچوں کو اور تم کو بھی روزی دے گا۔ اس لیے روزی کی کمی کے ڈر سے تم اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔

(۸) اسقاطِ حمل بھی قتل ہے!

دواؤں یا آپریشن کے ذریعے حمل کو گرانا بھی منع ہے۔ خواہ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو۔ ہاں اگر عورت یا عورت کی گود میں شیر خوار بچہ کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اس عذر سے حمل کو گرانا جائز ہے۔ بشرطیکہ حمل میں بچے کے اعضا نہ بن چکے ہوں۔ اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے (بہار شریعت بحوالہ رد المحتار) اور اگر حمل ایک سو بیس دن کا ہو چکا ہو اور حمل میں بچے کے اعضا بن چکے ہوں۔ تو اس حمل کو گرانا ایک جان کو ناحق قتل کرنا ہے۔

Marfat.com

جو بہت ہی خوفناک گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

اور کوئی جان جس کو حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ قتل کرو۔

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۳۳)

(۱۲) معاشی مسائل کا بیان

(۷۹) مرد اور عورت دونوں کما سکتے ہیں

جس طرح مرد کما کر اپنی کمائی اپنی ضروریات، اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح عورتیں بھی جائز طریقوں سے کما کر اپنی کمائی اپنی ضرورتوں، اور نیک کاموں میں خرچ کرسکتی ہیں۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○

مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصّہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصّہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔

(پ ۵۔ النساء۔ آیت ۳۲)

(۸۰) حلال کمائی ہی کھاؤ

کمائی میں یہ دھیان رکھنا ضروری ہے کہ حلال طریقوں سے کمائے۔ خبردار کبھی ہرگز ہرگز حرام طریقوں سے کمائی نہ کرے اور حرام طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کو ہرگز ہرگز کبھی بھی اپنے استعمال میں نہ لائے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا ان

Marfat.com

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ۔

(پ۔۲۔البقرہ آیت ۱۷۲)

دوسری آیت میں فرمان خداوندی ہے کہ:۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ہ

اور کھاؤ جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی دی حلال۔ پاکیزہ۔ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہارا ایمان ہے۔

(پ۔۷۔المائدہ آیت۔۸۸)

(۸۱) ناحق طریقوں پر مال کھانا جائز نہیں

ناحق اور باطل طریقوں سے کمایا ہوا مال کھانا اور استعمال کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں فرمان ہے کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔ (یعنی) بذریعہ تجارت کمایا ہوا مال کھاؤ۔

(پ ۵۔ النساء آیت ۲۹)

(۸۲) رشوت حرام ہے!

ناجائز کام کرنے اور کرانے کے لیے جو مال دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے اللہ تعالیٰ نے رشوت کو حرام فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ۔ کہ لوگوں کا مال ناجائز طور پر

Marfat.com

اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ کھالو۔ جان بوجھ کر۔

(پ ۲۔ البقرہ آیت ۱۸۸)

(۸۳) سود حرام ہے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سود حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ لہٰذا اس سے بچو۔ قرآن میں ہے کہ:۔

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

(پ ۳۔ البقرہ آیت ۲۷۵)

اس آیت نے سود کو حرام ٹھہرا کر مسلمانوں کو سود سے بچنے کا حکم دیا۔

(۸۴) سود خوروں سے اللہ کی جنگ ہے

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام و گناہِ کبیرہ قرار دیتے ہوئے یہ بھی اعلان فرمایا کہ:۔

یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط اللہ سود کو ہلاک فرماتا ہے۔ اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔

(پ ۳۔ البقرۃ۔ ۲۷۶)

اس کے بعد وعید شدید فرماتے ہوئے یہ خوفناک اعلان بھی فرما دیا کہ:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود۔ اگر تم لوگ مسلمان ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو۔ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا۔

(پ ۳۔ البقرہ۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹)

Marfat.com

(۸۵) تجارت اللہ کا فضل ہے!

تجارت رزق حلال حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تجارت کرنے والا اگر سچائی اور امانت کے ساتھ تجارت کرے۔ تو وہ (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تجارت اللہ فضل ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

(۱) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔

جب نماز ہو چکے تو زمیں میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ (یعنی تجارت کر کے روزی کماؤ)

(پ ۔ ۲۸ الجمعہ آیت ۱۰)

(۲) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرو۔ (پ ۔ ۲ ۔ البقرہ آیت ۱۹۸)

(۳) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

تمہارا رب وہی ہے کہ تمہارے لیے دریا ہیں کشتی رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ (پ ۔ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل آیت ۶۶)

(۴) وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے۔ کہ رات میں آرام کرو۔ اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو۔ اور اس لیے کہ تم شکر ادا کرو۔

(پ ۔ ۲۰ ۔ القصص آیت ۷۳)

اسی طرح اور بھی دوسری آیتیں ہیں جن میں تجارت کو "اللہ کا فضل" فرمایا گیا۔

Marfat.com

(۸۶) تجارت کے لیے برّی و بحری سفر!

یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی اپنے وطن اور اپنے مکان ہی پر رہ کر تجارت کرے بلکہ خاص تجارت کی نیت سے دور و نزدیک اور خشکی و سمندر کا سفر کرنا بھی جائز ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:-

(۱) وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

اور کچھ لوگ زمین میں سفر کریں گے۔ اللہ کا فضل (تجارت) طلب کرنے کو۔
(پ، ۲۹، المزمل آیت ۲۰)

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:-

(۲) وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور تم (دریا میں) کشتیوں کو دیکھو گے کہ وہ پانی چیرتی ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل (تجارت) تلاش کرو۔ اور کسی طرح حق مانو۔
(پ۔ ۲۲۔ فاطر آیت ۱۲)

پہلی آیت میں خشکی کے سفر اور دوسری آیت میں دریائی سفر کا بیان ہے۔

(۸۷) تجارت میں صحیح ناپ تول ضروری ہے

تجارت اسی وقت قابلِ تعریف اور عمل ثواب ہو سکتی ہے۔ اور تجارت اسی صورت میں اللہ کا فضل کہلانے کی مستحق ہوگی۔ جب کہ تجارت میں صداقت کے ساتھ امانت دیانت بھی ہو۔ اسی لیے ناپ تول کا صحیح رکھنا۔ اور انصاف کی بات کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرض فرما دیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:-

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ

اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی طاقت بھر۔ اور جب بات کہو تو انصـ

Marfat.com

كَانَ ذَا قُرْبٰى ج وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

کی بات کہو۔ اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ یہ تمہیں تاکید فرمائی تاکہ تم نصیحت مانو۔

(پ۔۸۔الانعام۔آیت ۱۵۲)

(۸۸) مال جمع کرنا جائز ہے!

اگر مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ تو کروڑوں بلکہ اربوں کی دولت جمع کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مال کو "خیر" (بہترین چیز) فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (زکوٰۃ نہیں دیتے) تو انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

(پ۔۱۰۔التوبہ آیت ۳۴)

غور کیجیے کہ سونا چاندی جمع کرنا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر عذاب کی دھمکی ہے۔ اور زکوٰۃ ادا کر دینے پر اگر کروڑوں اور اربوں کی دولت جمع کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا کہ:۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝

بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے تنگدستی دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔

(پ۔۱۵۔بنی اسرائیل آیت ۳۰)

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو مالدار بناتا ہے۔ اور کچھ کو تنگ دست رکھتا ہے۔ اور اللہ اپنے بندوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے کہ کون مالداری کے لائق ہے۔ اور کس کے لیے تنگ دستی مناسب ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مال جمع کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کیونکہ اگر مال جمع کرنے کی اجازت ہی نہ ہوتی تو پھر کوئی مالدار اور کوئی مسکین کیوں کر ہوتا۔

(۸۹) کمیونزم اسلام کے خلاف ہے

کمیونزم کا معاشی نظام اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس معاشی نظام میں شخصی اور نجی سرمایہ داری، اور کسی کو مال جمع کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے اور اسلام کے نظام معیشت میں شخصی اور نجی سرمایہ داری موجود ہے۔ اور خداوند عالم نے اپنے بندوں میں امیری وغریبی کا فرق رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ط

کیا تمہارے رب کی رحمت کو وہ جانتے ہیں ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا ہے۔ اور ان میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی۔ کہ ان میں ایک دوسرے کو مزدور بنائے۔

(پ ۲۵ الزخرف آیت ۳۲)

یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ دنیا میں مالداری کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی حاصل ہے۔ کوئی بہت زیادہ مالدار ہے کوئی اس سے کم۔ اور کچھ ایسے ہیں کہ مالداروں کے یہاں نوکری اور مزدوری کریں۔

غور کیجئے کہ اسلام کے اس معاشی نظام میں کمیونزم کی کہاں گنجائش ہے۔ پھر یہ بھی سوچے کہ اگر اسلام میں نجی اور شخصی مالداری کا وجود نہ ہوتا تو زکوٰۃ اور حج کیوں کر فرض ہوتا۔ اور میراث وصیت کے احکام کس بنیاد پر نازل ہوتے۔

Marfat.com

اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے کی اجازت دیتے ہوئے یہ بھی حکم دیا ہے کہ زکوٰۃ، خیرات اور وقف ورفاہ عام کے طور پر زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ کہ دنیا میں اس سے اور زیادہ دولت بڑھتی ہے۔ اور آخرت میں اس پہ اجر عظیم اور بہت زیادہ اور بڑا ثواب ملے گا۔

لیکن بہر حال اصل سوال بنیادی اصولوں کا ہے۔ لہٰذا بہر حال یہ کہنا بالکل ہی غلط ہے کہ اسلام کا معاشی نظام کمیونزم جیسا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹۰) مزدور کو مزدوری دی جائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے ہجرت کر کے "مدین" تشریف لے گئے۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے اونٹوں کو پانی پلایا۔ تو حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ:۔

اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ط

میرے باپ آپ کو بلاتے ہیں کہ وہ آپ کو مزدوری دیں۔ اس کام کی۔ جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

(پ۔ ۲۰۔ القصص آیت ۲۵)

اس سے ثابت ہوا کہ مزدور کو اس کے کام پر مزدوری دینی چاہیے۔ اور مزدور کو مزدوری لینی جائز ہے۔ اور مزدوری کی اجرت کو ذریعہ معاش بنانا بھی جائز ہے۔

(۹۱) ملازمت جائز ہے

ایسی ملازمت جس میں اللہ تعالیٰ کے فرائض ترک نہ ہوں۔ اور کوئی حرام کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔ اور اس کو ذریعہ رزق بنانا بھی درست و جائز ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ:۔

اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ج فَاِنْ

تم آٹھ برس میری ملازمت کرو۔ پھر اگر پورے

Marfat.com

أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ج — دس برس کرلو، تو تمہاری طرف سے ہے۔

(پ۔ ۲۰۔ القصص آیت ۲۷)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کی ملازمت کی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ۔ — پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مدت ملازمت پوری کرلی۔

(پ۔ ۲۰۔ القصص۔ آیت ۲۹)

حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں خدا کے پیغمبر ہیں ایک پیغمبر نے ملازم رکھا۔ اور ایک پیغمبر نے ملازمت کی۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ ملازم رکھنا اور ملازم رہنا یہ دونوں باتیں جائز اور انبیا علیہم السلام کی سنت ہیں۔

(۹۲) صنعت و حرفت

صنعت و حرمت کو روزی کمانے کا ذریعہ بنانا بھی جائز ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے۔ اور آپ اپنی اسی کاریگری کی کمائی کو اپنی روزی کا ذریعہ بنائے ہوئے تھے۔ قرآن مجید میں خداوند قدوس نے فرمایا کہ:۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ۔ — اور ہم نے ان (داؤد علیہ السلام) کے لیے لوہا نرم کیا۔ کہ چوڑی زرہیں بنائیے اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھیے۔

(پ۔ ۲۲۔ السبا آیت ۱۱)

اس سے ثابت ہوا کہ صنعت و حرفت یعنی دستکاری اور کاریگری کا پیشہ کرنا بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور اپنی دستکاری کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا بھی جائز و درست اور پیغمبروں کا مقدس طریقہ ہے۔

Marfat.com

(۹۳) فیکٹریاں اور ملیں

فیکٹریاں اور ملیں قائم کرکے مزدوروں سے کام کرانا بھی جائز اور درست ہے۔ خدا کے پیغمبر سلیمٰن علیہ السلام نے ایک کارخانہ بنایا تھا۔ جس میں تعمیرات اور مجسمہ سازی اور برتن بنانے کا کام ہوتا تھا۔ اور جنوں کی جماعت اس کارخانہ میں بحیثیت مزدوروں کے کام کرتی تھی۔ قرآن مجید میں ہے کہ:۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ

اور جنوں میں سے کچھ وہ تھے جو ان (سلیمٰن علیہ السلام) کے سامنے کام کرتے تھے ان کے رب کے حکم سے، اور ان میں جو ہمارے حکم سے پھریں ہم ان کو بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے وہ (جن) ان (سلیمٰن علیہ السلام) کے لیے بناتے تھے وہ جو چاہتے۔ اونچے اونچے محل اور مجسمے اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔

(پ ۲۲۔ السبا۔ آیت ۱۲۔ ۱۳)

اس سے ثابت ہوا کہ فیکٹریاں اور کارخانے قائم کرکے اس میں مزدوروں سے کام کرانا یہ بھی جائز اور ایک نبی حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی سنت ہے۔

(۹۴) کھیتی کرنا اور باغ لگانا

کھیتی کرنا اور اس کو ذریعہ معاش بنانا بھی شریعت میں جائز ہے۔ اور کھیتی کی پیداوار کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ:۔

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ

اور اس کا حق دو جس دن کٹے۔

(پ ۸۔ الانعام آیت ۱۴۱)

Marfat.com

اسی طرح باغ لگانا اور اس سے روزی حاصل کرنا بھی جائز ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا کہ :۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ج

اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو یہ کہتا کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اللہ کی مدد کے بغیر ہماری کوئی طاقت نہیں ۔

(پ ۱۵ ۔ الکہف آیت ۳۹)

ایک کافر کا ہرا بھرا اور پھولا پھلا باغ اس کے کفر و غرور کے سبب عذاب الٰہی سے برباد ہو گیا ۔ تو ایک مسلمان صالح نے اس کافر کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ جب تو نے اپنے باغ میں قدم رکھا ۔ تو مغرور ہو کر خدا کو کیوں بھول گیا ۔ اور کیوں تو نے مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نہیں کہا ۔ یعنی ہمیں جو نعمت بھی ملی ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے چاہنے سے ملی ہے اور اسی کا عطیہ ہے ۔ اس کی مدد کے بغیر ہماری کوئی طاقت و قوت نہیں ہے کہ ہم کوئی نعمت حاصل کر سکیں ، مسلمان صالح کے اس قول کو خداوند قدوس نے اپنے کلام مقدس قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے ۔

بہر حال اس آیت مبارکہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں (۱) باغ لگانا اور اس کو ذریعہ معاش بنانا جائز ہے (۲) مسلمان کو لازم ہے کہ جب اپنے پھولے پھلے باغ میں قدم رکھے تو ہرگز ہرگز اپنی طاقت و دولت پر مغرور نہ ہو جائے ۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہہ کر اپنی عاجزی کا اقرار ، اور خداوند قدوس کی قدرت کا اعلان کرے ۔

فائدہ ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے اور وہ اس کو دیکھ کر مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا رہے تو وہ نعمت سوائے موت کے اور سب آفتوں سے محفوظ رہتی ہے ۔

(اعمال قرآنی ۔ بحوالہ اذکار امام نووی)

Marfat.com

(۱۳) اسلامی معاشرہ کے احکام

(۹۵) مسلمان عورتوں کا پردہ

مسلمان حرہ بالغہ عورتوں پر فرض ہے کہ وہ غیر محرم مردوں سے پردہ کریں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو وہ ستائی نہ جائیں۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۵۹)

منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو راستوں میں چھیڑا کرتے تھے۔ اس لیے مسلمان حرہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ چادر سے ڈھک کر سر اور منہ کو چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع کو ممتاز کریں، تاکہ وہ پہچان لی جائیں کہ وہ مسلمان حرہ عورتیں ہیں تو کوئی منافق ان کو چھیڑنے کی ہمت و جرات نہ کر سکے گا۔ اس طرح مسلمان عورتوں کا وقار اور ان کی عزت و آبرو محفوظ رہے گی۔

(۹۶) جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ممنوع ہے

جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی اسکولوں میں مخلوط تعلیم ممنوع ہے۔ اسی طرح ان دونوں کا سیاسی یا مذہبی جلسوں، یا مسجدوں یا عرسوں، یا مزاروں اور عرسوں کے میلوں میں

Marfat.com

اجتماع حرام و ناجائز ہے۔ ایک دوسرے سے الگ رہنا اور پردہ کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

(۱) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی ط

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہا کرو، جیسی اگلی جاہلیت کی بے پردگی تھی

(پ۔ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۳۳)

اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے اس زمانے میں عورتیں اتراتی ہوئی بے پردہ باہر نکلتی تھیں۔ اور اپنی زینت و محاسن کا اظہار کرتی پھرتی تھیں تاکہ مرد انھیں دیکھ کر ان سے عشق بازی کریں۔ اور وہ لباس ایسے پہنتی تھیں جس سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں۔ تاکہ مرد ان کے اعضا کی بناوٹ کا نظارہ کر سکیں۔

اور پچھلی جاہلیت سے مراد آخری زمانہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال و افعال پہلوں کے مثل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں نے وہی حرکتیں شروع کر دی ہیں جو اسلام سے پہلے جاہل عورتوں کے کرتوت تھے۔

(۲) وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط

اور جب تم نبی کی بیبیوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

(پ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۵۳)

(۳) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ط

اور اے نبی! اپنی بیبیوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں

(پ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۵۹)

ان تینوں آیتوں سے صاف صاف ظاہر ہے کہ کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ چہرہ کھولے ہوئے کسی نامحرم مرد کے سامنے آئے۔ اب ظاہر ہے کہ آج کل بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم جیسا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہو رہی ہے۔ یا مذہبی و سیاسی جلسوں اور عرسوں کے میلوں یا سینما گھروں اور کلبوں میں جس طرح عورتیں بے پردہ مردوں

Marfat.com

کے سامنے ہوا کرتی ہیں یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ خوب سمجھ لو کہ یہ قرآن اور دین اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ جو مسلمان ایسا کرتے اور کراتے ہیں وہ یقیناً بلا شبہ قرآن کے مخالف اور دین اسلام کے باغی ہیں۔ علماء اسلام اور پیران عظام کو علانیہ اس عمل کی مخالفت کرتے رہنا چاہیے۔ اور مسلمانوں میں اسلامی مسائل کی تبلیغ کرتے رہنا چاہیے۔ ورنہ قیامت کے دن وہ خداوند قہار و جبار کی شدید گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(۹۷) عورتیں اور مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔

مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

(پ ۱۸۔ النور آیت ۳۰۔ ۳۱)

مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔ عورتیں اپنے شوہر اور محرموں کے سوا دوسرے مردوں کو نہ دیکھیں۔ اور مرد اپنی بیویوں اور جن کے وہ محرم ہیں ان کے سوا دوسری عورتوں پر نظر نہ ڈالیں۔

اگر مسلمان اپنے معاشرہ میں اس فرمان خداوندی کی پابندی کر لیں۔ تو بے حیائی اور بدکاری کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ کیونکہ آنکھیں دلوں کے جھروکے ہیں۔ آنکھیں دیکھتی ہیں تو دلوں میں برے خیالات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان وسوسوں سے شرمگاہوں کا ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ پھر بے حیائی اور بدکاری کا طوفان برپا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

(۹۸) عورتوں کا کن لوگوں سے پردہ نہیں ؟

عورتوں کو اپنے خاص خاص رشتہ داروں کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔ ان لوگوں سے منہ چھپانے اور پردہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید نے ان رشتہ داروں میں سے چند کی فہرست بیان کردی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ

اور (مسلمان عورتیں) اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے۔ یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے۔ یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں۔ یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں۔ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں۔ یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگار جان لیا جائے۔ (پ۔ ۱۸۔ النور آیت ۳۱)

عورت کے مذکورہ بالا رشتہ داروں سے عورت کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چند مسائل (۱) شوہر اور محرم کے سوا کسی کے لیے عورت کے کسی عضو کے کسی حصہ کا دیکھنا بے ضرورت جائز نہیں۔ اور دوا علاج کی ضرورت سے بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی)

(۲) مسلمان عورت کو کافر عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔ (خزائن العرفان)

Marfat.com

(۳) خصی اور نامرد آدمی سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ (۴) اسی طرح مخنث اور نابینا آدمی سے بھی پردہ لازم ہے۔ کہ عورتیں نہ ان لوگوں کے سامنے آئیں۔ نہ ان لوگوں کو دیکھیں (۵) گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں عورتیں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے (۶) عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا ہے۔ جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہیں۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جب زیور کی آواز عدم قبول دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی موجب غضبِ الٰہی ہوگی؟۔

واضح رہے کہ پردے کی طرف سے بے پروائی مسلمانوں کی تباہی کا سبب ہے (اللہ کی پناہ) (خزائن العرفان ص۴۲۱ بحوالہ تفسیر احمدی)

(۹۹) بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل نہ ہوں

بلا اجازت لیے ہوئے کسی کے مکان میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ مکان کے باہر دروازے پر پہنچ کر مکان والے سے اجازت طلب کریں۔ اگر صاحب خانہ اجازت دے تو داخل ہوں۔ اور اگر وہ واپس لوٹا دے تو واپس لوٹ جائیں۔ اور اگر مکان میں کوئی موجود نہ ہو جب بھی اندر داخل نہ ہوں۔ اجازت لینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دروازے کے باہر کھڑے ہو کر صاحبِ خانہ کو بلند آواز سے سلام کرے اور صاحب خانہ سلام کا جواب دے کر داخل ہونے کی اجازت دے یا لوٹا دے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ۔ جب تک اجازت نہ لے لو۔ اور ان کے باشندوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔ پھر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بغیر مالکوں

Marfat.com

فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

کی اجازت کے ان گھروں میں داخل نہ ہو۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو تم لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

(پ ۱۸۔ النور آیت ۲۷۔۲۸)

(۱۰۰) تین اوقات میں بچے بھی بلا اجازت اپنے گھروں میں نہ جائیں

تین وقتوں میں بچے اور اپنے لونڈی غلام بھی بلا اجازت اپنے گھروں میں نہ داخل ہوا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کو۔ اور نماز عشاء کے بعد قرآن میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اجازت لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام اور باندی اور جو ابھی جوانی کو نہ پہنچے۔ تین وقتوں میں نماز فجر سے پہلے، اور جب تم کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہرہ کو۔ اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں۔ (پ۱۸ النور ۵۸)

ان تین وقتوں کے علاوہ دوسرے وقتوں میں لونڈی اور غلام اور نابالغ بچوں کو مکان میں داخل ہونے پر اجازت لینے کی ضرورت نہیں، وہ اپنے گھروں میں بلا اجازت آتے جاتے رہیں گے۔

(۱۰۱) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک

اسلامی معاشرہ میں اس بات کی بار بار تاکید آئی ہے کہ ماں باپ اور تمام رشتہ داروں دور و نزدیک کے پڑوسیوں اور رفیق سفر، اور مسافروں، اور اپنے لونڈی غلاموں،

Marfat.com

سب کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا لازم ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں سے مندرجہ ذیل آیت خاص طور پر ذہن نشین کرلیں۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط۔

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں۔ اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی۔ اور راہ گیر اور اپنے لونڈی غلام۔ (ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرو) (پ۔۵۔النسا آیت ۳۶)

اس آیت میں (کروٹ کے ساتھی) سے مراد بیوی ہے یا رفیق سفر یا درس کے ساتھی (کلاس فیلو) یا مجلس یا مسجد میں ساتھ بیٹھنے والے۔ بہر حال اسلامی معاشرہ میں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ کرنا لازم ہے۔ ان میں سے کسی کو ایذ دینا۔ یا ان میں سے کسی کے ساتھ بد اخلاقی و بد سلوکی کرنا حرام و گناہ ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب اسلامی معاشرہ کی خوبیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کاش تمام مسلمان اپنے اسلامی معاشرہ پر پوری طرح کار بند ہو کر غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی حقانیت اور اسکی خوبیوں کا چراغ روشن کرتے۔ تو آج سماج کی کچلی اور روندی ہوئی غیر مسلم اقوام اسلام کے دامن میں آکر امن و سکون کی جنت پا کر سر بلند ہو جائیں۔

(۱۰۲) بوڑھے ماں باپ کے ساتھ کیا برتاؤ کریں؟

بوڑھے ماں باپ جب کہ کام دھندے سے مجبور اور خدمت کے محتاج ہو چکے ہوں۔ اور پیرانہ سالی سے ان کی عقلیں بھی کم ہو چکی ہوں۔ اور ان کے مزاج میں چڑ چڑاپن اور جھلاہٹ بھی پیدا ہو چکی ہو۔ ایسے ماں باپ کے ساتھ کیا برتاؤ اور کیسا سلوک بیٹوں اور بیٹیوں کو کرنا چاہیے۔ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن مجید نے ارشاد فرمایا کہ:۔

Marfat.com

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھائے رہو نرم دلی سے اور عرض کرتے رہو کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما۔ جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۲۳-۲۴)

مسلمانو!! اپنے رب کے فرمان کو بغور پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ خداوند قدوس نے بوڑھے ماں باپ کے ساتھ مندرجہ ذیل برتاؤ کا حکم فرمایا ہے۔

(۱) کھلانے پلانے، پہنانے، اور جیب خرچ دینے۔ اور ان کی خدمتوں میں عمدہ سلوک اور اچھا برتاؤ کرو، تاکہ انھیں کسی طرح کی کبھی روحانی یا جسمانی کوئی کوفت و تکلیف نہ پہنچے۔

(۲) اگر وہ کوئی بے عقلی کی بات بھی کہیں۔ یا کوئی نامناسب فرمائش کر بیٹھیں جب بھی تم ان کی بات پر جھلا کر اف۔ یا اونہہ۔ یا ہوں نہ کہو۔

(۳) ہمیشہ ان کے سامنے ادب و تعظیم کے ساتھ بات کرو۔ اور کبھی ہرگز ان کی بے ادبی و بے تعظیمی نہ کرو۔

(۴) انھیں کبھی کسی معاملہ یا کسی بات پر بھی نہ ڈانٹو نہ جھڑکو۔

(۵) ہمیشہ ان کے حضور نرم دلی کے ساتھ عاجزی اور تواضع کا اظہار کرتے رہو۔

(۶) اور ان کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے رہو کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جس طرح کہ رحم و مہربانی کے ساتھ ان دونوں نے مجھے

Marfat.com

بچپن میں پالا تھا۔

(١٠٣) ماں باپ اور رشتہ داروں کو مال دو!

ماں باپ اور رشتہ داروں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک، خوش اخلاقی، غم خواری دلداری، ملنساری کے ساتھ ساتھ ان کی مالی مدد بھی کرتے رہنا چاہیے۔ اور ان لوگوں پر مال خرچ کرنے میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○	جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو، تو وہ ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لیے ہے اور جو بھی بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

(پ ۲۔ البقرہ آیت ۲۱۵)

(١٠٤) میاں بیوی کس طرح رہیں؟

بیوی اپنے شوہر کو اپنا حاکم مان کر اس کے حکموں کی اطاعت کرے اور دل و جان سے اس کی خدمت کر کے اس کو خوش رکھے۔ اور اس کے مال و سامان اور مکان کی نگہبانی کرتی رہے۔ اور پارسائی و پاکدامنی کے ساتھ رہے۔ اور شوہر اپنی بیوی کے کھانے، پینے، پہننے اور رہنے کا حسب حیثیت انتظام کرے اور بستر کا حق بھی ادا کرتا رہے اور دونوں باہم مل جل کر رہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش اخلاقی اور پیار و محبت کا برتاؤ رکھیں۔ اور ایک دوسرے کا دل جوئی و دلداری اور ملنساری و غم خواری کو لازم العمل سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن مجید کی بہت سی آیتیں نازل فرمائی ہیں، لیکن ان دو آیتوں میں نہایت اختصار کے ساتھ مگر نہایت جامع طریقے پر میاں بیوی کی خوشحالی اور ان دونوں کی خوشگوار زندگی کے بنیادی اصولوں

Marfat.com

کو بیان فرمادیا ہے۔ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ،

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔

(پ۔۵۔ النساء آیت ۳۴)

عورت ہر جگہ اور ہر حال میں اور ہمیشہ اس تصویر کو پیش نظر رکھے کہ میرا شوہر میرا حاکم اور افسر ہے۔ میں اس کی محکوم اور تابعدار ہوں۔ لہٰذا مجھ کو شوہر کے ساتھ وہی برتاؤ رکھنا چاہیے جو ایک محکوم اپنے حاکم کے ساتھ رکھتا ہے۔

اور خداوند عالم نے مردوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ہر جگہ اور ہر موقع پر اور ہر حال میں اس فرمان خداوندی کا لحاظ کرتے رہیں۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج اور عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(پ۔۴۔ النساء آیت ۱۹)

غور کیجئے کہ اگر عورت و مرد دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس رکھیں۔ تو ہر قسم کے اختلاف اور نفاق و شقاق کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا اور کبھی میاں بیوی میں کوئی جھگڑا اور فساد رونما نہیں ہو سکتا۔

خداوند کریم تمام مسلمانوں کو اس اسلامی معاشرہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

(۱۰۵) اولاد کے لیے اچھی دعائیں کرو!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ بہت سے پیغمبروں نے صالح اولاد کے لیے خدا سے دعائیں مانگی ہیں۔ اور اپنی اولاد کے لیے اچھی اچھی دعائیں کی ہیں۔ لہٰذا ماں باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کے لیے ہمیشہ خداوند تعالیٰ سے اچھی اچھی دعائیں مانگتے رہیں چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے کبھی یہ دعا مانگی کہ:۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد دے بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے

(پ ۔ ۳ ۔ ال عمران آیت ۳۸)

اور کبھی اس طرح دعا مانگی کہ:۔

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

(اے میرے رب) تو مجھے اپنے پاس سے ایسا بیٹا دے جو میرا کام اٹھالے۔ وہ میرا جانشین ہو۔ اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔ اور اے میرے رب! اس کو پسندیدہ آدمی بنادے۔ (پ ۔ ۱۲ ۔ مریم آیت ٦)

(۱۰٦) رشتہ داروں کا لحاظ رکھو

رشتہ داروں کا لحاظ رکھنا اور ان کی شادی و غمی میں شریک رہنا۔ اور ان کی مدد کرتے رہنا چاہیے۔ اس خصوص میں اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بہت سی آیتوں کو نازل فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک آیت میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (پ ۔ ۴ ۔ النسا آیت ۱)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال و افعال بلکہ تمہارے دلوں کے پوشیدہ ارادوں اور نیتوں کو دیکھ رہا ہے۔ کہ تم کس قدر اور کس طرح اس کے حکموں کی پابندی کرتے ہو۔ لہٰذا خبردار۔ خبردار کبھی ہرگز ہرگز نہ اس کی نافرمانی کرو۔ نہ اس کی فرماں برداری میں کبھی غفلت اور سستی کرو۔

(۱۰۷) رشتوں کو کاٹنے والا ملعون ہے

اپنے رشتہ داروں سے ناراض ہوکر بیزار ہوجانا۔ اور ان سے قطع تعلق کر کے

Marfat.com

رشتوں کو کاٹ ڈالنا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی اور بہت سخت وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ رب العزت جل جلالہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ:۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝

کیا تمہارے یہ آثار نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ، اور اپنے رشتوں کو کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ جن پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور انھیں حق سے بہرا کر دیا۔ اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

(پ ۲۶۔ محمد آیت ۲۲۔۲۳)

اس آیت مبارکہ سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیے۔ جو ذرا ذرا سی باتوں پر ناراض ہو کر اپنی بہنوں اور بھائیوں سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ میں آج سے تیرا بھائی نہیں ہوں، اور تو میری بہن نہیں ہے۔ میں نے بہن بھائی کا رشتہ ہی کاٹ دیا۔ (معاذ اللہ) ایسا کرنا حرام اور موجب لعنت ہے، لیکن اگر اپنے رشتہ دار خدانخواستہ بددین و بدمذہب ہو گئے ہوں یا کسی شرعی گناہ میں منہمک ہو گئے ہوں۔ اور تمہاری تفہیم و نصیحت کے بعد بھی راہ راست پر نہ آتے ہوں۔ تو پھر ضرور ایسے لوگوں سے قطع تعلق کر لینا واجب ہے۔ کیونکہ دین بہر حال رشتوں کی محبت پر مقدم ہے۔

(۱۰۸) مسلمانوں کے حقوق!

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ کس طرح زندگی بسر کرے۔ اور کیسا سلوک اور برتاؤ کرے۔ اس کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(پ۔ ۲۶۔ الحجرات آیت ۱۰)

ایک مسلمان خواہ وہ کسی رنگ و نسل کا ہو، اور کسی ملک کا بھی باشندہ ہو۔ دوسرے

Marfat.com

مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کے ساتھ اپنے بھائی جیسا سلوک اور برتاؤ کریں۔ کیونکہ وہ تمام مسلمانوں کا دینی و ایمانی بھائی ہے۔

(۱-۹) کافر رشتہ داروں سے قطع تعلق کرو

مسلمان کا جو رشتہ دار کافر یا مرتد ہو تو اس مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے کافر و مرتد رشتہ دار سے قطع تعلق کر کے اپنے رشتہ کو کاٹ دے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ:-

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست مت سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

(پ ۱۰۔ التوبہ آیت ۲۳)

(۱۰) بغیر ایمان کے رشتہ داری قیامت میں کام نہ آئے گی!

کافر و مرتد کتنے ہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ مگر بغیر ایمان کے ان کی رشتہ داری اور خاندان قیامت میں کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہوگا۔ خداوند قدوس کا کھلا ہوا اعلان اور فرمان ہے کہ:-

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد۔ قیامت کے دن تمہیں ان سے الگ کر دے گا۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

(پ ۲۸۔ الممتحنہ آیت ۳)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض بزرگوں کے خاندان والے، یا سادات کرام کی نسل

Marfat.com

سے جو گمراہ و بددین ہو کر کافر و مرتد ہو گئے۔ ان کو بزرگوں کی رشتہ داری اور خاندانی سیادت سے نہ دنیا میں کوئی عزت مل سکتی ہے۔ نہ آخرت میں کوئی فائدہ ہو سکتا ہے اور جن لوگوں کو ایمان اور عمل صالح پر استقامت نصیب ہوئی ہے۔ وہ اپنے خاندانی شرف کی وجہ سے دنیا میں بھی قابل عزت و لائق احترام ہیں۔ اور آخرت میں بھی انہیں ان کے خاندانی فضل و شرف کے باعث ترقی درجات میں بلندی حاصل ہوگی۔

وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(۱۱۱) اللہ و رسول کے دشمنوں کا بائیکاٹ

اللہ و رسول کے دشمنوں یعنی کافروں، مشرکوں اور مرتدین سے دوستی اور ان لوگوں سے میل ملاپ حرام و گناہ ہے۔ بلکہ ان لوگوں سے بالکل قطع تعلق کر کے ان لوگوں کا بائیکاٹ کر دینا فرض ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ۔

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(پ ۔ ۲۸۔ الممتحنہ آیت ۱)

دوسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

(پ ۔ ۲۸۔ الممتحنہ آیت ۱۳)

افسوس۔ کہ آج کل مسلمانوں میں یہ اسلامی جذبہ ختم ہو رہا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو کفر و الحاد سے نفرت کا جو مزاج دیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنی دنیاوی اغراض کے لیے اس مقدس جذبہ کی خلق پر چھری چلا دی۔ چند سکوں، چند عہدوں کے لالچ میں مسلمان جس طرح اسلامی معاشرہ کا حلیہ بگاڑ رہے ہے۔ اور اسلام کے سفینہ نجات کو الحاد و بے دینی کے سمندر میں جس طرح ناربیڈو مار کر غرقاب کر رہے ہیں، وہ سب مسلمانوں کی نظروں کے

Marfat.com

سامنے ہے۔ افسوس کہ ہم جیسے غریب مسلمان اس پہ آنسو بہانے اور دعائے خیر کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین سے محبت اور کفر والحاد سے نفرت کا جذبہ عطا فرمائے۔ (آمین)

(۱۱۲) مرتدین کے دفن وجنازہ کا بائیکاٹ

اسلامی معاشرہ کا یہ بھی ایک اہم پہلو ہے کہ کافر و منافق اور مرتد کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شریک کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا کہ:۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور (اے پیغمبر) ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا۔ اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک یہ لوگ اللہ ورسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

(پ ۱۰۔ التوبہ۔ آیت ۸۴)

آج کل مسلمانوں میں گمراہی کا یہ مرض بھی پیدا ہو گیا ہے کہ مشرکوں اور رافضیوں قادیانیوں، کے جنازوں اور ان لوگوں کے کفن و دفن میں محض چند لوگوں کو خوشنودی اور اپنی نیک نامی کے لیے شریک ہو کر اسلامی معاشرہ کو ذبح کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان ناجائز حرکتوں سے بالکل پرہیز کرنا فرض لازم ہے۔

(۱۱۳) بددینوں کے جلسوں کا بائیکاٹ

جن جلسوں میں اسلام کے خلاف بکواس ہو رہی ہو۔ یا اسلام پر حملہ کیا جا رہا ہو۔ ان جلسوں میں مسلمانوں کو شریک ہونا حرام، حرام سخت حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ:۔

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ

اور اے سننے والے! جب تو انھیں دیکھے

Marfat.com

فِیۡۤ اٰیٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ حَتّٰی یَخُوۡضُوۡا فِیۡ حَدِیۡثٍ غَیۡرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ۝

جو ہماری آیتوں میں بکواس کرتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک وہ دوسری بات میں پڑیں۔ اور جو کبھی شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(پ ۷۔ الانعام آیت ۶۸)

یہ آیت دلیل ہے کہ گمراہوں، بے دینوں کے جلسوں میں ہرگز ہرگز شریک ہونا جائز نہیں ہے خواہ وہ کافروں، مشرکوں کا جلسہ ہو یا بد دینوں اور بے دینوں کی مجلس ہو۔ کیونکہ ان کے جلسہ میں ان کی اسلام کے خلاف بکواس ہوگی اگر تم کچھ اعتراض کروگے تو فتنہ و فساد ہوگا۔ اور اگر سب کچھ اسلام کے خلاف سن کر خاموش بیٹھے رہوگے، تو گونگے شیطان بنوگے۔ کیونکہ حق بات بولنے سے خاموش رہنے والے کو حدیث شریف میں گونگا شیطان کہا گیا ہے۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ ایسے جلسوں کا بائیکاٹ ہی کر دیا جائے۔

(۱۱۴) ظالموں سے میل ملاپ منع ہے!

ہر قسم کا ظلم حرام اور گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں پر لعنت فرمائی اور ان لوگوں سے میل ملاپ، اور محبت والفت کو منع فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَ لَا تَرۡكَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ۝

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں جہنم چھوئے گی۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (پ ۱۲۔ ہود آیت ۱۱۳)

ظالموں کے ظلم سے اظہار بیزاری اور نفرت لازم الایمان ہے۔ لہٰذا ہرگز ہرگز کسی ظالم کی حمایت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ظالم کی طرف مائل ہونے پر خداوند قہار وجبار نے دو وعیدیں فرمائی ہیں۔ ایک جہنم کا عذاب۔ دوسرے خدا کی مدد سے محرومی۔

Marfat.com

۱۱۵ بدکاروں سے محبت نہ رکھو!

چور، ڈاکو۔ قاتل، شرابی، زناکار، غرض ہر بدکار سے بیزاری اور نفرت اسلامی معاشرہ کے ضروریات میں سے ہے۔ اور ان بدکاروں کو سزا دلانے کی کوشش ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور ان کی سزاؤں پر کوئی رحم اور ترس کھانا جائز نہیں ہے۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ:۔

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

جو عورت زناکار ہو اور جو مرد تو ان میں سے ہر ایک کو سَو سَو کوڑے لگاؤ (اگر یہ لوگ کوارے ہوں) اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں۔ اگر تم ایمان لاتے ہو۔ اللہ اور قیامت پر۔ (پ-۱۸-النور آیت ۲)

مجرموں پر رحم اور ترس کھا کر ان لوگوں کو سزاؤں سے بچانا، درحقیقت انسانوں پر ایک بہت بڑا ظلم عظیم ہے کہ اس سے مجرموں کو شہ ملے گی۔ اور جرائم کی واردات بڑھتی رہیں گی۔ اور جب بدکاروں کو ان کے جرموں کی سزا ملتی رہے گی، تو یقیناً مجرموں کو عبرت حاصل ہو گی، اور لوگ ڈر کر جرائم چھوڑ دیں گے۔ جس سے زمین کا فساد ختم ہو کر ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو جائے گا۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے بادشاہوں کو نصیحت کرتے ہوئے کتنی عمدہ حکمت کی بات فرمائی ہے۔ جو درحقیقت ملک کے امن و امان کے لیے بہترین ملکی سیاست ہے کہ ؎

ترحم بر پلنگ تیز دندان
ستمگاری بود بر گوسفندان

یعنی تیز دانت والے چیتے پر رحم کرنا، بکریوں پر ظلم ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ شرپسند مجرموں پر رحم کھانا پرامن شہریوں پر ظلم و ستم ہو گا۔

Marfat.com

(۱۱۶) جھوٹ بولنے والے ظالم ہیں

اسلامی معاشرہ میں جھوٹ بہت بڑا عیب اور بدترین گناہ کبیرہ ہے۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جھوٹ بولنے والے ہمیشہ ذلت کا شکار رہتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی یہ لوگ جہنم میں ذلت کے عذاب نار میں گرفتار ہوں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کو "ظالم" فرمادیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

تو اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھے تو وہی ظالم ہیں۔ (پ ۴۔ آل عمران آیت ۹۴)

(۱۱۷) غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے

غیبت بھی معاشرہ میں نفاق و شقاق پیدا کرنے والی بدترین خصلت ہے۔ اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے۔ یہ تو معاشرہ کا ایسا گھناؤنا اور گندہ عیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قبیح بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ط

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

(پ۔ ۲۶۔ الحجرات آیت ۱۲)

اللہ اکبر! اپنے مرے ہوئے بھائی کی لاش کو نوچ نوچ کر اس کا گوشت کھانا۔ بھلا سوچئے تو سہی کہ یہ کتنا گھناؤنا اور کس قدر گندہ دھندا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کسی مسلمان کی غیبت کرنے کو اتنا ہی گھناؤنا اور گندہ کام بتایا ہے (نعوذ باللہ منہ)

Marfat.com

(۱۱۸) کسی کو گالی مت دو!

بدزبانی اور گالی بکنا۔ یہ برائی جھگڑے اور خون ریزی کی ہری جھنڈی اور فتنہ وفساد کا سگنل ہے۔ اس سے معاشرہ میں بہت زیادہ تباہی پھیلتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے اس کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ،

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط

اور انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کو گالی دیں گے زیادتی اور جہالت سے۔

(پ۔ ۷۔ الانعام آیت ۱۰۸)

(۱۱۹) کسی کا بُرا نام نہ رکھو!

کسی کو توہین آمیز نام سے پکارنا۔ اور برا لقب دے کر اس کو چڑھانا بھی معاشرہ میں خرابی پیدا کرنے والا۔ اور فتنہ خیز طریقہ ہے۔ اس لیے خداوند تعالیٰ نے اس کو بھی حرام و گناہ کا کام بتایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ،

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہ

اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

(پ۔ ۲۶۔ الحجرات آیت ۱۱)

(۱۲۰) کسی کا مذاق نہ اُڑاؤ، اور طعنہ نہ مارو!

کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑاؤ۔ نہ کسی کو طعنہ مارو۔ کیونکہ مذاق اڑانا اور طعنہ زنی ایک مومن کی دل شکنی، اور ایذا رسانی ہے۔ جو معاشرہ میں جھگڑے لڑائی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ اس لیے خداوند قدوس نے ان جاہلانہ حرکتوں سے بھی مسلمانوں کو منع

Marfat.com

فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ

اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کی ہنسی اڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ہنسی کریں ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ مارو۔ (پ ۲۶۔ الحجرات آیت ۱۱)

(۱۲۱) بدگمانی اور جاسوسی منع ہے!

بلاوجہ مسلمانوں سے بدگمانی رکھنا۔ اور مسلمانوں کے چھپے ہوئے عیوب کو جاسوس بن کر ڈھونڈتے رہنا۔ چونکہ یہ بھی معاشرہ میں نفاق و شقاق اور بغض و عناد کا سبب ہے۔ اس لیے اللہ تعالےٰ ان حرکتوں سے منع فرماتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو۔ بے شک کوئی گمان گناہ ہوتا ہے اور لوگوں کے عیبوں کی جاسوسی مت کرو۔

(پ ۔۲۶ ۔ الحجرات آیت ۱۲)

(۱۲۲) تکبر حرام ہے!

اپنے کو بڑا اور بہتر سمجھ کر دوسروں کو حقیر اور کم تر سمجھنا اس بری خصلت کا نام تکبر ہے۔ سب سے پہلے جو شخص تکبر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے سے منکر ہوا۔ اور اسی تکبر نے اس کو کفر تک پہنچا دیا۔ اور ہمیشہ کے لیے اس کے گلے

Marfat.com

میں لعنت کا طوق پڑ گیا۔ اور وہ راندہ درگاہ الٰہی ہو گیا۔ وہ شخص ابلیس تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ٥

(ابلیس) نے سجدہ سے انکار کیا۔ اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

(پ۔۱۔ البقرہ آیت ۳۴)

اللہ تعالیٰ نے تکبر کو حرام فرما دیا۔ یہاں تک کہ تکبر کی چال یعنی اترا کر چلنے کو بھی حرام و ممنوع قرار دے دیا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ٥

اور زمین پہ اتراتا ہوا مت چلو۔ بیشک تو ہر گز زمین نہ چیر ڈالے گا۔ اور ہر گز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

(پ۔۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۳۷)

تکبر اسلامی معاشرہ کو خراب کرنے والا ایسا غیر اسلامی عمل ہے کہ اس کے نتائج و عواقب بے حد خوفناک ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تکبر کرنے والا دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھے گا۔ تو اس کا ردعمل یہ ہوگا کہ دوسرے اس متکبر آدمی سے نفرت کریں گے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے تنافر و تباغض کا جذبہ پیدا ہوگا جس سے مسلمانوں کی باہمی محبت اور ان کے اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ہر طرف لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہو جائے گا۔

(۱۲۳) حسد ممنوع ہے

حسد اسلامی معاشرہ کے حق میں زہر قاتل ہے۔ کیونکہ جب حسد کرنے والا دوسرے کو ملی ہوئی نعمت پر جل بھن کر اس کی نعمت کے زوال کی تمنا کرے گا یا اس نعمت کو اس سے چھین کر خود اس پر قبضہ کرنے کی آرزو رکھے گا۔ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ اس سے مسلمانوں میں باہمی تناؤ اور چپقلش پیدا ہو گی۔ اور اس طرح نفاق و

Marfat.com

شقاق کی ایک جہاں سوز آتشی فضا پیدا ہو جائے گی۔ کہ ایک دوسرے کو فنا کے گھاٹ اتار دینے کی کوشش میں لگ جائے گا۔ اور قتل و غارت اور مار دھاڑ کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس موذی روحانی بیماری سے خدا کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ہ

میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

(پ ۔ ۳۰ ۔ الفلق آیت ۵)

اور اس کو حرام و ممنوع قرار دیتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اس سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط

اور اس کی تمنا مت کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک دوسرے پر بڑائی دی ہے۔

(پ ۔ ۵ ۔ النساء آیت ۳۲)

بلکہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ سوچ کر خدا پر راضی رہے۔ کہ خدا کے نزدیک وہ اس نعمت کے قابل تھا اس لیے خدا نے اس کو یہ نعمت دی۔ اور میں اس کا اہل نہیں تھا۔ اس لیے خدا نے مجھ کو وہ نعمت نہیں دی ہے

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

Marfat.com

(۱۴) اسلامی تہذیب و ثقافت

(۱۲۴) سلام کرنے کا حکم

ایک مسلمان جب کسی مسلمان سے ملاقات کرے۔ یا کسی کے گھر جائے یا خود اپنے گھر میں داخل ہو تو چاہیے کہ سلام کرے۔ سلام اسلام کا تہذیبی نشان ہے۔ سلام کرنا سنت اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ۝

اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو۔ یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

(پ ۵۔ النساء۔ آیت ۸۶)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تم کو "السلام علیکم" کہہ کر سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ جواب دو۔ یعنی ایک لفظ بڑھا کر "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" کہو یا تم بھی خالی "وعلیکم السلام" ہی کہہ دو۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ، جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔

(پ ۱۸۔ النور۔ آیت ۲۷)

دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا کہ:۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو۔ ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے

Marfat.com

مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط (پ ۱۸ ۔النور آیت ۶۱) مبارک پاکیزہ۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر میں جاؤ یا کسی دوسرے کے گھر میں جاؤ۔ دونوں صورتوں میں گھر والوں پر سلام کرو۔ درسلام کیا ہے؟ یہ ایک اچھی اور مبارک و پاکیزہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں تعلیم کی گئی ہے۔ لہٰذا ملاقات کے وقت اس اچھی دعا کو کام میں لاؤ اور سلام کر لیا کرو۔

سلام کے الفاظ سلامٌ کہے یا سَلَامًا کہے یا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہے یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے۔ ان چاروں لفظوں کے ساتھ سلام کی سنت ادا ہو جائے گی۔ قرآن مجید میں ان چاروں لفظوں کے ساتھ سلام کا ذکر ہے۔

لیکن بہتر یہی ہے کہ "السلام علیکم" کے لفظ سے سلام کرے کیونکہ سنی مسلمانوں میں اسی لفظ کے ساتھ سلام کرنا مشہور و معروف اور رائج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲۵) ایمان والوں ہی کو سلام کرنا چاہیے

سلام صرف مسلمانوں ہی کو کرنا چاہیے۔ غیر مسلموں اور مرتدین کے لیے "سلام" کا لفظ نہ بولے بلکہ بوقت ضرورت ہاتھ اٹھا دے یا "آداب" کہہ دے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ۔ (پ ۷ الانعام آیت ۵۴)

اے پیغمبر! جب آپ کے حضور وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرما دو تم پر سلام ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان والوں ہی کو سلام کرنا چاہیے۔

(۱۲۶) غلط سلام کرنا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَیَّوْكَ بِمَا

اور جب (کفار) اے پیغمبر! آپ کے پاس حاضر

Marfat.com

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ - ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے آپکو سلام کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے آپ کے اعزاز میں نہ کہے۔
(پ ۲۸ المجادلہ۔ آیت ۸)
مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں کا سلام مثلاً "نمستے" یا "پاؤں لگتا ہوں" یا "جے" ان لفظوں کے ساتھ مسلمان کسی کو سلام نہ کریں کہ یہ سلام ہی خلافِ اسلام اور غلط ہے۔

(۱۲۷) لباس پہننا اسلامی تہذیب ہے

اتنا لباس کہ ستر عورت ہو جائے فرض ہے۔ مرد کو ناف سے گھٹنے کے نیچے تک لباس سے چھپانا۔ اور عورت کو دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں اور چہرے کے سوا تمام بدن کو لباس سے چھپانا فرض ہے۔ اس کے علاوہ زینت کے لیے یا جاڑے گرمی سے بچنے کے لیے زیادہ کپڑوں کو پہننا جائز ہے اور یہ اسلام کا تہذیبی نشان ہے۔

بالکل ننگے بدن رہنا یا صرف لنگوٹی یا دھوتی پہننا کہ ران وغیرہ کھلی رہے۔ یہ کفار و مشرکین کا مذہبی نشان ہے۔ لہٰذا یہ مسلمانوں کے لیے حرام و ناجائز ہے کہ بالکل ننگے بدن رہیں یا صرف لنگوٹی یا دھوتی پہنیں۔ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ

اے آدم کی اولاد! اپنی زینت (لباس) لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ اے پیغمبر! آپ فرمادیجیے کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق۔
(پ ۸ الاعراف آیت ۳۱-۳۲)

(۱۲۸) کرتا اسلامی لباس ہے

کرتا اسلامی لباس اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی پوشاک ہے۔ قرآن مجید میں ۔۔

Marfat.com

حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے کہ جب کنعان سے مصر آ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ خبر دی کہ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ:۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۔ج

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

(پ ۱۳ یوسف آیت ۔ ۹۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کرتا زیب تن فرماتے تھے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کرتا پہنا ہے۔

(۱۲۹) کمبل اوڑھنا سنت ہے

اکثر حضرات انبیاء علیہم السلام کمبل پوش رہا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت کمبل اوڑھا ہے اور آپ کی کالی کملی بہت مشہور ہے۔ یہاں تک کہ خداوند قدوس نے آپ کو قرآن مجید میں اس طرح خطاب فرمایا کہ:۔

یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (پ ۲۹۔ المزمل آیت ۱) اے کمبل اوڑھنے والے

(۱۳۰) جوتا پہننا سنت انبیاء ہے

جوتا پہننا اسلامی تہذیب اور خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں کا طریقہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کردم چمڑے کا جوتا استعمال فرماتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام "طویٰ" کے مقدس مقام میں پہنچے تو آپ پر وحی نازل ہوئی کہ:۔

فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ج اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۔

(اے موسیٰ) اپنے جوتے اتار ڈالیے بیشک آپ پاک جنگل "طویٰ" میں ہیں۔

(پ ۱۶۔ طٰہٰ آیت ۱۲)

Marfat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جوتا پہنے ہوئے تشریف لے گئے تھے۔

(۱۳۱) عصا ہاتھ میں رکھنا مسنون ہے

عصا ہاتھ میں لے کر چلنا اسلامی تہذیب، علماء و مشائخ کا عمل اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا مقدس طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ کر پکارا کہ:۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ج اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝

آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ۔ عرض کی یہ میرا عصا ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں۔ اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام بھی ہیں۔ (پ ۱۶۔ طٰہٰ، آیت ۱۷۔ ۱۸)

اس کے علاوہ ثابت ہے کہ دوسرے انبیاء کرام اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاتھ میں عصا رکھتے تھے۔

(۱۳۲) مجلسوں کے آداب

مجلسوں کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی اسلامی تہذیب کا ایک حصہ ہے مثلاً بھری مجلس میں اگر کوئی مسلمان آئے اور جگہ مانگے تو حاضرین سمٹ سمٹ کر اور کھسک کھسک کر اس کو جگہ دے دیں۔ اور اگر اہل مجلس سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو سب کو کھڑے ہو جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے آدابِ مجلس سکھاتے ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ:۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ج وَاِذَا قِيْلَ

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو۔ اللہ تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ

Marfat.com

اُنْشُزُوْا فَانْشُزُوْا۔ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔

(پ ۲۸۔ المجادلہ آیت ۱۱)

(۱۳۳) منہ ٹیڑھا کرکے بات نہ کرو

کسی سے بات کرتے وقت رخسار کج کرکے تکبر سے بات نہ کرو۔ یہ اسلامی تہذیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔ اور کسی سے بات کرنے میں منہ بگاڑ کر بات نہ کرو۔

(پ ۲۱۔ لقمان آیت ۱۸)

یہ اسلامی تہذیب کا بہت اعلیٰ نشان ہے کہ بات کرتے وقت رخسار کج کرکے اور منہ بگاڑ کر کسی سے بات نہ کریں۔ کیونکہ یہ گھمنڈوں اور متکبروں کا منحوس طریقہ ہے جو اسلامی تہذیب کے لیے قابل برداشت نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی۔

(۱۳۴) اتراتے ہوئے مت چلو

زمین پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے چلنا بھی اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ چال گھمنڈیوں اور متکبروں کی مغرورانہ چال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔ بیشک اللہ کو کوئی اترانے والا فخر کرنے والا پسند نہیں۔

(پ ۲۱۔ لقمان آیت ۱۸)

(۱۳۵) چیخ چلا کر بات نہ کرو

اسلامی تہذیب کی تعلیم دیتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ:۔

Marfat.com

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ؀

اور درمیانی چال چلو اور اپنی آواز کچھ نرم اور پست رکھو۔ یقیناً سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

(پ ۲۱۔ لقمان آیت ۱۹)

مطلب یہ ہے کہ نہ بہت تیز رفتاری سے چلو۔ نہ بہت سست چلو کہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں۔ ایک میں تکبر کا اظہار ہے اور ایک میں چھچھورا پن ہے اور یہ دونوں باتیں اسلامی تہذیب کے خلاف ہیں۔ اور بہت چیخ چلا کر گفتگو نہ کرو۔ بلکہ نرم گفتاری و شیریں کلامی کو اپنا طرزِ گفتگو بناؤ۔

(۱۳۷) جاہلوں کی بکواس کا جواب نہ دو

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی مخصوص پہچان اور ان کے خاص نشان کا بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ:۔

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ؀

اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بس جی سلام!

(پ ۱۹۔ الفرقان۔ آیت ۶۳)

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

(پ ۱۹۔ الفرقان۔ آیت ۷۲)

اور جب جاہلوں کی بیہودگی پر وہ گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے خاص بندوں کا یہ بھی ایک مخصوص نشان ہے کہ وہ جاہلوں کی بکواس اور ان کی بے ہودہ ہڑبونگ پر کان نہیں دھرتے اور ان کو منہ نہیں لگاتے اور ان کی لغویات کا کوئی جواب نہیں دیا کرتے بلکہ ان کی بدگوئی و بدزبانی پر خاموشی کے ساتھ صبر و برداشت کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہ خصلت بھی اسلامی تہذیب کا ایک خاص نشان ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں خصوصاً علماء و مشائخ کو خاص طور پر

Marfat.com

اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(۱۳۷) سر کے بال منڈوانا اور کتروانا جائز ہے

مردوں کے لیے جائز ہے کہ چاہیں تو سر کے بال منڈوا دیں اور چاہیں تو کتروالیں لیکن عورتوں کو سر کے بال منڈوانا اور کتروانا دونوں حرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:۔

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ — اپنے سروں کے بال منڈوائیں یا ترشوائیں

(پ ۲۶۔ الفتح ۲۷)

بال منڈوانا اور ترشوانا دونوں ہی اسلامی تہذیب ہے۔

(۱۳۸) داڑھی بڑھانا سنتِ انبیاء ہے

داڑھی بڑھانا خدا کے نبیوں اور رسولوں کی مقدس سنت اور اسلامی تہذیب کا اعلیٰ نشان ہے۔ داڑھی منڈوانا یا ترشوا کر چار انگل سے چھوٹی کرانا جرم وگناہ ہے اور ایسا شخص فاسق معلن ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر سے توریت لیکر بنی اسرائیل کی بستی میں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ قوم بچھڑے کی عبادت کر رہی ہے تو ان کی قوم کی بت پرستی پر بہت غصّہ آگیا اور اسی غضب وجلال میں انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے کہ تم نے قوم کو بت پرستی سے کیوں نہ روکا؟ تو اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام نے عرض کیا کہ:۔

يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝

اے میری ماں کے بیٹے! نہ میری داڑھی پکڑو نہ میرے سر کے بال۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ

Marfat.com

کیا۔ (پ ۱۶۔ طٰہٰ آیت ۹۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال اتنے بڑے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں کو ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ داڑھی بڑھانا اور سر کے بال رکھنا یہ حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی سنت ہے۔ خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی بڑی تھی۔ اور آپ کے سر کے بال کبھی کانوں تک تھے۔ کبھی کندھے تک تھے اور حجۃ الوداع میں اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں میں آپ نے استرے سے سر کے بالوں کو اتروا دیا تھا۔ اس لیے سر پر بال رکھنا بھی سنت ہے اور منڈوانا بھی سنت ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے خلاف نہیں۔ بلکہ دونوں ہی باتیں اسلامی تہذیب میں داخل ہیں۔

(۱۳۹) الگ الگ اور مل کر کھانا دونوں جائز ہے

اگر بہت سے لوگ ہوں تو الگ الگ بھی کھا سکتے ہیں اور لوگ مل کر ایک ساتھ بھی کھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ط

تم لوگوں پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ (پ ۱۸۔ النور۔ ۶۱)

بہر حال یہ دونوں ہی اسلامی تہذیب و دینی خصلت ہے۔ اگرچہ مل کر کھانا بہتر اور باعث برکت ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ مسلمان برکت والی چیز کو خلاف تہذیب حرکت سمجھنے لگے۔ آج کل ایک برتن میں چند آدمیوں کے مل کر کھانے کو کچھ لوگ معیوب سمجھنے لگے ہیں۔ جس کا سبب دین اسلام سے لوگوں کی ناواقفیت و جہالت ہے۔

(۱۴۰) تخت اور کرسی پر بیٹھنا سنت انبیاء ہے

تخت اور کرسی پر بیٹھنا بھی اسلامی تہذیب ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کرسی پر بیٹھتے تھے۔ جب حضرت

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کے والد ماجد کنعان سے مصر میں تشریف لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے محل میں رونق افروز ہوئے تو قرآن مجید میں ہے کہ:۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ۔ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا

(پ ۱۳۔ یوسف ۱۰۰)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دن فرمایا کہ آج رات میں اپنی نوّے بیویوں پر دورہ کروں گا۔ ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر ایک کے پیٹ سے راہ خدا میں جہاد کرنے والا پیدا ہوگا۔ لیکن یہ فرماتے وقت آپ نے انشاء اللہ تعالیٰ نہیں کہا تو کوئی عورت حاملہ نہیں ہوئی سوائے ایک عورت کے اور اس کے بھی ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر رکھ دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ اور بے شک ہم نے سلیمان کو جانچا اور اس کی کرسی پر ایک بے جان بدن ڈال دیا۔ پھر وہ خدا کی طرف رجوع لائے۔

(پ ۲۳۔ ص ۳۴)

دونوں آیتوں سے اس بات کا ثبوت مل گیا کہ تخت اور کرسی پر بیٹھنا جائز اور دو پیغمبروں کی سنت ہے۔ اس لیے اسلامی تہذیب و تمدن میں تخت و کرسی پر بیٹھنا ایک اچھی اور باوقار نشست ہے اور یہ جائز بلکہ انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی ہے۔

(۱۵) علاج کا بیان

(۱۴۱) شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

ہر بیماری کا علاج کرنا جائز ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"اے اللہ کے بندو! تم لوگ علاج کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری

Marfat.com

کے لیے شفاء کا سامان رکھا ہے۔ سوائے ایک بیماری کے کہ وہ لا علاج ہے اور وہ بڑھاپا ہے۔" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۸ بحوالہ ترمذی وغیرہ)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو اس کی دوا پہنچ جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۷ بحوالہ مسلم)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ علاج کرنا جائز ہونے کے ساتھ ساتھ سنت بھی ہے اس لیے ہر بیماری کا علاج کرنا چاہیے مگر اسلام کا یہ بنیادی عقیدہ ہر دم پیش رکھنا لازم ہے کہ ہر بیماری سے شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوائیں شفا دینے والی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دواؤں کو شفاء کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ یہ دنیا عالم اسباب ہے جس طرح اس دنیا کا کوئی کام بغیر وسیلہ اور ذریعہ کے نہیں ہوتا۔ اسی طریقے سے شفا بھی دواؤں کے وسیلہ اور ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں بلکہ ہر کام کا کرنے والا اور شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ:۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (پ ۱۹۔ الشعراء ۔ ۸۰)

اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے۔

(۴۲) شہد میں شفاء ہے

اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس میں بیماریوں سے شفاء ہے بعض بیماریوں کی تو تنہا شہد ہی دوا ہے۔ اور بعض بیماریوں میں دوسری دواؤں کے ساتھ مل کر یہ بحکم الٰہی شفا دیتی ہے چنانچہ بکثرت خمیروں، معجونوں، جوارشوں میں شہد پڑتی ہے اور بارہا کا تجربہ ہے کہ اس سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ط

(شہد کی مکھی) کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ کی نکلتی ہے جس میں لوگوں

Marfat.com

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۔ (پ ۱۴۔ النحل ۶۹)

کی تندرستی ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔

فائدہ:۔ میرے علم میں دنیا کی کوئی دوا ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہو کہ "اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے" صرف شہد ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ اس لیے اس پر ایمان لانا فرض ہے کہ "شہد میں شفاء ہے" جو اس کا انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ قرآن کا منکر ہے اس لیے بہرحال اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ شہد میں شفاء ہے۔

(۱۴۳) شہد پینا جائز ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں یہ فرمایا کہ شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ یعنی شہد رنگ برنگ کی ایک پینے کی چیز ہے اس لیے شہد کو بطور سالن کے کھانا اور دوسری دواؤں میں ملا کر کھانا بھی جائز ہے اور خالی شہد کو پینا بھی جائز ہے۔

(۱۴۴) شراب حرام ہے

شراب اور جس دوا میں شراب ملی ہوئی ہو اس کا ہر قطرہ نجس، اور اس کا پینا کھانا یا بدن میں لگانا اس سے علاج کرنا حرام ہے۔ اور اگر بدن یا کپڑے میں لگ جائے تو اس کو دھو کر پاک کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح پیشاب اور خون لگ جائے تو اس کو دھو کر پاک کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ (پ ۷۔ المائدہ ۹۰)

شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں۔ شیطانی کام۔ تو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

Marfat.com

"اللہ نے بیماری اور دوا دونوں کو نازل فرمایا ہے لہٰذا تم لوگ دوا کرو۔ اور حرام چیزوں سے دوا نہ کرو۔" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۸ بحوالہ ابوداؤد)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ:۔

"خبیث (حرام ونجس) دواؤں سے علاج کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۸ بحوالہ ابوداؤد و ترمذی وغیرہ)

واضح رہے کہ شراب کی حرمت قطعی ویقینی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے لہٰذا جو شراب کو حرام نہ مانے وہ کافر ہے اور جو شراب کو حرام مانتے ہوئے اس کو پیتا ہے وہ سخت گناہ گار وفاسق ہے اور اس پر اس گناہ سے توبہ کرنا فرض ہے۔

(۱۴۵) پانی سے علاج

حضرت ایوب علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا کہ ان کی تمام اولاد اور اونٹ و بکریاں، سونا چاندی وغیرہ تمام مال و اسباب ہلاک وبرباد ہوگئے اور آپ کے تمام بدن پر آبلے اور پھوڑے نکل آئے۔ آپ ان مصیبتوں پر صبر وشکر کرتے رہے اور امتحان الٰہی میں کامیاب ہو گئے پھر آپ نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کی ٹھوکر سے زمین پر ایک چشمہ جاری فرما دیا اور حکم دیا کہ:۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۔ (اے ایوب) زمین پر اپنا پاؤں مارو یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

(پ ۲۳۔ ص۔ ۴۲)

چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس چشمہ میں غسل فرمایا اور اس کے پانی کو پی لیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مرض سے مکمل شفا عطا فرمائی اور جتنا مال اولاد کی تباہی سے ان کا نقصان ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کا دوگنا عطا فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر ان کی مدح فرمائی۔ اور ان کو "اواب" (خدا کی طرف رجوع ہونے والا) کے جلیل القدر وباعظمت خطاب سے بھی سرفراز فرما دیا۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ چشموں اور کنوؤں اور بارش کے پانی میں بھی خدا کے حکم سے شفا ہو سکتی ہے چنانچہ بارہا کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ بعض چشموں اور بعض کنوؤں اور بعض موسم کی بارشوں میں بھی شفا ہوتی ہے۔ اور ان پانیوں سے غسل کرنا اور ان کا پینا صحت بخش ہوتا ہے تو ان پانیوں سے علاج کرنا جائز ہے۔

(۱۴۶) دودھ ایک خوشگوار پینے کی چیز ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت کی نشانیوں کو بیان فرماتے ہوئے قرآن مجید میں دودھ کا تذکرہ ان لفظوں میں بیان فرمایا کہ:-

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۔ ۝

(پ ۱۴ - النحل ۶۶)

اور بے شک چوپالوں میں تمہارے لیے عبرت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ جو پینے والوں کے حلق سے بہ آسانی اتر جاتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دودھ ایک خوشگوار پینے کی چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی لہٰذا دودھ کو دوا اور غذا کے طور پر پینا جائز ہے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کا آزمودہ تجربہ ہے کہ دودھ نہایت ہی صحت بخش غذا اور بہت سی بیماریوں کی نہایت ہی مفید دوا ہے۔ اور قرآن مجید کے اشارات بھی اسی حقیقت کی طرف ہدایت و راہنمائی کر رہے ہیں اور حدیثوں میں صراحتہً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کی مدح فرمائی ہے۔

Marfat.com

(۱۶) مہمان نوازی کا بیان

مہمان نوازی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ایک حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ مہمان کی عزت افزائی کرے" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۶۸ بحوالہ بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ:۔

"سنت طریقہ یہ ہے کہ مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازہ تک مہمان کے ساتھ ساتھ چلے" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۷۰ بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر دس یا بارہ فرشتے انسانی شکل و صورت میں مہمان بن کر تشریف لائے۔ تو آپ نے ان مہمانوں کی کس طرح مہمان نوازی فرمائی؟ اس کی منظر کشی کرتے ہوئے خداوند کریم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۔ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝

(پ ۲۶ - الذٰریٰت ۲۴ تا ۲۷)

(اے محبوب) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔ جب وہ ان کے پاس آکر بولے کہ "سلام" تو ابراہیم نے کہا کہ "سلام" (ابراہیم نے دل میں کہا کہ یہ) تو ناشناس لوگ ہیں۔ پھر ابراہیم گھر میں گئے اور ایک فربہ (بھنا ہوا) بچھڑا لے آئے۔ پھر اسے (مہمانوں) کے پاس رکھا اور کہا کہ کیا تم لوگ کھاتے نہیں؟

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

Marfat.com

(۱) فرشتے انسانی صورت میں مہمان بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے (۲) ان مہمانوں نے آکر سلام کیا۔ معلوم ہوا کہ مہمان گھر والے کو سلام کرے گا۔ (۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے سلام کا جواب دیا (۴) ان مہمانوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلے سے کوئی جان پہچان نہیں تھی۔ معلوم ہوا کہ مہمان کے لیے جان پہچان والا ہونا ضروری نہیں نا شناسا لوگ بھی مہمان ہو سکتے ہیں اور ان کی مہمان نوازی کی جائے۔ (۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر میں جا کر ایک بھنا ہوا گائے کا بچھڑا لائے جو خوب فربہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کے گھر آتے ہی صاحب خانہ کو چاہیے کہ مہمان کے کھانے کا انتظام کرے اور کھانا مہمان کے سامنے لائے (۶) یہ فرشتے جب کھانے سے رکے، تو آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ آپ لوگ کھانا نہیں کھا رہے ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ صاحب خانہ کو چاہیے کہ مہمان کو اصرار کر کے کھانا کھلائے (۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان مہمانوں سے خطرہ یوں محسوس ہوا کہ اس دور کا یہ دستور تھا کہ دشمن کھانا نہیں کھاتا تھا تو جب فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تو آپ ڈر گئے کہ کہیں یہ مہمان دشمن نہ ہوں۔

ان مہمانوں سے جو فرشتے ہونے کی وجہ سے کھانا نہیں کھاتے تھے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنے کا مقصد پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ دو مقصد سے آپ کے گھر آئے ہیں ایک تو یہ کہ آپ کے گھر میں حضرت "سارہ" کے پیٹ سے ایک صاحب علم لڑکا پیدا ہوگا، ہم لوگ آپ کو یہ خوشخبری سنانے کے لیے آئے ہیں اور دوسرے ہمارا یہ کام ہے کہ ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب لے کر آسمان سے اترے ہیں، چنانچہ ان فرشتوں نے پہلے تو لوط علیہ السلام کی قوم پر کنکر کے پتھروں کی بارش کی پھر پوری بستی کو الٹ پلٹ کر تہس نہس کر دیا۔

Marfat.com

(۱۷) عاریت کا بیان

عاریت یہ ہے کہ استعمال کی چیزیں مثلاً سوئی، کلہاڑی، کدال، چاقو، مطالعہ کے لیے کتابیں، کھانے کے برتن وغیرہ اس قسم کی چیزیں کوئی استعمال کے لیے مانگے تو اس کو کچھ دیر کے لیے دے دینا۔ اور پھر واپس لے لینا۔ جس نے عاریت کے طور پر سامان لیا ہے وہ سامان اس کے پاس عاریت دینے والے کی امانت ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ کام نکل جانے کے بعد وہ اس سامان کو واپس لوٹا دے۔ اور اگر اس نے اس سامان کو ضائع کر دیا تو اس سے تاوان وصول کیا جائے گا۔

عاریت دینے پر بہت بڑا ثواب ملے گا۔ اور عاریت نہ دینے پر قرآن مجید میں بہت سخت وعید آئی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کو عاریت کے طور پر برتنے کے لیے سامان دے دیا کریں کہ یہ مسلمانوں کی اعانت ہے جو باعث ثواب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۔ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۔ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۔ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ	تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

(پ ۳۰ ۔ الماعون ۷)

اللہ اکبر۔ کتنی سخت اور شدید وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس وعید سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

Marfat.com

(۱۸) امانت کا بیان

امانت رکھنا جائز ہے۔ اور جس کی امانت ہے اس کو دی جائے گی اور امانت میں خیانت حرام و گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۔ لا

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

(پ ۵۔ النساء ۵۸)

اس سے ثابت ہوا کہ امانت کو صاحب امانت تک بغیر کسی خیانت کے پہنچا دینا واجب ہے۔

(۱۴۷) امانت میں خیانت حرام ہے

جس کی امانت ہے وہ امانت اس کو سپرد کی جائے گی، اگر امانت رکھنے والے نے اس امانت میں کوئی کمی کر کے یا اس میں کوئی نقصان پہنچا کر امانت کو واپس کیا تو یہ امانت میں خیانت ہوئی۔ امانت میں خیانت حرام و گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

اے ایمان والو اللہ و رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ اور اپنی امانتوں میں بھی جان بوجھ کر خیانت نہ کرو۔

(پ ۹۔ الانفال ۔ ۲۷)

فائدہ ۱۴۔ امانت صرف روپے پیسے اور مال و سامان ہی کی نہیں ہوتی بلکہ اس کے علاوہ دوسری بھی بہت سی امانتیں ہیں۔ مثلاً (۱) کسی نے اپنا سلام و پیغام کسی دوسرے تک پہنچانے کے لیے تمہیں اپنا امین بنا دیا۔ تو تم اس کے امین ہو گئے۔ اب تم پر لازم

Marfat.com

ہے کہ وہ سلام و پیغام جو ہو اس شخص تک پہنچادو۔ اور اس میں تبدیلی اور کتر بیونت نہ کرو ورنہ تم پر گناہ خیانت کا ہوگا۔ (۲) کسی نے اپنا راز تمہیں بتادیا اور تم کو امین بنادیا کہ اس راز کو کسی پر فاش نہ کرنا۔ تو تم اس آدمی کے امین ہو گئے۔ اگر اس راز کو فاش کردو گے، تو تم امانت میں خیانت کرنے کے مجرم ٹھہرو گے (۳) میاں بیوی جماع کے وقت جو حرکتیں کرتے ہیں میاں بیوی ایک دوسرے کے امین ہیں۔ اگر مرد اور عورت میں سے کسی نے ان حرکتوں کو دوسروں پر ظاہر کردیا تو ان پر خیانت کرنے کا الزام عائد ہوگا۔ ان سب قسم کی امانتوں میں خیانت کرنی حرام و ناجائز ہے۔

(۱۴۸) وعدہ خلافی

کسی سے کوئی وعدہ کرکے اس وعدہ کو پورا نہ کرنا بدترین جھوٹ اور ایک قسم کی امانت میں خیانت ہے۔ جو بدترین گناہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منافق کی خصلت بتایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد نبوی ہے کہ:-

چار باتیں جس شخص میں ہوں گے وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چار باتوں میں ایک بات ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ یہاں تک کہ اس بات کو چھوڑ دے۔ (۱) جب وہ امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۲) اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) اور جب کوئی وعدہ کرے تو عہد شکنی کرے اور جب کوئی بحث کرے تو گالی بکے اور بدزبانی کرے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷ بحوالہ بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ۔ اے ایمان والو! وعدوں کو پورا کرو۔ (پ ۶۔ المائدہ ۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے وعدوں کو ضرور پورا کرے اور ہرگز ہرگز وعدہ خلافی نہ کرے۔

Marfat.com

(۱۹) منت ماننے کا بیان

نذر و منت شریعت میں اس عبادت کے کام کو کہتے ہیں جو بندہ خود اپنے اوپر لازم کرے مثلاً یہ کہا کہ اگر میرا فلاں مقصد پورا ہو گیا تو میں اتنی رکعتیں نفل پڑھوں گا۔ یا اتنے روزے رکھوں گا۔ یا اتنے مسکینوں کو خدا کی رضا کے لیے کھانا کھلاؤں گا یا کوئی بھی نیک کام کروں گا۔ یہ یاد رکھیے کہ نذر و منت خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ کسی مزار یا کسی بزرگ کے لیے منت نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ یہ جائز ہے کہ یہ کہے کہ یا اللہ اگر میرا فلاں مقصد پورا ہو گیا تو میں نے نذر و منت مانی ہے کہ فلاں ولی کے مزار کے پاس آستانہ کے فقراء کو تیری رضا کے لیے کھانا کھلاؤں گا یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں گا۔ یا وہاں کی مسجد کے لیے تیل یا چٹائی وغیرہ دوں گا۔

(خزائن العرفان ص۵۳ بحوالہ رد المحتار)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

اور جو کچھ تم خرچ کرو۔ یا منت مانو اللہ اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

(پ ۳۔ البقرہ۔ ۲۷۰)

(۱۴۹) منت پوری کرنے کی تعریف

اپنی منت کو پوری کرنا قابلِ تعریف اور ثواب کا کام ہے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے تھے تو حضرت علی و حضرت بی بی فاطمہ اور ان کی لونڈی بی بی فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تین روزوں کی منت مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب دونوں صاحبزادوں کو صحت دے دی تو ان صاحبوں نے منت کے تین روزے رکھے۔ اس کی تعریف خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ٥
(پ ۲۹ - الدھر آیت ۷)

(اہل بیت) اپنی منت پوری کرتے رہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔ (یعنی قیامت کے دن)

اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت طلحہ اور حضرت سعید بن زید اور حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے منت مانی تھی کہ وہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جہاد کا موقع پائیں گے تو آخری دم تک ثابت قدم رہیں گے تو ان حضرات کی مدح و تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ٥
(پ ۲۱ - الاحزاب ۲۳)

مسلمانوں میں کچھ مرد وہ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا بھی نہ بدلے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی۔ اس کو پوری کرنا لازم و ضروری ہے اور منت پوری کر لینے پر اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اجر و ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی مدح و تعریف بھی فرماتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں قرآنی واقعات میں آپ نے پڑھ لیا۔

(۲۰) صلح کا بیان

(۱۵۰) صلح بہت اچھی چیز ہے

ہر نزاع کو ختم کرنے اور ہر جھگڑے کو چکانے اور نمٹانے کے لیے سب سے بہترین چیز صلح ہے۔ چنانچہ دورِ حاضر میں مشرق و مغرب کے تمام بڑے بڑے عقلا و دانشور اس

Marfat.com

حقیقت کا بآواز بلند اعتراف کر رہے ہیں کہ دنیا کا کوئی نزاعی مسئلہ جنگ سے طے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر اختلافی مسائل کو طے کرنے کی بہترین صورت یہی ہے کہ میدان جنگ سے ہٹ کر بند کمرے میں ایک میز کے گرد صلح و صفائی کی گفتگو کی جائے۔ یہ سچی حقیقت ہے جس کا برسہا برس تجربہ کرنے کے بعد آج دنیا بھر کے دانشوران و مبصرین اعلان کر رہے ہیں۔ آج سے چودہ سو برس پہلے ہی قرآن مجید نے اعلان کر دیا ہے کہ:۔

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط

اور "صلح" سب سے بہترین چیز ہے اور لوگوں کے دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔

(پ ۵۔ النساء ۱۲۸)

یعنی ہر ایک اپنا فائدہ اور راحت و آسائش چاہتا ہے۔ اور اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کر کے دوسروں کے فائدے اور آرام و راحت کو ترجیح نہیں دیتا ہے اور سب کتوں کی طرح لڑ رہے ہیں اور کسی کو بھی امن و سکون اور آرام و آسائش نصیب نہیں ہوتی، حالانکہ سب کے لیے آرام و سکون کا واحد طریقہ "امن" ہے جو سب سے بہترین راستہ ہے۔

(۱۵۱) مسلمانوں میں لڑائی ہو تو صلح کرا دو!

مسلمانوں میں لڑائی کا ہونا، اور ان میں اختلاف و نزاع کا پیدا ہونا۔ بشریت کے لحاظ سے ایک فطری بات ہے۔ مگر اس اختلاف و نزاع کو ختم کرانے اور لڑائی بند کرانے کی بہترین تدبیر یہی ہے کہ دونوں فریق میں صلح کرا دی جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ج

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں۔ تو ان میں صلح کرا دو۔

(پ ۲۶۔ الحجرات ۹)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا

مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

Marfat.com

بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ ۲۶ - الحجرات ۱۰)

تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کہ تم پر رحمت ہو۔ (پ ۲۶ - الحجرات ۱۰)

بہر حال مسلمانوں کے ہر اختلاف اور لڑائی کی صورت میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ خاموش تماشائی نہ بنے رہیں بلکہ چند با اثر و مخلص مسلمان آگے بڑھ کر مسلمانوں میں صلح کرا دیں تاکہ لڑائی جھگڑا ختم ہو جائے۔ اور مسلمان بھائی بھائی کی طرح مل جل کر امن و سکون کے ساتھ رہنے لگیں۔

(۱۵۲) میاں بیوی میں مصالحت

کبھی کبھی میاں بیوی میں بھی اختلاف رونما ہو جایا کرتا ہے تو اس اختلاف و نزاع کو دور کرنے اور دونوں میں محبت و اتحاد پیدا ہونے کی بہترین صورت یہی ہے کہ عورت اور مرد میں مصالحت ہو جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا ۝ (پ ۵ - النساء ۱۲۸)

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں۔

مطلب یہ ہے کہ کچھ اہل خیر با اخلاص مسلمان بیٹھ کر میاں بیوی میں صلح کرا دیں اور میاں بیوی کچھ لے کچھ دے کے اصول پر نرم و گرم معاملہ کو طے کر لیں۔ یہی سب سے بہترین صورت ہے۔ صلح کرا دینا اور صلح کر لینا مسلمانوں اور میاں بیوی دونوں کا فرض منصبی ہے مگر افسوس کہ آج کل خود غرضی کا دور ہے کہ لوگ میاں بیوی اور مسلمانوں کے جھگڑوں کو خاموش تماشائی بن کر دیکھا کرتے ہیں اور کوئی آگے بڑھ کر صلح نہیں کراتا حالانکہ یہ ہر ایک مسلمان کا فرض منصبی ہے۔ کاش مسلمانوں کو اس فرض منصبی کی ادائیگی کی توفیق نصیب ہو جائے تو مسلم معاشرہ میں ایک بہت بڑی اصلاح ہو جاتی۔

Marfat.com

(۲۱) اسلامی حکومت

اسلامی حکومت کے تین بنیادی اصول ہیں۔ جن کے بغیر کوئی سلطنت اسلامی حکومت نہیں کہلا سکتی (۱) حاکمیت صرف اللہ و رسول کی ہے (۲) مجلسِ شوریٰ (۳) عدل۔

(۱۵۳) اللہ و رسول کی حاکمیت

اسلامی حکومت میں اللہ و رسول کے حکم کے سوا کسی دوسرے کا حکم نہیں چل سکتا۔ ہر جگہ ہر حال میں بہر صورت قوانین اسلام ہی امیر مملکت اور رعایا سب کے لیے واجب الایمان اور لازم العمل رہیں گے۔ قانونِ اسلام کے سوا کسی کو کسی حالت میں کوئی اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ٥

اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو اپنے معاملہ کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ و رسول کا حکم نہ مانے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں بہکا۔

(پ ۲۲۔ الاحزاب ۳۶)

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ:۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے۔ تو اسے اللہ اور

Marfat.com

اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝
(پ ۵ - النساء ۵۹)

رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔
(پ ۵ - النساء ۵۹)

واضح رہے کہ قانونِ اسلام میں یہ جائز ہی نہیں ہے کہ امیر یا حکومت والے اللہ کے کسی حکم کی مخالفت کر سکیں۔ اس لیے امیر اور حکومت والے کا حکم (اللہ تعالیٰ) ہی کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اسلامی حکومت میں حاکمیت صرف اللہ و رسول ہی کی ہوگی۔

(۱۵۴) مجلسِ شوریٰ

اسلامی حکومت میں ایک مجلسِ شوریٰ بھی لازمی ہے جو ایماندار و صالحین دانشوروں پر مشتمل ہوگی۔ جو قوانین اسلام اور ان کی تشریحات کے بارے میں امیر ریاست کی راہنمائی کرتی رہے گی۔ خداوند قدوس نے اس کی ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص
(پ ۲۵ - الشوریٰ ۳۸)

اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

(۱۵۵) عدل وانصاف

اسلامی سلطنت کے لیے بنیادی طور پر لازم و ضروری ہے کہ ہر معاملہ میں ہر شخص کے ساتھ قوانینِ اسلام کے مطابق عدل وانصاف کیا جاتا رہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ج وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ط
(پ ۲۵ - الشوریٰ ۱۵)

اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کتاب اللہ نے اتاری۔ اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں عدل کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے۔
(پ ۲۵ - الشوریٰ ۱۵)

Marfat.com

(۱۵۶) حاکموں کے اوصاف

اسلامی حکومت میں ایسے حاکموں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے جو اپنی خواہشات نفسانیہ کے فرماں بردار ہوں، اور اللہ و رسول کے قوانین سے روگردانی کرکے قیامت کے دن اپنے اعمال کا حساب دینے کو بھول بیٹھے ہوں، بلکہ فرمانرواؤں اور حاکموں پر لازم ہے کہ وہ معاملہ میں وہی حکم دیں جو حق ہے۔ اور اللہ و رسول کے فرمانوں کے مطابق ہے اور ہرگز ہرگز کبھی اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کریں۔ اور ہر دم ہمیشہ اور ہر حال میں اس عقیدہ پر استقامت رکھیں کہ ہم آج جو کچھ بھی کر رہے ہیں، قیامت کے دن ہم کو اپنے اعمال کے ذرے ذرے کا حساب دینا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکومت و فرمانروائی عطا فرماتے وقت ان پر جو پابندی عائد فرمائی تھی، اس کا تذکرہ خود قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا کہ:۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ۠

(پ ۲۳ - صٓ ۲۶)

اے داؤد! بے شک ہم نے تمہیں زمین میں اپنا نائب (بادشاہ) بنایا تو آپ لوگوں کو حق بات کا حکم دیجیے۔ اور خواہش کی پیروی نہ کریں، کہ وہ آپ کو اللہ کے راستہ سے بہکا دے گی، بے شک جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن بھول بیٹھے۔

غور کیجیے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خصوصیت کے ساتھ تین باتوں کا حکم فرمایا (۱) حق کا حکم ماننا (۲) خواہش کی پیروی نہ کرنا (۳) محاسبہ قیامت کو یاد رکھنا۔ اسلامی حکومت کے بعد حاکموں کو بھی اسی روش پر چلنا ضروری ہے۔

Marfat.com

(۱۵۷) اطاعتِ امیر کے حدود

اسلامی حکومت میں امیر مملکت کے احکام کی پابندی رعایا پر واجب ہے لیکن اگر امیر مملکت کسی ناجائز اور خلافِ شریعت بات کا حکم دے تو ہر گز ہر گز اس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ○

(پ ۲۹ ۔ الدھر ۲۴)

اپنے رب کے حکم پر صابر رہو اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانو۔

(پ ۲۹ ۔ الدھر ۲۴)

حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"امیر کی بات کو سننا اور اس کی فرمانبرداری ہر مسلمان پر لازم ہے۔ خواہ وہ بات اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ لیکن جب امیر کی طرف سے کسی گناہ کی بات کا حکم دیا جائے تو نہ اس کی بات سنی جائے گی۔ نہ اس کا حکم مانا جائے گا۔

(مشکوٰۃ ج ۲ صـ۳۱۹ بحوالہ بخاری و مسلم)

(۱۵۸) بین الاقوامی معاہدوں کا احترام

اسلامی سلطنت نے اگر کسی حکومت سے کوئی معاہدہ کر لیا ہو تو اس معاہدہ کا احترام اور اس کی پابندی امیر و رعایا سب پر لازم ہے اور ہر گز اس کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ یہاں تک کہ معاہدوں کی مدت گزر جائے یا معاہدہ ہی ختم ہو جائے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔

(پ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل ۳۴)

اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ گچھ ہوگی۔

(پ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل ۳۴)

Marfat.com

(۱۵۹) تحقیق کے بغیر کاروائی منع ہے

کسی مقدمہ یا کسی معاملہ میں محض افواہ کی بنا پر حکام کو بغیر تحقیق کے کوئی کاروائی کرنا جائز نہیں ہے۔ جب تک صورتِ واقعہ کی پوری پوری تحقیق نہ کر لی جائے اور یقینی طور پر اس کا علم نہ ہو جائے۔ محض شبہہ کی بنا پر کسی پر فردِ جرم لگا کر اس کو سزا دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

اور اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت میں) سوال ہونا ہے۔

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۳۶)

یعنی جس چیز کو دیکھا نہیں ہے اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس بات کو سنا نہیں ہے۔ اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے نہ اس پر کوئی کاروائی کرو۔

(۱۶۰) بین الاقوامی سیاست دلیرانہ ہونی چاہیے

اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ بین الاقوامی سیاست میں خوف و ہراس نہ رکھے۔ بلکہ خود اعتمادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے دلیرانہ طور پر اپنی سیاست کو اقوامِ عالم کے سامنے پیش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کی ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بے شک وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور اگر وہ تمہیں فریب دیا چاہیں تو بلاشبہ تمہیں اللہ کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(پ ۱۰ - الانفال ٦١-٦٢)

زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا (یعنی مسلم فوجوں کے ذریعے تمہیں طاقتور بنایا۔)

(پ ۱۰ - الانفال ٦١-٦٢)

(۱۶۱) معاہدہ شکن کے ساتھ کیا معاملہ کریں؟

اگر کسی حکومت سے اسلامی حکومت کا کوئی معاہدہ ہوا۔ مگر وہ حکومت بار بار معاہدوں کو توڑتی رہتی ہے۔ تو اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ بھی معاہدہ کو ختم کر دے اور اگر جنگ کی نوبت آجائے تو شدید جنگ کریں اور اگر معاہدہ کے بعد دوسری حکومت کی طرف سے کسی دغا کا اندیشہ ہو تو اسلامی حکومت کو چاہیے کہ اس سے معاہدہ فسخ کر لیں اور اس حکومت کو مطلع کر دیں کہ ہمارے تمہارے درمیان اب کوئی معاہدہ نہیں رہا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ہدایت نامہ یاد رکھیں :-

اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۝

(پ ۱۰ - الانفال ٥٦-٥٧-٥٨)

وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔ پھر ہر بار وہ اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں اس طرح قتل کرو۔ جس سے ان کے پسماندگان کو بھگا دو۔ اس طرح شاید انہیں کچھ عبرت حاصل ہو۔ اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا معاہدہ ان کی طرف برابری پر پھینک دو۔ بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی حکومت معاہدوں کی اس وقت تک پابندی کرے گی۔ جب تک فریق ثانی اپنے معاہدوں پہ قائم رہے گا اور اگر فریق ثانی معاہدہ کو توڑ دے یا اس کی طرف سے کسی دغا کا خطرہ محسوس ہونے لگے تو اسلامی حکومت

Marfat.com

کو معاہدہ فسخ کر دینے کا اعلان کر دینا چاہیے۔ اگر جنگ کی نوبت آن پڑے تو دلیری کے ساتھ جم کر لڑنا چاہیے اور ہرگز ہرگز بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اور بات ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی طرف سے جنگ کو ٹالتے رہنا چاہیے۔

(۱۶۲) اسلامی عدالت

اسلامی حکومت کے لیے بے حد ضروری اور انتہائی اہم ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں ایک "محکمۂ عدلیہ" قائم کرے جو انتظامیہ کے تسلط اور سیاسی دباؤ سے بالکل آزاد ہو تاکہ کھلی فضا میں وہ مقدمات کا عادلانہ فیصلہ صادر کرتا رہے۔ اسی محکمۂ عدلیہ کا نام "اسلامی عدالت" ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (پ ۶ - المائدہ ۸)

عدل کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

دوسری آیت شریفہ میں یوں ارشاد ہوا کہ:۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا (پ ۵ - النساء ۵۸)

اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے۔ یقیناً اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اسلامی عدالت کے علاوہ بھی ہر مسلمان کو ہمیشہ ہر معاملہ میں عدل و انصاف کرتے رہنا واجب الایمان و لازم العمل ہے۔

(۱۶۳) اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے

ہر معاملہ میں اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ کو بلا چون و چرا مان لینا فرض ہے۔ قرآن میں خدا کا فرمان ہے کہ:۔

Marfat.com

وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ ط وَھُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ہ
(پ ۱۳ - الرعد - ۴۱)

اور اللہ حکم فرماتا ہے۔ اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور اسے حساب لینے میں دیر نہیں لگتی۔

دوسری آیت شریفہ میں اس طرح فرمایا کہ:۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہ
(پ ۶ - المائدہ ۴۵)

اور جو اللہ کے نازل کیے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

دوسری آیت مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ہ
(پ ۶ - المائدہ ۴۷)

اور جو اللہ کے نازل کیے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نازل ہو چکا ہے۔ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے سوا کوئی دوسرا فیصلہ ہرگز ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور وہی ہر مسلمان کے لیے لازم العمل ہے۔ مثلاً چور زانی۔ قاتل وغیرہ کے بارے میں جو سزائیں قرآن میں نازل ہو چکی ہیں۔ اب کسی حاکم کو قطعاً یہ اختیار نہیں ہے کہ رحم کی درخواست، یا کسی بڑی سفارش یا کسی سیاسی مصلحت سے ان سزاؤں کو معاف کر دے۔ یا ان میں کوئی تخفیف یا رد و بدل کر دے اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا فیصلہ ہے جو ہر حال میں نافذ اور واجب العمل رہے گا۔ ہاں البتہ جن مجرموں کے بارے میں کوئی معین سزا خداوند تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی ہے بلکہ اس کو قاضیوں کی رائے کے سپرد فرما دیا ہے۔ ان سزاؤں کو قاضی اپنی صواب دید کے مطابق نافذ کرے گا تو قاضی سے کوئی مواخذہ نہیں ہو گا۔ قاضی حال و ماحول اور اشخاص کے لحاظ سے اس میں رد و بدل کر سکتا ہے۔ اس قسم کی سزاؤں کو "تعزیرات" کہتے ہیں۔ تعزیرات میں قاضی کمی بیشی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

(۱۶۴) اسلامی عدالت کے سمن پر حاضر نہ ہونا گناہ ہے!

اسلامی عدالت جب سمن جاری کر کے کسی کو عدالت میں طلب کرے تو سمن پا کر بلا کسی عذر کے عدالت میں حاضر نہ ہونا جرم اور گناہ ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

وَاِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں تو ناگہاں ان میں کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو تو ان کی طرف آئیں مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے؟ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔

(پ ۱۸۔ النور ۴۸۔۴۹۔۵۰)

غور کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمانے کے لیے جن لوگوں کو بلائیں اور وہ حاضری سے منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر کتنے غضب کا اظہار فرمایا۔ اور ان لوگوں کی کیسی کیسی مذمت فرمائی کہ ان لوگوں کو "ظالم" تک فرمایا۔ تو اسلامی عدالت کا سمن درحقیقت اللہ و رسول کی طرف سے بلاوا ہے۔ تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے تو جو سمن سے روگردانی کر کے عدالت میں حاضر نہ ہو گا وہ یقیناً بلا شبہ مجرم و گناہ گار ہو گا۔

۱۶۶ گواہ، گواہی سے انکار نہیں کر سکتے

کسی مقدمہ کے گواہ کو جب گواہی کے لیے بلایا جائے تو گواہ کے لیے جائز نہیں ہے کہ گواہی کو چھپائے۔ یا گواہی دینے سے انکار کرے۔ اگر وہ گواہی کو چھپائے گا یا گواہی دینے سے انکار کرے گا تو گناہ گار ہو گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھ لیجیے۔

Marfat.com

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيْمٌ ○

اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

(پ ۳۔ البقرہ ۲۸۳)

دوسری آیت مبارکہ میں ارشادِ خداوندی ہے کہ:۔

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوْا ط

اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں۔ (پ ۳۔ البقرہ ۲۸۲)

دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ گواہ کو ہرگز اپنی گواہی نہ چھپانی چاہیے۔ نہ گواہی دینے سے انکار کرنا چاہیے بلکہ گواہ پر از روئے شریعت لازم ہے کہ عدالت میں حاضر ہو کر اپنی گواہی پیش کر دے۔

(۱۶۷) جھوٹی گواہی حرام ہے

جھوٹی گواہی دینی حرام و ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ○

اور جھوٹی بات سے بچو۔

(پ ۔ ۱۷۔ الحج ۳۰)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے مخصوص اوصاف کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ لا

اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے

(پ ۱۹۔ الفرقان ۷۲)

جھوٹی گواہی دینے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہے۔ جھوٹے گواہ کو قاضی تعزیر کے طور پر سزا بھی دے گا۔

Marfat.com

(۱۶۸) فاسق کی خبر اور گواہی معتبر نہیں

فاسق مثلاً چور، ڈاکو، شرابی، زناکار، جھوٹا، نماز باجماعت قصداً بلا عذر شرعی چھوڑنے والا وغیرہ فاسقوں کی خبر اور گواہی غیر معتبر ہے۔ نہ ان لوگوں کی خبر پر اعتماد کیا جائے گا نہ ان لوگوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو لاعلمی میں سزا نہ دے بیٹھو۔ پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

(پ ۲۶۔ الحجرات ۶)

(۱۶۹) زبردستی کرایا ہوا گناہ جرم نہیں

اگر کافروں نے کسی مسلمان کو پکڑ کر اس کے گلے پر تلوار رکھ دی۔ یا سینے پر بندوق کی نالی رکھ دی اور جان کی دھمکی دے کر کفر بولنے پر مجبور کر دیا اور اس مسلمان کو ظن غالب ہو گیا ہو بغیر کفر بولے میری جان بچ نہیں سکتی تو ایسی حالت میں بھی اگر مسلمان کفر کا کلمہ نہ بولے اور قتل ہو جائے تو اس کو شہادت کا عظیم درجہ ملے گا اور اگر جان بچانے کے لیے صرف زبان سے کفر بک دیا اور دل میں ایمان ہی رہا تو یہ جائز ہے اور چونکہ زبردستی اس سے کفر کی بات کہلائی گئی ہے اس لیے اس مسلمان پر کوئی جرم و گناہ عائد نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر زنا کرنے، شراب پینے یا خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کر دیا گیا اور اس نے دل میں برا جانتے ہوئے صرف جان بچانے کے لیے ان گناہوں کو کر لیا تو اس پر کوئی جرم و گناہ ثابت نہیں ہوگا۔ خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ:۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ

جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو۔ سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما

Marfat.com

بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

ہوا ہو لیکن جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔
(پ ۱۴۔ النحل ۱۰۶)

(۱۷۰) قرآن کے خلاف کوئی قانون بنانا کفر ہے!

قانون ساز جماعت یعنی اسمبلی و پارلیمنٹ پر فرض ہے کہ ہرگز ہرگز کوئی قانون قرآن کے خلاف نہ بنائے نہ بننے دے۔ اور اگر جان بوجھ کر قصداً کوئی قانون قرآن کے خلاف بنادیا اور اس کو اچھا جان کر اس پر خوشی کا اظہار کیا تو جتنے لوگ قانون سازی میں شریک تھے سب کافر ہو گئے۔ ان کو توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا اور اپنی بیویوں سے دوبارہ نکاح کرنا لازم ہو گیا۔ ارشاد ربانی ہے کہ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ
(پ ۲۸۔ المجادلہ ۵)

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی وہ ذلیل کیے گئے جیسے کہ ان کے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتار دی ہیں اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

آیت کے آخری جملہ "وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ" میں ان لوگوں کے کافر ہو جانے کا اعلان ہے۔

(۱۷۱) کسی پر دوسرے کے عمل کی ذمہ داری نہیں

کسی کے جرم و گناہ کی سزا دوسرے کو نہ دنیا میں دی جا سکتی ہے نہ آخرت میں دی جائے گی۔ ہر شخص اپنے اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ ایک کے عمل کی دوسرے پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ قرآن مجید میں خداوند کریم کا اعلان ہے کہ:۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ — اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا

Marfat.com

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی ط ٥

(پ ۲۲ - فاطر ۱۸)

بوجھ نہ اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہی ہو۔

(۱۷۲) والدین کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ "مجمع البحرین" کے سفر میں تھے تو حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو بغیر کسی اجرت کے سیدھی کردی، اور دیوار گرنے سے بچ گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بارے میں سوال کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ:۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج۔

رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے۔

(پ ۱۶ - الکھف ۸۲)

ان دونوں لڑکوں کے نام "اصرم" اور "صریم" تھے اور ان کے باپ کا نام "کاشح" اور ماں کا نام "دنیا"۔ کاشح ان دونوں لڑکوں کا باپ تھا اور بعض مفسرین نے بتایا ہے کہ یہ ساتویں پشت میں ان دونوں لڑکوں کا باپ تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دسویں پیڑھی میں ان دونوں لڑکوں کا باپ ہوتا تھا۔ بہر حال کاشح بہت ہی نیک اور پرہیزگار تھا۔ اس کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ان دونوں لڑکوں پر یہ رحمت ہوئی کہ حضرت خضر علیہ السلام کو بھیج کر گرتی ہوئی دیوار کو سیدھی کرادی، ورنہ اگر یہ دیوار گر پڑی ہوتی تو دونوں یتیموں کا خزانہ ضائع ہو جاتا۔ مگر خزانہ ضائع نہیں ہوا۔ بلکہ اصرم و صریم دونوں لڑکوں نے جوان

Marfat.com

ہو کر اپنے خزانہ کو نکالا اور کام میں لائے۔ حضرت علامہ احمد بن محمد صاوی مفسر علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ اس واقعہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ باپ داداؤں کی نیکیوں سے بیٹیوں، پوتوں کو نفع پہنچتا ہے۔ (تفسیر صاوی ج ۳ ص۲۲ مطبوعہ بمبئی)

اس سے مسلمانوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ وہ نیکی کریں گے تو ان کی نیکیوں سے انہیں بھی دنیا و آخرت میں نفع پہنچے گا۔ اور ان کی نسل میں ہونے والی سب اولاد اور متعلقین کو بھی نفع پہنچے گا۔ دنیا میں لوگ اپنی اولاد کے لیے مکان، دکان، جائداد، خزانہ بڑے بڑے سامان کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں بھی کرتے رہیں تاکہ ان کو بھی اس کا فائدہ پہنچے اور ان کی اولاد کو بھی اس سے نفع پہنچتا رہے۔

(۱۷۳) مومن کو غلطی سے قتل کرنا

کسی مومن کو قتل کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ ایک مومن کو قتل کرنا کعبہ معظمہ کو ڈھا دینے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ لیکن اگر غلطی سے کسی مومن کو قتل کر دیا۔ مثلاً کسی آدمی کو کافر حربی سمجھ کر قتل کر دیا اور وہ مومن نکلا یا کسی کافر پر بندوق یا تیر چلایا مگر نشانہ خطا کر گیا اور کوئی مومن قتل ہو گیا۔ یا شکار پر بندوق چلائی اور کسی مومن کو گولی لگ گئی اور وہ مر گیا تو ان صورتوں میں یہ حکم ہے کہ قاتل توبہ کرے اور ایک مومن غلام کو بطور کفارہ آزاد کرے۔ اور مقتول کے وارثوں کو دیت یعنی ایک سو اونٹ یا ان کی قیمت کا گناہ معاف ہو جائے گا ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا

(پ ۵۔ النساء ۹۲)

اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اور خون بہا کہ مقتول کے وارثوں کو سپرد کیا جائے گا۔ مگر مقتول کے وارث لوگ اگر خون بہا معاف کر دیں تو خون بہا نہیں دینا پڑے گا

Marfat.com

اس زمانے میں لونڈی غلام نہیں ملتے تو ان کی قیمت کے برابر رقم خیرات کردینی چاہیے۔

(۷۴) عمداً کسی مسلمان کا قاتل ملعون اور جہنمی ہے

جان بوجھ کر عمداً کسی مسلمان کو قتل کرنا سخت گناہ اور بہت اشد گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے بلکہ یہ قتل اگر ایمان کی علامت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر بھی ہے۔ (خزائن العرفان ص۱۱۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

(پ ۵۔ النساء ۹۳)

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اسمیں رہیگا۔ اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دنیا میں اس قاتل کی سزا یہ ہے کہ قصاص کے طور پر خون کا بدلہ خون، مقتول کے وارث لوگ اس قاتل کو قتل کریں گے، اور اگر وارث لوگ چاہیں تو خون بہا ایک سو اونٹ یا اس کی قیمت لے کر اس کو چھوڑ دیں اور اگر مقتول کے وارث لوگ جان اور خون بہا دونوں معاف کردیں۔ تو دنیا میں اگرچہ اس کی چھٹی ہوگئی مگر عذاب جہنم سے بچ نہیں سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہ کردے۔ اور یہ اس کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔

Marfat.com

(۲۲) حلال و حرام جانوروں کا بیان

(۱۷۵) گیارہ چیزیں حرام ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ

(پ ۶- المائدہ ۳)

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ اور وہ جو گلا گھوٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا۔ اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا۔ اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو۔ اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بٹوارہ کرنا۔ یہ گناہ کا کام ہے۔

(پ ۶- المائدہ ۳)

سورہ مائدہ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گیارہ چیزوں کو حرام فرمایا جو یہ ہیں۔ (۱) ہر مردار جانور (۲) بہنے والا خون (۳) سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزا (۴) وہ جانور جس کے ذبح کرتے تھے غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے کفار بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے (۵) گلا گھونٹ کا مارا ہوا (۶) وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، گولی چھرے یعنی بغیر دھار والی چیز سے مارا گیا ہو (۷) وہ جانور جو گر کر مرا ہو۔ اور وہ پہاڑ سے یا کنویں وغیرہ میں (۸) وہ جانور جس کو دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو۔ اور وہ اس کے صدمہ سے مر گیا ہو (۹) وہ جانور جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ گئے ہوں۔ پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کرلو تو وہ حلال ہیں (۱۰) وہ جانور جو کسی بت پرستی

Marfat.com

کے تھان پر عبادت کے طور پر ذبح کیا گیا ہو۔ جیسے کہ زمانۂ جاہلیت کے کفار بتوں کے تھان پر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔ اور اس ذبح سے بتوں کی عبادت کی نیت کرتے تھے (۱۱) حصہ یا حکم معلوم کرنے کے لیے پانسہ ڈالنا جیساکہ زمانۂ جاہلیت کے کفار تیروں سے پانسہ ڈالتے اور فال کھول کر اس پر عمل کرتے اور اس حکم کو حکم الٰہی جانتے تھے۔ اس کی ممانعت فرمادی گئی۔

(۱۷۶) آٹھ قسم کے جانور حلال ہیں

خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ج

(پ ۸ - الانعام ۱۴۲ - ۱۴۳)

اور مویشیوں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے ہوئے ہیں (کچھ بڑے کچھ چھوٹے ہیں) کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر و مادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کی اس آیت میں آٹھ نر و مادہ جانوروں کو حلال فرمایا ہے جو یہ ہیں۔ (۱) بھیڑ نر (۲) بھیڑ مادہ (۳) بکری نر (۴) بکری مادہ (۵) اونٹ نر (۶) اونٹ مادہ (۷) گائے نر (۸) گائے مادہ۔

ہرن بکری کے حکم میں داخل ہے اور بھینس نر و مادہ۔ اور نیل گائے نر و مادہ گائے کے حکم میں داخل ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے سب چوپائے مثلاً گدھا ہاتھی وغیرہ سب حرام ہیں۔ کچھ کی حرمت تو صریحاً قرآن سے ثابت ہے۔ مثلاً خنزیر۔ اور کچھ کی حرمت قرآن کے اشارات اور حدیثوں کی تصریحات سے ثابت ہے

Marfat.com

(۱۷۷) جس ذبیحہ پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے

جس جانور کو ذبح کرتے وقت قصداً "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہو وہ جانور حرام اور مردار کے حکم میں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ ؕ

اور اسے نہ کھاؤ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔

(پ ۸ - الانعام آیت ۱۲۱)

لیکن اگر مسلمان نے جانور ذبح کیا۔ اور جان بوجھ کر "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" پڑھنا نہیں چھوڑا بلکہ بھول سے اس کو پڑھنا چھوڑ دیا تو یہ جانور حلال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مسلمان کے دل میں رہتا ہی ہے۔ اور مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امت سے بھول چوک کو معاف فرما دیا ہے۔

مسئلہ:- کافر و مرتد۔ مثلاً ہندو، سکھ، پارسی۔ قادیانی، رافضی وغیرہ مرتد فرقوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اگرچہ یہ لوگ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" پڑھ کر جانوروں کو ذبح کریں پھر بھی ان لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔ (عامۂ کتب فقہ)

(۱۷۸) جس ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے

اگر جانور کو ذبح کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" کی جگہ کسی بت یا کسی آدمی یا مخلوق کا نام لیا۔ تو وہ جانور حرام ہو گیا۔ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے کہ:-

وَمَا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ج

اور وہ (جانور بھی حرام ہے) جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

(پ ۱۴ - النحل آیت ۱۱۵)

معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ وہ جانور حرام ہو گیا۔ لیکن ذبح سے پہلے اگر کسی جانور پر اللہ کے غیر کا نام پکارا جاتا رہا۔ یا ذبح کے بعد کسی جانور پر خدا کے سوا کسی دوسرے شخص کا نام لیا گیا۔ تو اس سے وہ جانور حرام نہیں

Marfat.com

ہو جائے گا مثلاً ذبح سے پہلے یہ کہا جاتا رہا کہ یہ عبداللہ کی گائے ہے۔ یہ غوث پاک کا بکرا ہے۔ یہ حضرت مدار صاحب کا مرغا ہے۔ لیکن ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ ہی پڑھا گیا۔ نہ عبداللہ کا نام لیا گیا۔ نہ غوث پاک کا تو یقیناً یہ جانور حلال رہے گا۔ اسی طرح ذبح کرنے کے بعد کہا گیا کہ یہ عبداللہ کی گائے ہے۔ یہ غوث پاک کا بکرا ہے۔ یہ مدار صاحب کا مرغا ہے۔ تو اس سے وہ جانور حرام نہیں ہو جائے گا۔ خوب سمجھ لو کہ عین ذبح کے وقت جب "بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کی جگہ اگر غیر خدا کا نام لے کر ذبح کریں تو جانور حرام ہو جائے گا۔ لیکن ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد اگر جانور پر غیر خدا کا نام بولیں تو اس سے وہ جانور حرام نہیں ہو سکتا۔ "وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" کا یہی اور صرف یہی مطلب ہے۔

اس آیت کے ترجمہ اور مطلب میں، وہابیوں نے ہمالیہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑی غلطی کی ہے کہ کچھ لوگوں نے "مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" کا ترجمہ کیا ہے کہ "جو جانور غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیا" اور کچھ لوگوں نے یہ ترجمہ کر دیا کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام بولا گیا۔ ظاہر ہے کہ دونوں ترجمے بالکل غلط اور تفسیروں کے خلاف ہیں۔

پھر اس کی تفسیر میں بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ جس بکرے کو غوث پاک کا بکرا کہہ دیا گیا وہ بکرا حرام ہو گیا۔ اور جس مرغ کو مدار صاحب کا مرغ کہہ دیا گیا وہ مرغ حرام ہو گیا۔ کیونکہ یہ بکرا اور یہ مرغ خدا کے غیر کے نام سے نامزد ہو گیا۔ اور اس بکرے اور اس مرغ پر خدا کے غیر کا نام بولا گیا ہے۔

سبحان اللہ۔ اس جہالت کی بھی کوئی انتہا ہے؟ کوئی ان لوگوں سے پوچھے کہ بتاؤ کون سا جانور ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام نہیں بولا جاتا؟ بلکہ اس پر صرف اللہ ہی کا نام بولا جاتا ہے۔ بتاؤ دنیا میں وہ کون سا بکرا ہے جس کو اللہ کا بکرا کہتے ہیں؟ اور وہ کون سا مرغ ہے جس کو لوگ اللہ کا مرغ کہتے ہیں؟ دنیا میں ہر بکرا تو عبداللہ کا بکرا۔ یا غلام محمد کا بکرا یا ولیمہ کا بکرا۔ یا عقیقہ کا بکرا۔ یا قربانی کا بکرا کہلاتا ہے سب پر تو غیر اللہ ہی کا نام بولا جاتا ہے۔ کوئی بکرا تو اللہ کا بکرا کہلاتا ہی نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بکرا حلال ہی نہیں رہا۔ کیونکہ ہر بکرا غیر اللہ کے نام سے نامزد ہو گیا اور ہر بکرے پر غیر اللہ کا

Marfat.com

نام بولا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی جانور اس پر غیر اللہ کا نام بول دینے سے حرام ہو جائے تو پھر دنیا میں کوئی جانور حلال ہی نہیں رہے گا۔ کیونکہ ہر جانور پر غیر اللہ کا نام بولا جاتا ہے۔ اس لیے خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ "مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ" کا صحیح ترجمہ اور صحیح تفسیر وہی ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے کہ ذبح کے وقت جس جانور پر اللہ کے غیر کا نام لے کر ذبح کیا گیا وہ جانور حرام ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی جگہ بِسْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ پڑھ دیا تو یقیناً یہ جانور حرام ہو جائے گا۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ باقی ذبح کے وقت سے پہلے اگر لاکھ مرتبہ کسی جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے مگر ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہی پڑھ کر اس کو ذبح کیا گیا تو وہ حلال ہی رہے گا۔ اسی طرح ذبح ہونے کے بعد اگر لاکھ مرتبہ اس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے جب بھی وہ جانور حلال ہی رہے گا۔

بس جانور کے حرام ہونے کی ایک صورت ہے کہ ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو یقیناً وہ حرام ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ والے جانور کو حرام فرما دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۷۹) بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں

جو جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ جیسے زمانہ جاہلیت کے کفار اپنے بتوں کے نام پر جانوروں کو آزاد چھوڑ دیا کرتے تھے۔ نہ ان کا دودھ پیتے نہ گوشت کھاتے نہ ان پر بوجھ لادتے۔ اور ان جانوروں کو بحیرہ۔ سائبہ، وصیلہ، حام کہتے تھے اور جیسے ہندوستان وغیرہ میں سانڈ اور بھینسے اور بکرے بتوں کے نام پر چھوڑ دیے جاتے ہیں ان جانوروں کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ یہ جانور حرام نہیں ہو جاتے۔ بلکہ اگر ان جانوروں کو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر ذبح کر دیا جائے تو ان کا گوشت حلال ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ — نہ اللہ نے کسی جانور کو بحیرہ بنایا نہ سائبہ

Marfat.com

وَلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ لا وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ o

نہ وصیلہ، نہ حام۔ لیکن کفار اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں اکثر لوگ نرے بے عقل ہیں۔

(پ ۷، المائدہ ۱۰۳)

مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دینا اور ان کے دودھ اور گوشت کو نہ کھانا، یہ اللہ کے حکم سے نہیں ہے بلکہ کفار خدا پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں کہ اللہ نے ان جانوروں کا دودھ اور گوشت حرام کیا ہے۔ اس لیے تم لوگ ان جانوروں کے دودھ اور گوشت کو حرام نہ کہو بلکہ حلال جان کر کھاؤ۔ غور کیجیے کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور جن پر برسوں بتوں کا نام لیا جاتا رہا۔ جب ان جانوروں کو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر ذبح کر دیا جائے تو حلال ہی رہتے ہیں تو جن جانوروں کو غوث پاک کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا کہہ دیا گیا لیکن ان پر ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہی پڑھا گیا تو یہ بھلا کیونکر حرام ہو جائیں گے

(۲۳) قربانی کا بیان

قربانی بہترین عبادت اور حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور سید الانبیاء و حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں ارشاد فرمایا کہ:۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ط فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ط اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ o

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

(پ ۳۰، الکوثر ۳)

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور آپ کی امت کو نماز اور قربانی کا حکم فرمایا ہے۔

Marfat.com

(۱۸۰) قربانی ہر نبی کی شریعت میں رہی ہے

قربانی کا حکم ہر نبی کی شریعت میں رہا ہے۔ قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے کہ:۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط

اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ کا نام ذکر کریں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔

(پ ۱۷۔ الحج آیت ۳۴)

(۱۸۱) قربانی کے گوشت کو تین حصہ کریں

مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصے کریں۔ ایک حصہ خود کھائیں ایک حصہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو دیں، ایک حصہ فقیروں کو دے دیں۔ قرآن شریف میں ہے کہ:۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط

پھر تم قربانیوں پر انہیں کھڑے کر کے اللہ کا نام لو۔ پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ۔ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔

(پ ۱۷۔ الحج ۳۶)

(۱۸۲) اونٹ اور گائے کی قربانی شعائر اللہ میں سے ہے

قربانی بھیڑ۔ بکری۔ دنبہ۔ اونٹ۔ گائے۔ بھینس سب کی ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک کی قربانی میں ثواب ہے لیکن اللہ نے خاص طور پر اونٹ اور گائے کی قربانی کو "شعائر اللہ" یعنی خدا کے دین کا خاص نشان بنایا ہے۔ چنانچہ رب کریم کا ارشاد ہے کہ:۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ق

اور قربانی کے بڑے جانور (اونٹ اور گائے) ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے

Marfat.com

(پ ۱۷۔ الحج آیت ۳۶) بنائے ہیں، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

(پ ۱۷۔ الحج آیت ۳۲)

لہٰذا اونٹ اور گائے کی قربانی کو بڑے اہتمام اور نہایت ہی اعزاز و احترام کے ساتھ کرنا چاہیے تاکہ یہ تمہارے دلوں کی پرہیزگاری کی علامت اور نشانی بنے۔ قربانی کے جانور کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ۔ نہایت قیمتی اور خوبصورت ہونا چاہیے اور انتہائی اخلاص اور خوش دلی کے ساتھ قربانی کرنی چاہیے، حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

ذوالحجہ کی دسویں۔ گیارہویں، بارہویں تاریخوں میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی خدا کے پاس مقام مقبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ خوش دلی کے ساتھ قربانیاں کرو۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۸ بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۸۳) قربانی صرف اللہ کے لیے ہے

قربانی صرف اللہ کی عبادت اور اس کی خوشنودی کی نیت سے کرنی چاہیے۔ اگر اللہ کے سوا دوسرے کسی کی عبادت یا تعظیم کے لیے قربانی کی تو یہ شرک اور گناہ ہے اسی طرح اگر صرف گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی، اور خدا کی عبادت اور اس کی رضا پیش نظر نہ رہی تو یہ قربانی بالکل ہی ضائع اور رائگاں ہو گئی اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

Marfat.com

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ (پ ۸۔ الانعام آیت ۱۶۲)

اے محبوب! آپ فرما دیجیے کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔

یہ صرف قربانی ہی کی خصوصیت نہیں ہے کہ وہ صرف خدا کی عبادت اور اس کی رضا کے لیے کی جائے۔ بلکہ ہر عبادت نماز ہو یا روزہ، زکوٰۃ ہو یا حج۔ غرض ہر عبادت کی جان اور روح یہی ہے کہ وہ خالص عبادت اور رضائے الٰہی کی نیت سے ہو۔ اگر دکھاوے یا اپنی شہرت و ناموری کے لیے کوئی بھی عبادت کی جائے تو وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگی اور نہ اس پر کوئی ثواب ملے گا۔ بلکہ وہ عبادت گناہ اور قابلِ عذاب ہوگی اسی لیے عبادتوں بلکہ مسلمان کے ہر عمل میں نیت کی بڑی اہمیت ہے۔ یعنی جس قدر نیت میں اخلاص اور للہیت زیادہ سے زیادہ ہوگی اسی قدر عبادت اور عمل کا درجہ بلند سے بلند تر ہوتا جائے گا اور جس قدر نیت میں اخلاص وللہیت کی کمی ہوتی جائے گی اسی قدر عبادت اور عمل کا درجہ کم سے کم تر ہوتا جائے گا۔

(۲۴) مسائل متفرقہ

(۱۸۴) عورت و مرد دونوں کے لیے زینت حلال ہے

اچھے اچھے کپڑے پہن کر بالوں میں تیل کنگھی کر کے، اپنے بدن کو آراستہ کرنا اور اپنے جسم کو زینت دینا عورت و مرد دونوں کے لیے حلال ہے۔ اسی طرح اپنے مکان اور اپنی دوکان کو لیپ پوت کر یہ رنگ و روغن کر کے زینت دینا یا بنے بن فرنیچر اور دیدہ زیب سامانوں سے مکان دوکان کو سجا کر مزین کرنا اسی طرح میلاد شریف اور دینی جلسوں کو جھنڈیوں اور پھولوں پتیوں اور رنگ برنگ کے قمقموں سے آراستہ کرنا مسجدوں اور مدرسوں

Marfat.com

اور مکانوں کی بہترین ڈیزائنوں اور حسین طرز تعمیر سے بنا کر ان میں زینت پیدا کرنا، شریعت نے ان باتوں کو کہیں منع نہیں کیا ہے۔ للہذا یہ سب زینتیں، اور آرائشیں جائز و درست ہیں قرآن مجید میں خداوند عالم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق؟ تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کے لیے ہے۔ ہم یوں ہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔

(پ ۸۔ الاعراف۔ ۳۲)

اسی طرح ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۔

اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔

(پ ۸۔ الاعراف ۳۱)

مطلب یہ ہے کہ مسجد میں جاتے وقت بہترین لباس و پوشاک پہن کر جایا کرو جس سے تمہارے بدن پر زینت پیدا ہو جائے۔

الحاصل اللہ تعالیٰ نے زینتوں اور آرائشوں کو ہرگز کہیں منع نہیں فرمایا۔ بلکہ جا بجا قرآن و حدیث میں زینت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ للہذا بعض خشک مغز ملّا یا بے علم پیر جو اپنا تقشف اور اپنی سادگی کا پروپیگنڈہ کرتے کے لیے ان آرائشوں پر مسلمانوں کو ڈانٹتے اور ملامت کرتے رہتے ہیں۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ ان لوگوں سے یہی پوچھنا چاہیے کہ بتاؤ کہ کون سی آیت اور کون سی حدیث میں ان زینتوں اور آرائشوں کی ممانعت آئی ہے؟ اور جب اللہ و رسول نے منع نہیں کیا تو دوسرے کو منع کرنے اور اللہ و رسول کے حلال کو حرام ٹھہرانے کا کیا حق ہے؟ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ط

(پ ۸۔ الاعراف آیت ۲۶)

اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔

حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ:۔

" زینت کے لیے لباس پہننا مذموم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ زینت جائز ہو۔ اور زینت کے لباس سے تکبر اور گھمنڈ کا اظہار نہ ہو اور زینت کا لباس چھوڑ کر کھردرے اور بہت ہی کم قیمت کپڑے پہننا بھی مذموم نہیں ہے۔ بشرطیکہ اغراضِ فاسدہ مثلاً دعویٰ ولایت یا مفلسی کا اظہار تاکہ زیادہ بھیک ملنے سے خالی ہو۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ زینت کا لباس پہننے اور کم قیمت اور معمولی لباس پہننے کا دارومدار قصد و نیت پر ہے۔

(صاوی علی الجلالین ج ۲ ص۶۲ مطبوعہ ممبئی)

(۱۸۵) ہر جائز پکوان کھانا حلال ہے

ہر جائز کھانا خواہ کتنا ہی قیمتی اور لذیذ ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ

اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ اور اللہ کا احسان مانو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

(پ ۲۔ البقرہ آیت ۱۷۲)

دوسری آیت میں یوں فرمایا کہ:۔

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج

کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک

Marfat.com

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۝

حد سے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا تم فرماؤ کس نے حرام کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور ستھرا رزق ؟

(پ ۸ ۔ الاعراف آیت ۳۲)

مذکورہ بالا دونوں آیتوں کا حاصلِ مطلب یہی ہے کہ ہر جائز غذاؤں اور پکوانوں کو کھانا حلال ہے۔ ہاں دوسری آیت میں یہ فرمایا گیا کہ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو تو اسی اسراف کی آڑ لے کر اکثر معترضین آرائشوں اور پکوانوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ان زینتوں اور آرائشوں اور عمدہ عمدہ اور نفیس کھانوں کو "اسراف" کہہ کر حرام و ناجائز بتاتے ہیں۔ اسی لیے یہ اسراف کے معنیٰ کیا ہیں؟ اور مفسرین نے اس آیت کی کیا تفسیر کی ہے؟ اس کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے۔

اسراف کیا ہے؟

حضرت علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب "التعریفات" میں لفظ "اسراف" کی یہ تعریف کی ہے کہ

اِنْفَاقُ الْمَالِ الْكَثِيْرِ فِي الْغَرَضِ الْخَسِيْسِ ۔

گھٹیا مقصد میں بہت زیادہ مال خرچ کر دینا (التعریفات ص۱۸ مصری)

حضرت علامہ شریف علیہ الرحمۃ اور بھی کچھ اقوال نقل کیے ہیں۔ مگر خود جو اسراف کی تعریف کی ہے وہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

اب آپ غور کیجیے کہ عمدہ لباس اور نفیس غذا اگر کوئی مسلمان اس اعلیٰ مقصد کی نیت سے استعمال کرے کہ عمدہ لباس سے ہر جگہ مسلمان لوگوں خصوصاً کافروں کی نظروں میں بارعب و معزز نظر آئے گا۔ اور نفیس غذا اس اعلیٰ مقصد کی نیت سے کھائے کہ طاقتور ہو کر حقوق اللہ و حقوق العباد بہترین طریقے سے ادا کرے۔

تو آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ اس میں "اسراف" کہاں پایا گیا؟ اگر مقصد خسیس اور گھٹیا ہوتا۔ اور مال زیادہ خرچ ہوتا۔ تو اس وقت اسراف ہوتا مگر جب مقصد اعلیٰ اور بلند مرتبہ ہے اور اس مقصد میں کتنا بھی زیادہ مال خرچ ہو جائے "اسراف" نہیں ہوگا

Marfat.com

اس لیے "اسراف" کا فتویٰ لگانے والوں پر واجب ہے کہ وہ پہلے عمدہ لباس اور نفیس کھانا استعمال کرنے والوں سے یہ دریافت کر لیں کہ تمہارا مقصد اور تمہاری نیت کیا ہے؟ اس کے بعد "اسراف" کا فتویٰ صادر کریں۔ ورنہ یاد رکھیے کہ بلاوجہ کسی مسلمان پر کسی گناہ کا الزام تھوپ دینا۔ یہ خود ہی بہت بڑا گناہ ہے۔

اب مفسرین کرام کی تفسیروں پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے کہ ان بزرگوں نے "لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ" کی کیا تفسیر فرمائی ہے؟ تو علامہ ابن احمد بن محمد صاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں یہ فرمایا کہ:۔

"اسراف" یہ ہے کہ تم کسی حلال کو حرام ٹھہراؤ۔ جیسے کہ کچھ لوگ گوشت اور چکنائی کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ یا تم کسی حرام کو حلال ٹھہراؤ۔ یا کھانے پینے میں "اسراف" یہ ہے کہ تم اتنا زیادہ کھالو کہ وہ مضر ہو جائے۔

(صاوی علی الجلالین ج ۲ ص۶۶ مطبوعہ بمبئی)

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ عمدہ لباس اور نفیس کھانا اگرچہ کتنا ہی قیمتی ہو مسلمان کے لیے جائز اور حلال ہے۔ بشرطیکہ وہ حرام نہ ہو۔ اور اگر اچھی نیت سے عمدہ لباس اور نفیس کھانا استعمال کرے تو اس کو اس کی نیت کے موافق ثواب ملے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" یعنی اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے

رہا اتنا زیادہ کھالینا کہ مضر ہو جائے تو اس میں نفیس غذا کی کیا خصوصیت ہے اگر کوئی گھٹیا کھانا مثلاً باجری کا ستو بھی اتنا زیادہ کھالے کہ دست آنے لگے تو یہ بھی اسراف اور گناہ ہو جائے گا۔

(۱۸۶) ہر قسم کے زیورات عورتوں کے لیے جائز ہیں

سونا۔ چاندی۔ موتی و مرجان، اور ہر قسم کے جواہرات سے بنائے ہوئے زیورات عورتوں کے لیے جائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:۔

Marfat.com

اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ○

کیا وہ (عورت) جو زیوروں میں پروان چڑھے اور بحث میں صاف بات نہ کرے۔

(پ ۲۵۔ الزخرف آیت ۱۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو زیورات میں پرورش پانے والی مخلوق فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورتوں کو زیورات اور گہنے پہننا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی کہ وہ بحث و مناظرہ میں صاف بات نہیں کر سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت قتادہ تابعی نے جو بہت ہی جلیل القدر محدث ہیں فرمایا کہ عورتیں اپنے ضعفِ حال اور عقل کی کمی کی وجہ سے جب گفتگو کرتی ہیں اور اپنی تائید میں کوئی دلیل پیش کرنا چاہتی ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے خلاف دلیل پیش کر دیتی ہیں۔ (خزائن العرفان ص۳)

دوسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے کہ!

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ج (پ۲۲۔ فاطر ۱۲)

اور دونوں سمندر ایک جیسے نہیں ہیں، یہ میٹھا ہے۔ خوب میٹھا اس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت (مچھلیاں) اور نکالتے ہو پہننے کا ایک گہنا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سمندروں سے نکلنے والے موتی۔ مونگا اور مرجان کو بطور زیور کے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ عورت کو سونا، چاندی۔ موتی اور جواہرات کے سب زیور پہننا جائز ہیں، باقی ان کے سوا لوہا، پیتل، تانبا وغیرہ دھاتوں کے زیور عورتوں کے لیے بھی جائز نہیں ہیں، حدیثوں سے ان کی ممانعت ثابت ہے اور مردوں کے لیے صرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ایک نگ والی انگوٹھی چاندی کی پہننا جائز ہے۔ اس کے علاوہ کسی دھات کا کوئی زیور بھی مردوں کے لیے حلال نہیں۔ (کتب فقہ)

Marfat.com

(۱۸۷) نوٹ بک اور بہی کھاتہ

تاجروں کو اپنے تجارتی لین دین اور باقی بقایا کو لکھ لینے کے لیے نوٹ بک اور کھاتہ بہی رکھنا مستحب ہے اسی طرح قرض اور لین دین وغیرہ کی دستاویزوں تمسکات اور سرخطوں کو لکھنا اور لکھانا مستحب ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح ہدایت فرمائی ہے کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪

(پ ۳۔ البقرہ آیت ۲۸۲)

اے ایمان والو جب تم ایک مقررہ مدت تک کسی ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے۔

(۱۸۸) لے پالک لڑکا حقیقتہً بیٹا نہیں ہے

جن لڑکوں کو لوگ بیٹا بنا کر پال لیا کرتے ہیں جن کو عربی میں "متبنیٰ" اور اردو میں "لے پالک بیٹا" "منہ بولا بیٹا" کہتے ہیں۔ یہ سچ مچ حقیقی بیٹا نہیں ہو جاتا اور اس کو بیٹے کی میراث نہیں ملے گی۔ اور یہ اپنے حقیقی باپ ہی کا بیٹا رہے گا اور اسی کا بیٹا کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے متعلق یہ ہدایت نامہ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

(پ ۲۱۔ الاحزاب آیت ۴-۵)

اور اللہ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا ہے۔ یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ ہی کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

Marfat.com

اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

(۱) "لے پالک" بیٹا جب حقیقی بیٹا نہیں ہے تو اس کو بیٹا بنانے والے کی میراث نہیں ملے گی (۲) "لے پالک" اگر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو عدت کے بعد "لے پالک" بنانے والا اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور حقیقی بیٹے نے اگر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو باپ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا لے پالک کو اس کے حقیقی باپ ہی کا بیٹا کہہ کر پکارا جائے گا۔ اس کو لے پالک بنانے والے کا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز نہیں ہے۔

(۱۸۹) یتیموں کا مال آگ ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۠

وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(پ ۴۔ النساء آیت ۱۰)

یتیموں کے مال کو آگ اس لیے فرمایا گیا کہ یتیموں کے مال کھانے والوں کو جہنم میں آگ کا عذاب دیا جائے گا تو یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن یتیموں کا مال ناحق کھانے والے میدان محشر میں اس طرح لائے جائیں گے کہ ان کی قبروں سے اور ان کا منہ سے اور ان کے کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا جن کو دیکھ کر تمام میدانِ محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔ اس طرح خلائق میں اس کی رسوائی ہوگی۔

(خزائن العرفان ص۹۳)

اس آیت میں یتیم کے اس مال کو آگ کہا گیا ہے جو ناحق کھایا جائے کیونکہ اگر کوئی آدمی یتیم کی پرورش کرتا ہو اور اس کے مال کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہو اور وہ آدمی غریب ہو تو وہ بقدر ضرورت یتیم کا مال کھا سکتا ہے تو وہ یتیم کا مال اس کے حق میں آگ

Marfat.com

نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ناحق نہیں کھا رہا ہے بلکہ حق کے طور پر کھا رہا ہے۔

(۱۹۰) یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے

یہود و نصاریٰ بشرطیکہ اہل کتاب ہوں یعنی توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہوں، تو ان لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے۔ اور جو توریت و انجیل کے منکر ہوکر بے دین ہو چکے ہوں ان کے ہاتھوں کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ:۔

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ — اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے
حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ — اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

(پ ۶۔ المائدہ آیت ۵)

مسلمان اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) انہیں دونوں کا ذبیحہ حلال ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، یا بچہ۔ ان دونوں کے علاوہ کسی کافر یا مشرک یا مرتد یا بے دین کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور مسلمان اور اہل کتاب کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا اور کسی کا نام نہ لے۔ ورنہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ ہمارے زمانے میں اکثر یہود و نصاریٰ توریت و انجیل کے منکر ہو کر بے دین ہو چکے ہیں اس لیے تحقیق کر لینی چاہیے کہ ذبح کرنے والا یہودی اور نصرانی توریت و انجیل کا ماننے والا ہے یا نہیں، اگر ماننے والا ہے تو اس کا ذبیحہ مسلمان کھا سکتے ہیں اور اگر وہ توریت و انجیل کا منکر ہو تو اس کا ذبیحہ مردار ہے اور مسلمان اس کو ہرگز نہ کھائیں۔

(۱۹۱) قصاص (خون کا بدلہ)

جو کسی کو ناحق قتل کرے گا۔ تو مقتولوں کے وارثوں کو حق ہے کہ مقتول کے بارے میں قاتل کو قتل کریں گے اور جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا۔ خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔ قصاص کا قانون بہت بڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ قصاص

Marfat.com

میں تمہارے لیے زندگی ہے۔ ظاہر ہے کہ قاتل کو جب یہ معلوم رہے گا کہ اگر میں قتل کروں گا اور دونوں کی زندگی بچ جائے گی اور اگر قصاص کا قانون نہ ہوتا تو دونوں کی جان چلی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰىؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى (پ ۲۔البقرہ آیت ۱۷۸)	اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام۔ اور عورت کے بدلے عورت۔

دوسری آیت مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ:۔

وَ كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌؕ (پ ۶۔المائدہ آیت ۴۵)	اور ہم نے توریت میں ان پر فرض کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔

اس آیت میں اگرچہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس لیے ہم مسلمانوں پر بھی یہ احکام لازم رہیں گے۔ کیونکہ اگلی شریعتوں کے جو احکام اللہ و رسول پر بھی لازم ہم مسلمانوں تک پہنچیں اور منسوخ نہ ہوئے ہیں۔ وہ احکام ہم مسلمانوں پر بھی لازم ہوا کرتے ہیں۔

مسئلہ:۔ شرعی سزاؤں اور قصاص دلانے کا اختیار سلطانِ اسلام کو یا اس کے نائب اور اس کے مقرر کیے ہوئے قاضیوں کو ہے۔ عام پبلک کو یہ اختیار نہیں ہے کہ زانی کو کوڑا لگائے یا چور کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا قاتل کو قتل کرائے یا آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑ دے اور ناک کے بدلے ناک کاٹ لے یا کان کے بدلے کان کاٹ لے یا دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالے۔ یا زخموں کے بدلے زخم لگائے یہ سب امیر المومنین اور سلطانِ اسلام کا کام ہے اور اسی کو ان باتوں کا اختیار اللہ و رسول

Marfat.com

کی طرف سے حاصل ہے۔ دوسرے لوگوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے چونکہ آج کل اسلامی حکومت اور سلطانِ اسلام موجود نہیں ہیں اس لیے آج کل اسلامی سزاؤں اور قصاص کے قوانین پر عمل نہیں ہو رہا ہے اس لیے ہم مسلمان اس پر قلق کے ساتھ افسوس کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟ فیا اسفاہ و یا حسرتاہ۔

(۱۹۲) گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرانا جائز ہے

جہاد کی نیت یا جسمانی ورزش کے لیے گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں شریک ہونا جائز ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَیَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝

(پ ۲۳ - صٓ - آیت ۳۱، ۳۲، ۳۳)

جب شام کے وقت حضرت سلیمان کے روبرو اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے ان لوگوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ پردے میں چھپ گئے پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرے۔

یہ ایک ہزار گھوڑے تھے جو جہاد کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے روبرو معائنہ کے لیے پیش کیے گئے آپ ان گھوڑوں کی دوڑ بھی کراتے تھے اور خود بھی ان پر سوار ہوتے تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص۵۴)

قرآن مجید کی دوسری آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم یاد فرماتے ہوئے ان کا فضل و شرف ظاہر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:-

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۝

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں، پھر پتھر پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں

Marfat.com

فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا ۙ فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا ۙ
(پ ۳۰۔ العٰدیٰت آ تا ۵)

پھر صبح کے وقت تاخت و تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر اس وقت دشمنوں کے لشکر میں جا گھستے ہیں۔

اس سے مراد لڑائی کے گھوڑے ہیں۔ ہانپنا دوڑنے کے وقت ظاہر ہے اور لوہے کی نعل پتھریلی زمین میں لگنے سے آگ کی چنگاری نکلنا بھی ظاہر ہے اور عرب میں اکثر عادت دشمنوں پر صبح کے وقت حملہ کرنے کی تھی تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو اور صبح کو اچانک حملہ کر دیں اور غبار کا اڑنا اگرچہ ہر وقت ہوتا ہے مگر اس کو صبح کے وقت خاص کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ گھوڑوں کی دوڑ بہت تیز ہوتی تھی۔ کیونکہ ٹھنڈے وقت غبار دبا ہوا رہتا ہے مگر ان گھوڑوں کی تیز دوڑ سے صبح کو بھی غبار اڑنے لگتا ہے۔

عرب کے لوگ بہت جنگجو تھے۔ لہٰذا ان کو ان قسموں سے بہت مناسبت تھی اس لیے خداوند قدوس نے گھوڑوں کے ان اوصاف کے ساتھ قسم کا تذکرہ فرمایا۔

بہر حال گھوڑوں کو مقابلہ کے لیے دوڑا کر گھوڑ دوڑ کرانا نہ صرف جائز بلکہ سنت بھی ہے جس پر نیک نیتی سے عمل کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

بخاری شریف میں بہت سی سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث آئی ہے کہ۔

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کی جو ریاضت کرائے ہوئے تھے گھوڑ دوڑ کرائی "حفیا" سے "ثنیۃ الوداع" تک اور جن گھوڑوں کو ریاضت نہیں کرائی گئی تھی ان کی دوڑ "ثنیۃ الوداع" سے مسجد بنی زریق" تک کرائے اور عبداللہ بن عمر اس گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں شامل تھے حفیا سے ثنیۃ الوادع کا فاصلہ چھ یا سات میل تھا اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کا فاصلہ ایک میل تھا۔

(بخاری شریف جلد ا صا۴۰ باب السبق بین الخیل وغیرہ)

Marfat.com

(۱۹۳) ریاضت کے لیے کھیل جائز ہیں

ورزش کے لیے کرکٹ ۔فٹ بال ۔کبڈی ۔ گھوڑ دوڑ ۔پیدل دوڑ کا مقابلہ ۔ نیزہ بازی کشتی ۔ بنوٹ وغیرہ کا کھیل جائز ہے ۔ بشرطیکہ نمازیں ترک نہ ہوں ۔ اور گھٹنے اور ران نہ کھلنے پائیں ۔ اور اگر کوئی شخص ورزش کے ساتھ ساتھ جہاد کی تیاری کی نیت بھی شامل کرے کہ اس طرح میں طاقتور ہو کر بوقت ضرورت جہاد کروں گا ۔ تو اس کو ان کھیلوں پر ثواب بھی ملے گا ۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ عرض کی کہ :۔

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ ۱۲ ۔ یوسف ۱۲)

کل یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ وہ میوہ چکھے اور کھیلے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ۔

مطلب یہ تھا کہ یوسف علیہ السلام ہمارے ساتھ جنگل میں جا کر میوہ توڑ توڑ کر کھائیں اور تفریح کے لیے حلال قسم کے کھیل مثلاً شکار ۔ تیر اندازی کا مقابلہ ۔ دوڑ کا مقابلہ وغیرہ کھیلیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو جنگل میں جا کر اس قسم کے کھیل کود کی اجازت دے دی اور انہوں نے جنگل میں جا کر بھائیوں کے ساتھ ان کھیلوں میں حصہ لیا ۔

واضح رہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام دونوں خدا کے نبی برحق ہیں اور دونوں نبیوں نے اس کھیل کے جائز ہونے پر جواز کی مہر لگا دی ۔ ان دونوں مقدس پیغمبروں کے علاوہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں نیزہ بازی کے کھیل کی حبشیوں کو اجازت دی ۔ اور خود ان کے کھیل کو دیکھا ۔ چنانچہ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں یہ حدیث صحیح موجود ہے کہ :۔

مسجد نبوی میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی موجودگی میں حبشی لوگ اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے ۔ اسی دوران حضرت عمر آ گئے تو انہوں نے ایک مٹھی کنکری

Marfat.com

لے کر ان حبشیوں کو مارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر ان لوگوں کو چھوڑ دے اور کھیلنے دے۔

(بخاری ج ۱ صفحہ ۴۰۶ باب اللھو بالحراب ونحوھا)

غور کیجیے کہ نیزہ بازی کے کھیل میں کس قدر کودنا، اچھلنا اور دوڑ بھاگ ہوتی رہی ہوگی۔ مگر چونکہ یہ کھیل جہاد کی تیاری، اور مشق کا ذریعہ ہے جو ایک عبادت ہے اور مسجد میں ہر قسم کی عبادت جائز ہے۔ اس لیے آپ نے مسجد میں اس کھیل کی اجازت دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اچھل کود کو احترام مسجد کے خلاف سمجھ کر اس کھیل سے حبشیوں کو روکنا چاہا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ڈانٹ دیا اور کھیل کو بند نہیں کرنے دیا۔ پھر چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جب اس مصلحت کو سمجھ لیا کہ یہ جہاد کی تیاری کا ایک ذریعہ ہے تو وہ بھی خاموش ہو کر اس کھیل کو دیکھتے رہے۔

اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلۂ اسلم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو لوگ تیر اندازی کا کھیل کھیلنے میں مشغول تھے تو آپ نے ان لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ اے اسمٰعیل (علیہ السلام) کی اولاد! تم لوگ تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) بھی تیر چلایا کرتے تھے اور میں اس تیر اندازی میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ لوگوں نے یہ سن کر کھیل بند کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ایک پارٹی میں شامل ہو گئے تو پھر ہم بھلا آپ کے مقابلہ میں کیسے کھیلیں؟ تو آپ نے فرمایا اچھا، تم لوگ تیر اندازی کرو میں کسی پارٹی میں نہیں ہوں، بلکہ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری ج ۱ صفحہ ۴۰۶ باب التحریض علی الرمی)

ملاحظہ فرمائیے کہ اس تیر اندازی کے کھیل میں بھی کس قدر دوڑ بھاگ ہوگی، کہ تیر پھینک کر سب لوگ اپنے اپنے تیروں کو اٹھانے کے لیے دوڑتے ہوئے جاتے ہوں گے پھر واپس آ کر تیر چلاتے ہوں گے مگر چونکہ یہ ورزش اور نشانہ بازی جہاد میں کام آنے والی

Marfat.com

چیز تھی۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا۔ بلکہ اس کھیل میں خود بھی شریک ہو کر کھیلنے والوں کا حوصلہ بڑھایا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے یہ مسئلہ نورٌ علی نور ہو جاتا ہے کہ ہر وہ جائز کھیل جس میں جسمانی ورزش سے بدن میں طاقت پیدا ہو تاکہ وہ طاقت جہاد اور دوسرے دینی و دنیاوی فرائض کی ادائیگی میں مددگار ثابت ہو۔ بلاشبہ جائز بلکہ مستحب ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے اس زمانے کے بعض مولویوں اور مدارس عربیہ کے ناظموں کا بھلا کرے اور ہدایت کرے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی مدرسہ میں طلبہ کے ورزشی کھیلوں کا کوئی انتظام ہی نہیں ہے۔ جس سے طلبہ کی صحت اس قدر خراب رہتی ہے کہ بانوے فیصدی طلبہ معدہ کے مریض رہتے ہیں۔ آپ سوچیے کہ یہ دھان پان قسم کے مولوی صاحبان بھلا کس طرح جہاد کریں گے؟ اور کیونکر تدریس و تبلیغ کے میدان میں محنت و مشقت اور جدوجہد کریں گے؟ ظاہر ہے کہ بغیر صحت و تندرستی کے دین و دنیا کا کوئی کام بھی کما حقہٗ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میرا حقیر مگر مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ مدارس عربیہ میں مدرسہ کی طرف سے کسی ورزشی کھیل کا بھی انتظام ہونا چاہیے اور طلبہ کے حفظانِ صحت پر بھی خصوصی توجہ رکھنی چاہیے۔

(۱۹۴) جان بچانے کیلئے حرام چیزیں بھی کھالینا جائز ہے

اگر کوئی مسلمان مسلسل فاقوں سے اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اگر اب کچھ نہ کھائے گا تو اس کو یقین یا ظن غالب ہے کہ بھوک سے مر جائے گا۔ اور اتفاق سے حرام چیز کے سوا کوئی دوسری چیز اس کو نہیں مل رہی ہے۔ تو شریعت مطہرہ نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ حرام چیز کو اتنی مقدار میں کھالے کہ جان بچ جائے مگر اس کی دو شرطیں لازمی ہیں ایک تو یہ کہ وہ اس حرام کا خواہشمند نہ ہو۔ دوسری یہ کہ بس اتنا ہی کھائے کہ جان بچ جائے۔ ہرگز ہرگز اس سے زیادہ نہ کھائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ مثلاً۔

Marfat.com

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(پ ۲۔ البقرہ آیت ۱۷۳)

اللہ نے ان چیزوں کو تم پر حرام فرمایا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو شخص مجبور ہو کر نہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ یہی مضمون سورہ انعام اور سورۂ نحل میں بھی ہے۔ ایسی مجبوری کی صورت میں نفرت کے ساتھ بقدر ضرورت حرام چیز کھا کر جان بچا لینا جائز ہے اور اگر اس نے اس حرام کو کھا کر جان نہیں بچائی۔ بلکہ بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہو گا کیونکہ جان بچانا فرض ہے اور اس نے فرض کو چھوڑ دیا۔

(۱۹۵) اللہ کو اسماء حسنیٰ ہی سے پکارو

خداوند کریم کے ننانوے نام ہیں جن کو "اسماء حسنیٰ" کہتے ہیں۔ ان ناموں کو یاد کرنے اور عمل کرنے کی برکت سے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری ہے۔ تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو انہی ناموں سے پکاریں اور جن لوگوں نے اپنی کج روی اور گمراہی سے اللہ تعالیٰ کے دوسرے دوسرے غلط نام رکھ لیے ہیں۔ کبھی ہرگز ہرگز ان غلط ناموں سے اللہ تعالیٰ کو نہ پکاریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(پ ۹۔ الاعراف آیت ۱۸۰)

اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اُسے انہی ناموں سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں جلد ہی انہیں ان کے کرتوت کا بدلہ دیا جائے گا۔

مسائل:۔ (۱) اللہ کے ناموں کو بگاڑنا۔ جیسے مشرکین مکہ نے "اللہ" سے "لات"

Marfat.com

"عزیز" سے "عزیٰ" اور "منان" سے "منات" بگاڑ کر اپنے بتوں کا نام رکھ لیا تھا یہ بھی حرام ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ایسا نام رکھنا جو قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو۔ جیسے اللہ کا "رفیق" یا "سخی" نام رکھنا یہ بھی حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام اسماء توقیفیہ ہیں یعنی جو نام قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان کے سوا اللہ کا کوئی دوسرا نام رکھنا جائز نہیں ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی ایسا نام رکھنا جس کے معنی فاسد ہوں۔ جیسے رام۔ پرماتما پربھو۔ بھگوان۔ ایشور وغیرہ سخت حرام ہیں اور چونکہ ان ناموں سے خدا کو یاد کرنا مشرکین کا دینی نشان ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو کبھی ہرگز ہرگز ان الفاظ کو نہ بولنا چاہیے کہ اس میں کفر کا اندیشہ ہے (معاذ اللہ) اور اگر کبھی زبان سے نکل جائے تو فوراً توبہ کرنا لازم ہے۔

(۴) خدا کا ایسا نام رکھنا جس سے اس کی شان گھٹتی ہو یہ بھی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو "خالق الخنزیر" کہنا (معاذ اللہ) یا "اوپر والا" یا "لمبے ہاتھ والا" یا "بڑا سیٹھ" کہنا۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا نام رکھنا جس کے معنی معلوم ہی نہ ہوں کہ پتہ چل سکے کہ یہ نام جلالِ الٰہی کے لائق ہے یا نہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔

(۱۹۶) زنا کی تہمت لگانے والے کی سزا

جو شخص کسی مسلمان مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اس سے چار گواہ طلب کیے جائیں گے جو اس طرح گواہی دیں کہ میں نے اس کو اس طرح زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ڈالی جاتی ہے۔ اگر چار گواہوں نے اس طرح شہادت دے دی تو زانی کو زنا کی سزا دی جائے گی۔ یعنی اگر وہ کنوارا ہو تو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کر کے مار ڈالا جائے گا۔ اور اگر اسی طرح کے چار گواہوں کی گواہی نہ مل سکی تو زنا کی تہمت لگانے والے کو اسی کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

قرآن مجید کی حسب ذیل آیت اس مسئلہ کی دلیل یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

ارشاد ہے کہ:۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور جو پارسا عورتوں کو زنا کا عیب لگائیں پھر چار گواہ معاینہ کے نہ لائیں، تو انھیں اسی کوڑے لگاؤ۔ اور کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں

(پ ۔ ۱۸ ۔ النور آیت ۴)

اس آیت سے حسب ذیل چند مسائل ثابت ہوئے ۔

(۱) جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے۔ اور اس پر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر شرعی سزا اسی کوڑے واجب ہو جاتی ہے۔

(۲) ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزایاب ہوں۔ اور ان کو سزا دے دی گئی وہ مردود الشہادت ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی کسی معاملہ میں ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔

(۳) زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہ ضروری ہیں۔

واضح رہے کہ تہمت لگانے والے کو سزا اسی وقت دی جائے گی جب وہ شخص سزا کا مطالبہ کرے جس پر تہمت لگائی گئی ہے۔ اور اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو قاضی پر لازم نہیں ہے کہ تہمت لگانے والے کو سزا دے۔ اور سزا کے مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہے۔ اور اگر وہ مر چکا ہے تو اس کے بیٹے اور پوتے بھی سزا کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر کسی نے اپنے غلام یا اپنے بیٹے پر زنا کی تہمت لگائی۔ تو غلام یا بیٹا سزا کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

تہمت کے الفاظ:۔ اگر کسی کو صراحتہً زانی کہا یا یہ کہا کہ تو اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے اور ہو اس کی ماں پارسا تو ان سب صورتوں میں وہ زنا کا تہمت لگانے والا ہو جائے گا۔ اور اس کو تہمت کی سزا دی جائے گی۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ تہمت لگانے کے جرم میں جس کو سزا دی گئی ہو کسی معاملہ میں کبھی اس کی گواہی معتبر نہیں اگرچہ وہ توبہ کرے لیکن رمضان کے چاند دیکھنے کے بارے میں توبہ کر لینے اور عادل ہونے کی صورت میں اس کا قول قبول کر لیا جائے گا۔ کیونکہ درحقیقت یہ شہادت نہیں ہے۔ اسی لیے اس میں لفظ شہادت اور نصاب شہادت میں بھی شرط نہیں ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان ص۴۱)

۱۹۷ شہید زندہ ہیں!

خدا کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ وہ قتل ہو جانے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ شہیدوں کی وفات کو دوسرے مردوں پر قیاس کر لینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایمان رکھنا چاہیے کہ شہیدوں کی وفات کو موت کہنا گناہ اور شہیدوں کو مردہ کہنا حرام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم (اپنے حواس سے) ان کی زندگی کو جان نہیں سکتے۔

(پ ۲۔ البقرہ آیت ۱۵۴)

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد ہوا کہ:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(پ ۴۔ آل عمران آیت ۱۶۹)

قرآن کریم کی مذکورہ بالا دونوں آیتوں کا حاصل مطلب یہی ہے کہ شہیدوں کی وفات تمام مردوں کی موت جیسی نہیں ہے۔ بلکہ شہید ایک خاص قسم کی ممتاز زندگی کے ساتھ زندہ

Marfat.com

ہیں۔ اور ان کو روزی بھی ملتی ہے۔

لیکن یہ سوال کہ ان کی زندگی کیونکر اور کس طرح کی ہے۔ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ "لَا تَشْعُرُوْنَ" یعنی تم اپنے حواس خمسہ اور اپنے علم کے اسباب و ذرائع سے ان کی زندگی کی کیفیت و حالت کو نہیں جان سکتے۔ اس لیے تم اس کی تلاش اور کھوج مت کرو اور بلا دیکھے اور بغیر کسی معلومات کیے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ایمان رکھو۔ جیسے کہ اسلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ بلا دیکھے ان پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ مثلاً جنت و دوزخ اور عذاب قبر وغیرہ۔ کہ کسی نے بھی ان چیزوں کو نہیں دیکھا۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ مگر ان چیزوں پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ شہدائے کرام کی حیات کے مسئلہ کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ بعض ضعیف الایمان مسلمانوں نے شہیدوں کی لاشوں کو ٹٹول ٹٹول کر، اور شہیدوں کی قبروں کو کھود کھود کر شہیدوں کی زندگی کی جانچ کی۔ اور پھر ان کے ایمان میں تذبذب پیدا ہو گیا۔ ان نادانوں نے یہ نہیں سوچا کہ جس خدا نے شہیدوں کو زندہ کہا ہے۔ اسی خدا نے یہ بھی تو فرما دیا ہے کہ تم اپنے علم کے ذریعوں سے شہیدوں کی زندگی کی کیفیت کو نہیں جان سکتے۔ پھر کیوں تم اس کی جانچ پڑتال میں سر کھپاتے ہو۔ اور خدا کے فرمان پر کیوں ایمان نہیں رکھتے بہر حال اتنی بات ہر شخص کو ذہن میں رکھنی چاہیے۔ کہ شہیدوں کی زندگی فقط ان کی روح کی زندگی ہو کہ ان کی روحوں کو ان کے جسموں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ ایسا معاملہ نہیں ہے۔ کیونکہ فقط روح کی زندگی تو ہر مومن و کافر کو حاصل ہے۔ اس لیے کہ سب کی روحیں زندہ رہتی ہیں۔ پھر مقام مدح میں خدا کا یہ فرمانا کہ شہید زندہ ہیں۔ یقیناً اس کا یہ مطلب ہے کہ شہیدوں کی روحوں کو ان کے جسموں سے ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے اور دوسرے لوگوں کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ اس لیے شہدائے کرام اپنے جسموں کے ساتھ مع لوازم حیات کے زندہ ہیں کہ کوئی شخص ان کی حیات کو اپنے عملی ذرائع سے نہیں جان سکتا، ہاں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو وحی کے ذریعے یا اولیاءِ کرام کو الہام کے ذریعے حیات شہداء کی کیفیت پر مطلع فرما دے تو وہ ضرور اس کو جان لیں گے۔

Marfat.com

(۲۵) یہودیوں کے قبائح

(۱۹۸) یہودیوں کی بددیانتی اور نسلی تعصب!

یہودی قوم انتہائی بددیانت ہے۔ اور ان میں نسلی تعصب بے پناہ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی ان ظالموں کے بارے میں یہ شہادت ہے کہ:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ ط۔

اور ان یہودیوں میں وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی ہو تو اس کے پاس امانت رکھ دے تو وہ اس کو تجھے واپس نہ دے گا، مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے۔ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں (عرب قوم) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخدہ نہیں۔

(پ۔۳۔ ال عمران آیت ۷۵)

مطلب یہ ہے کہ یہودی اپنی قوم کی امانتوں کو واپس کرنا تو اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی قوم کے سوا۔ دوسری قوموں کی امانتوں اور قرضوں کو یہ کہہ کر ہڑپ کر جاتے ہیں، کہ دوسری قوموں کا مال کھا ڈالنے میں ہم پر کوئی مواخذہ اور الزام ہی نہیں۔ یہ ہے یہودیوں کے نسلی تعصب کا بدترین شاہکار۔ اور ان کے بے ایمانی اور بددیانتی کی گھنونی تصویر۔ (نعوذ باللہ منہ)

(۱۹۹) یہودیوں نے ایمان کے بعد کفر کیا

یہودی حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی نبوت پر ایمان لاتے تھے۔ اور شدت سے آپ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔

Marfat.com

اور آپ کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ مگر جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو جذبہ حسد سے آپ کی نبوت کا انکار کرنے لگے، اور کافر ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے یہودیوں کے اس قبیح کرتوت پر غضب فرماتے ہوئے اعلان فرما دیا کہ اس قوم کو ایمان کی توفیق نہیں ہوگی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ٥	کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لاکر کافر ہو گئے، حالانکہ پہلے یہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

(پ۔۳۔ ال عمران آیت ۸۶)

چنانچہ اللہ کا وعدہ پورا ہوا کہ کچھ یہودی جنگوں میں کٹ گئے اور کچھ حجاز کی زمین سے جلاوطن ہو گئے۔ مگر چند یہودیوں کے سوا یہ قوم امن اسلام میں نہیں آئی۔ اسلام لانے والوں میں سب سے زیادہ نمایاں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ہے۔ جو یہودیوں کے سب سے بڑے عالم اور سردار قوم تھے۔ آپ نے بہت کوشش کی کہ میری قوم اسلام قبول کرے مگر بدطینت یہودی اسلام کے دامن رحمت سے بھی محروم ہی رہے۔

(۲۰۰) یہودیوں کی گندی تمنّا!

یہودی خود تو عام طور پر اسلام نہیں لائے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ ان ظالموں کی تمنا اور کوشش یہی رہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ انھیں پھر کافر بنالیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی دلی تمنا کا پردہ چاک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ	بہت سے اہل کتاب (یہودیوں) نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ تمہیں ایمان کے بعد

Marfat.com

كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ط

کفر کی طرف پھیر دیں۔ اپنے دلوں کی جلن سے بجا اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا۔ تو تم چھوڑ دو۔ اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔

(پ۔۱۔البقرہ آیت ۱۰۹)

اس وقت تک یہودیوں سے جہاد کی آیت نہیں اتری تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اس وقت تک یہودیوں کی شرارتوں سے درگزر کرتے رہو جب تک کہ ان سے جہاد کا حکم نہ نازل ہو جائے۔ پھر اس کے بعد یہودیوں سے جہاد کا حکم نازل ہو گیا۔ تو مسلمانوں نے ان لوگوں سے جہاد کر کے ان کی شرارتوں کا سدباب کیا۔ کچھ یہودی مقتول ہو گئے اور کچھ جلاوطن ہو گئے اور مسلمانوں کو ان کی شرارتوں اور ریشہ دوانیوں سے راحت مل گئی۔

(۲۰۱) یہودیوں کا زعم باطل

یہودی بہت سی غلط خوش فہمیوں، اور باطل عقائد و خیالات کے دلدل میں پھنس کر خوش اور مگن رہتے ہیں۔ انہی باطل گمانوں میں سے ان کا یہ زعم باطل بھی ہے کہ یہودی اور نصرانی کے سوا دوسرا کوئی کسی دین والا بھی جنت میں نہیں جائے گا قرآن کریم نے ان کے اس خیال فاسد کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا أَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ط قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥

اور اہل کتاب بولے کہ ہرگز جنت میں نہ جائے گا۔ مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو۔ یہ ان کی جھوٹی امیدیں ہیں۔ اے حبیب آپ فرما دیجئے کہ لاؤ اپنی دلیل۔ اگر تم سچے ہو۔

(پ۔۱۔البقرہ آیت ۱۱۱)

Marfat.com

(۲۰۲) اہل کتاب کے اصطبل میں لتیاؤ

اہل کتاب کا آپس میں یہ حال ہے کہ یہودی نصاریٰ کے دین کو باطل بتاتے ہیں۔ اور انصاری یہودیوں کے دین کو باطل بتاتے ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے کو باطل پرست کہتے۔ اور ایک دوسرے کی تکذیب و تغلیط کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کے ٹکراؤ کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ط

اور یہودیوں نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہودیوں کا دین کچھ نہیں حالانکہ یہ لوگ خدا کی کتاب توریت وانجیل پڑھتے ہیں۔

(پ ۔ ۱۔ البقرہ آیت ۱۱۳)

یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کی تکذیب کرتے تھے اور ایک دوسرے کے دین کو لغو اور باطل کہتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کتاب الٰہی توریت وانجیل پڑھتے تھے یہ ٹکراؤ تصادم ان لوگوں میں ہمیشہ رہا اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ حضور نبی آخر الزمان کے انکار و تکذیب کی وجہ سے ان دونوں قوموں پہ اللہ تعالیٰ کا غضب پڑ گیا ہے۔

(۲۰۳) نبی برحق کے ساتھ یہودیوں کا رویّہ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام بار بار اس امر کی کوشش فرماتے رہے کہ یہودیوں سے کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہو۔ اور یہودی و مسلمان دونوں مدینہ میں آرام سے رہیں۔ کئی بار حضور نے ان لوگوں سے معاہدہ بھی کیا مگر ہر مرتبہ یہودی معاہدہ شکنی کر کے عداوت رسول کا جھنڈا بلند کر دیتے تھے۔ ان کے اس رویہ کا بیان کرتے ہوئے خداوند قدوس نے اپنے رسول کو یہودیوں کے عزائم و خبث باطنی سے مطلع فرما دیا کہ:۔

Marfat.com

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط

اور ہرگز آپ سے (اے محبوب) یہود و نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کی پیروی نہ کریں گے۔ آپ اُن سے فرما دیجئے کہ ہدایت تو بس اللہ ہی کی ہدایت ہے (جو مجھے مل گئی ہے)

(پ۔۱۔ البقرہ آیت ۱۲۰)

یعنی جب تک مسلمان ان لوگوں کے دین کی پیروی نہ کرنے لگیں گے۔ ان لوگوں کا معاندانہ رویہ بدل نہیں سکتا۔ اور یہ بھلا کیوں کر ممکن ہے کہ مسلمان اللہ کی ہدایت اسلام کو چھوڑ کر ان کے دین کی پیروی کریں۔ لہٰذا خوب سمجھ لو کہ یہود و نصاریٰ کی عداوت مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ رہے گی اور یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔

(۲۰۴) یہود کے علما حق کو چھپاتے تھے!

توریت و انجیل میں نبی آخر الزمان کی بے شمار نشانیاں موجود تھیں۔ اور یہود کے علما ان نشانیوں کو خوب جانتے اور پہچانتے تھے کہ نبی آخر الزمان یہی ہیں۔ مگر جان بوجھ کر خود بھی ایمان نہیں لاتے تھے اور اپنی قوم سے بھی ان نشانیوں کو چھپاتے تھے۔ اس پر خداوند قدوس کی شہادت قرآن میں ہے کہ:-

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ اور بیشک ان میں ایک گروہ (علما یہود) جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

(پ۔۲۔ البقرہ آیت ۱۴۶)

Marfat.com

(۲-۵) حق و باطل کو ملانا علمائے یہود کا کام تھا

علمائے یہود کا یہ کارنامہ تھا کہ وہ حق و باطل کو ملا کر پیش کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے سامنے حق بات صاف صاف اس لیے نہیں کہتے تھے کہ ان کو قوم کے نذرانوں کے بند ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اس لیے ان لوگوں نے توریت و انجیل میں تحریف و تبدیل کر کے حق و باطل کو ملا دیا تھا۔ تاکہ قوم مسلمان نہ ہو جائے۔ اور انھیں کے پھندے میں پھنسی رہے۔ قرآن مجید نے ان علمائے یہود کو جھنجھوڑ کر ان سے مطالبہ کیا۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝	اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ کیوں کفر کرتے ہو، حالانکہ تم خود گواہ ہو۔
یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝	اے اہل کتاب! تم حق میں باطل کیوں ملاتے ہو؟ اور حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ تمہیں علم ہے۔

(پ ۳۰۔ آل عمران آیت ۷۱)

٭ ٭ ٭

(۲-۶) دعوت ایمان پر یہود کی مکاریاں

یہودیوں نے جب دیکھا کہ اہل مدینہ اور دوسرے عرب دامن اسلام میں آتے جا رہے ہیں تو حسد میں جل بھن کر ان لوگوں نے یہ پلان تیار کیا کہ صبح کو ہم یہودیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ اور پھر شام کو اسلام سے پھر جائیں۔ تو ان پڑھ عرب ہم کو دیکھ کر یہ سوچیں گے کہ یہ لوگ اہل علم ہوتے ہوئے صبح کو مسلمان ہوئے اور شام کو اسلام سے برگشتہ ہو گئے۔ یقیناً ان لوگوں کو اسلام میں کوئی خرابی نظر آئی ہوگی، جب تو ایسا کیا اس طرح ان پڑھ عرب کو اسلام کی حقانیت میں شبہہ لگ جائے گا۔ اور وہ اسلام سے پھر جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے اس خفیہ اور خطرناک پلان کا پردہ فاش کر دیا اور فرمایا کہ۔

Marfat.com

وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

اور کتابیوں کے ایک گروہ نے کہا کہ وہ جو ایمان والوں پر (قرآن) اترا ہے۔ صبح کو اس پر ایمان لاؤ۔ اور شام کو منکر ہو جاؤ شاید (مسلمان عرب) پھر جائیں۔

(پ۔ ٣۔ ال عمران آیت ٧٢)

غور کیجئے کہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے یہودی کیسی کیسی پُرفریب اسکیمیں بناتے اور عیارانہ چالیں چلتے تھے۔ مگر الحمد للہ کہ ان یہودیوں کے سارے ناپاک عزائم اور ان کی دسیسہ کاریاں سب خاک میں ملتی رہیں۔ اور ایک مسلمان بھی اسلام سے منحرف اور برگشتہ نہ ہوا، بلکہ ہمیشہ اسلام کا بول بالا ہی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بعض یہودی بھی دامن اسلام میں آگئے۔ جس پر یہودی قوم کو سر پیٹ لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔

(٢٠٧) علماءِ یہود رشوت لے کر حق چھپاتے تھے

یہودی علما اتنے بڑے رشوت خور اور دین فروش تھے کہ تھوڑی سی رقوم کے بدلے توریت کی آیتوں کو چھپا دیتے یا بدل ڈالتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے ان کرتوتوں کا بھانڈا پھوڑ دیا اور اعلان کر دیا۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان لوگوں سے جنھیں کتاب (توریت) عطا فرمائی کہ تم ضرور اس کو لوگوں سے بیان کر دینا۔ اور اس کو نہ چھپانا۔ تو انہوں نے اس (عہد) کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ اور اس کے بدلے انہوں نے تھوڑی سی رقم لے لی۔ تو کتنی بری ان کی خرید و فروخت ہوئی۔

(پ۔ ٤۔ ال عمران آیت ١٨٧)

Marfat.com

علما یہود کے ایسے ایسے سیاہ اور گندے کارنامے رہ چکے ہیں جب ان کے علما کے یہ کالے کرتوت تھے تو سمجھ لیجے کہ یہ قوم کتنے بڑے بڑے پاپ اور گناہوں کا مجسمہ رہی ہو گی! اور آج بھی یہ قوم کس قدر بدعہد اور بد باطن ہے ساری دنیا اس کو جان رہی ہے مگر انسوس کہ آج کل کی مسلم حکومتیں اپنی عیاشیوں کی وجہ سے اتنی بزدل اور بے حوصلہ ہیں کہ ان ظالموں سے نبرد آزما ہو کر ان کو فنا تو کیا کریں گی۔ الٹے ان کی دوستی کے لیے ہاتھ بڑھا رہی ہے۔ فیاا سفاہ و یاحسرتاہ:۔

(۲۰۸) یہودی انبیا کے قاتل ہیں!

یہودی کتنے ہی مالدار ہو جائیں مگر ان کے منحوس چہروں پر ہمیشہ ذلت و خواری اور غربت و ناداری کے اثرات ظاہر ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ان کے خراب کارناموں اور کالے کرتوتوں کا بدلہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے غضب میں پڑ کر اس حال میں پہنچ گئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

اور ان (یہودیوں) پر مقرر کر دی گئی خواری و ناداری۔ اور یہ لوگ خدا کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا اس کا کہ یہ لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے۔ اور انبیا کو ناحق شہید کرتے تھے۔ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھ جانے کا۔

(پ۔ ا۔ البقرہ۔ آیت ۶۱)

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ان یہودیوں نے حضرت زکریا و حضرت یحییٰ و حضرت شعیا علیہم السلام کو شہید کیا۔ اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ یہ قتل بھی نہیں بتا سکتے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی شہید کر دینے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔ مگر وہ فضل خداوندی کی بدولت محفوظ رہے چنانچہ قرآن مجید

Marfat.com

میں ہے کہ:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ٥ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ٥

اور فرعون بولا۔ مجھے چھوڑ دیں موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارا دین بدل دے یا زمین میں فساد چمکائے اور موسیٰ نے کہا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔

(پ۔ ۲۴۔ المومن آیت ۲۶۔ ۲۷)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ فرعون اور یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ بہرحال یہودی وہ ملعون قوم ہے کہ ان کے دامنوں پر انبیاء علیہم السلام کے مقدس خون کا دھبہ ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا عزم بھی ان کے دلوں کی گہرائیوں میں داغ بنا ہوا ہے۔ اسی لیے اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا ایسا غضب پڑا کہ ذلت وخواری اور غربت و ناداری کی ان کے چہروں پر ایسی چھاپ لگ گئی ہے کہ باوجود کروڑوں کی دولت کے مالک ہونے کے ان کے چہروں پر مالداری کی رونق و تازگی نہیں رہتی۔ بلکہ مسکینی اور ناداری کی بے رونقی اور اداسی، ان کے منحوس چہروں کا طرۂ امتیاز بنی رہتی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں سے ان یہودیوں کا میل جول رہ چکا ہے وہ میرے سامنے شہادت دے چکے ہیں کہ یہودی بہت ہی لالچی، اور انتہائی بے شرم قوم ہے۔ یہ ہاتھ پھیلا کر کسی چیز کو مانگ لینے سے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ اگرچہ وہ کروڑ پتی اور ارب پتی ہی کیوں نہ ہوں

Marfat.com

(۲۰۹) یہودیوں نے خدا کی بھی توہین کی!

یہودی لوگ اپنی سرکشی اور بد دماغی سے تکبر اور گھمنڈ کی اس منزل تک پہنچ گئے۔ کہ ان لوگوں نے خداوند قدوس کی شان میں بھی توہین و بے ادبی کی۔ اس کی بھی چند مثالیں سن لیجئے۔

(۱) ان لوگوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا۔ اللہ جل مجدہ جو بیوی اور بچوں سے پاک ہے۔ اس کی مقدس شان میں ان ظالموں نے ایسی گستاخی کی۔ چنانچہ قرآن عظیم میں ہے کہ:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ۔ — اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں

(پ ۱۰۔ التوبہ آیت ۳۰)

(۲) اسی طرح جب یہودیوں کی آمدنی کچھ کم ہو جاتی۔ اور تنگ دستی بڑھ جاتی تو یہ گستاخ خداوند قدوس کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ بکنے لگتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ — اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

(پ ۶۔ المائدہ آیت ۶۴)

یعنی یہودی یہ بکنے لگتے تھے کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ ہم کو کچھ دیتا ہی نہیں ہے۔ اگر اس کے ہاتھ کھلے ہوتے تو وہ ہم کو مال دیتا۔ مگر بخیلی نے اس کے ہاتھوں کو باندھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ظالم یہودیوں کے اس گستاخانہ کفری کلام پر بے حد غضب و جلال ہوا کہ اس کو خداوند ذوالجلال نے ناراض ہو کر یہ قاہرانہ کلمہ غضب و جلال فرما کر ہمیشہ کے لیے ان ظالموں کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا کہ:۔

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا — ان یہودیوں کے ہاتھ باندھے جائیں

Marfat.com

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ط — اور ان پر اس (کفری) کلام کی وجہ سے لعنت ہے۔ بلکہ خدا کے ہاتھ کشادہ ہیں۔ وہ عطا فرماتا ہے جیسے چاہے۔

(پ۔ ۶۔ المائدہ آیت ۶۴)

یہودیوں کے ہاتھ باندھے جائیں۔ اس کلام کا دو مطلب ہو سکتے ہے یا تو یہ مطلب ہے کہ اس بولی کفری کی وجہ سے خود یہودیوں کے ہاتھ بندھ گئے جس کا یہ اثر ہوا کہ یہودی اتنے بخیل ہو گئے۔ کہ دنیا کی کوئی قوم ان ظالموں سے بڑھ کر بخیل نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن ان کے ہاتھ بندھے ہوں گے۔ اور وہ اسی حالت میں دوزخ کے اندر ڈال دیئے جائیں گے۔

(۳) جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ط — ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ تعالےٰ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے۔

(پ۔ ۲۔ البقرہ آیت ۲۴۵)

تو گستاخ و بدباطن یہودیوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم لوگ مالدار ہیں، جبھی تو اللہ ہم لوگوں سے قرض مانگتا ہے جیسے کہ فقیر مالدار لوگوں سے قرض مانگا کرتے ہیں۔

یہودیوں کی اس گستاخانہ بولی پر بھی اللہ تعالےٰ کا قہر و جلال اس طرح نازل ہوا کہ یہودیوں کی مذمت کی یہ تہدید شدید بھری ہوئی آیت کا نزول ہوا اور اللہ تعالےٰ نے ان یہودیوں کے جہنمی ہونے پر اپنے غضب و جلال کی مہر ثبت فرما دی۔

اور فرمایا کہ:۔

Marfat.com

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝

بے شک اللہ نے سنا جنھوں نے کہا کہ اللہ تعالے محتاج ہے۔ اور ہم غنی ہیں اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا ہوا۔ اور نبیوں کو ان کا ناحق شہید کرنا۔ اور ہم فرمائیں گے کہ اب چکھو آگ کا عذاب۔

(پ۔۴۔ ال عمران آیت ۱۸۱)

بہر حال یہودیوں کا تمرد اور سرکشی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا خون ناحق کر ڈالا کرتے تھے۔ بلکہ باری تعالےٰ کی مقدس جناب میں بھی بے ادبی و گستاخی کر ڈالنے سے کبھی نہیں چوکتے تھے۔ اس لیے اللہ نے اس پوری قوم کو اپنے غضب میں گرفتار کر کے ہمیشہ کے لیے ملعون فرما دیا۔ پوری قوم کو اس لیے مغضوب و ملعون کر دیا کہ ان کے باپ دادوں نے جو کچھ سیاہ کارنامے کئے تھے۔ آج تک پوری یہودی قوم اس سے خوش بلکہ اس پر نازاں ہے۔ اور ذرا بھی ان کرتوتوں پر ان لوگوں کو شرم و حیا اور ندامت نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا پوری قوم ان جرموں میں شریک ہے۔ اس لیے پوری قوم خدا کے قہر و غضب میں ماخوذ ہو کر ملعون و مغضوب ہو گئی ہے۔ اور عذاب جہنم ان کے لیے لازم و واجب ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دے دیا ہے کہ یہودیوں سے کبھی ہرگز ہرگز میل ملاپ اور دوستی نہ رکھیں کیوں کہ یہ ملعون اور جہنمی قوم ہے۔

Marfat.com

(۲۶) عیسائیوں کی گمراہیاں

(۲۱۰) عیسائیوں کے کفری عقائد

ا:- یہودیوں نے حضرت عزیز علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا اور عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا قرآن مجید نے ان لوگوں کے کفریات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ج يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ج أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ٥ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا ج لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ٥

اور یہودی بولے کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں۔ اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں۔ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں؟ انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا اور مسیح بن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ اسے پاکی ہے ان لوگوں کے شرک سے۔

(پ ۱۰۔ التوبہ آیت ۳۰۔ ۳۱)

(۲۱۱) عیسائیوں کا عقیدۂ صلیب

یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ ان لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے چنانچہ وہ علی الاعلان اس کا اظہار کرتے تھے۔ اور عیسائیوں نے بھی اس غلط بات

Marfat.com

کی تصدیق کی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سولی پر لٹکا کر شہید کر دیئے گئے چنانچہ اسی غلط عقیدہ کی بنیاد پر عیسائیوں نے صلیب کی تعظیم عبادت کی حد تک کرنی شروع کر دی اور اس کو اپنے دین کا نشان بنا لیا، بلکہ صلیب (سولی) کی پرستش کرنے لگے۔

قرآن مجید میں خداوند قدوس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے اس باطل عقیدہ کو بالکل غلط بتاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ج وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط

(پ ۶۔ النساء۔ آیت ۱۵۷)

اور یہودی اس قول کی بنا پر ملعون ہوئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو شہید کر دیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا، نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کیلئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا (جس کو یہودیوں نے قتل کر دیا)

واقعہ یہ ہے کہ یہودی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قتل کرنے کیلئے مکان میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک یہودی کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور یہودیوں نے اس کو حضرت عیسٰی علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں خدا کا ارشاد ہے کہ:۔

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۔ (پ ۶ النساء۔ آیت ۱۵۷، ۱۵۸)

اور یقیناً (یہودیوں نے) حضرت عیسٰی کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا۔

چنانچہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر آج بھی زندہ ہیں۔ اور قرب قیامت میں زمین پر نزول فرمائیں گے۔ لہذا یہودیوں اور نصرانیوں کا عقیدہ صلیب باطل ہے۔

(۲۱۲) عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث

عیسائیوں نے مذکورہ بالا کفری عقیدوں کے علاوہ ایک ”عقیدہ تثلیث“ بھی

Marfat.com

گڑھ لیا تھا کہ ان لوگوں نے اللہ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم تینوں کی عبادت شروع کردی جس کی قرآن نے سختی کے ساتھ ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔	اور تین خدا مت کہو۔ اس سے باز رہو اپنا بھلا چاہتے ہوئے۔ اللہ تو ایک ہی خدا ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کارساز

(پ ۶۔ النساء آیت ۱۷۱)

اس مشرکانہ عقیدہ تثلیث میں عیسائی یہودیوں سے بڑھ کر مشرک ہوئے کیونکہ یہودی اپنی ہزار برائیوں کے باوجود ایک ہی خدا کی عبادت کرتے تھے۔

(۲۱۳) عیسائیوں نے رہبانیت ایجاد کرکے اسے ضائع کردیا

رہبانیت (سادھوبن جانا) یہ تھا کہ پہاڑوں اور غاروں میں گوشہ نشین ہو کر عبادت کرنا۔ نکاح نہ کرنا۔ نہایت موٹے کپڑے پہننا۔ ادنیٰ درجے کی غذا بہت کم مقدار میں کھانا اور تمام دنیا والوں سے قطع تعلق کرکے نہایت پر مشقت عبادتیں کرتے رہنا یہ طریقہ خود عیسائیوں نے ایجاد کیا اور اس کو انہوں نے خدا کی رضا جوئی کے لیے نکالا تھا مگر وہ اس کو نباہ نہ سکے۔ بلکہ اس کو ضائع کرکے کچھ تو تثلیث و ایجاد کے غلط عقائد میں پڑ گئے اور کچھ اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے اور کچھ دین مسیحی پر ثابت قدم رہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تو اسلام لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رہبانیت کو ایجاد کرنے اور پھر اس کو ضائع کر دینے پر عیسائیوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ	اور راہب بننا تو یہ بات (عیسائیوں) نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔ ہم نے ان پر مقرر

Marfat.com

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج (پ ۲۷۔ الحدید آیت ۲۷)

نہ کی تھی۔ ہاں بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی۔ پھر اسے نہ نباہا۔ جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی نئی بات کو نکالنا اگر وہ نئی بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے۔ اس سے ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیے۔ ایسی بدعت کو "بدعت حسنہ" کہتے ہیں، البتہ دین میں کوئی بری بات نکالنا "بدعت سیئہ" کہلاتا ہے وہ یقیناً ممنوع وناجائز ہے اور "بدعت سیئہ" وہی ہے جو خلاف سنت ہو۔ اس قاعدہ سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں مثلاً میلاد شریف اور فاتحہ وغیرہ کہ کچھ لوگ اسے اپنی ہوائے نفسانی سے بدعت بتا کر لوگوں کو ان امور خیر سے منع کرتے ہیں، حالانکہ ان کاموں سے دین کی تقویت دتائید ہوتی ہے اور لوگوں کو ثواب بھی ملتا ہے خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (آمین)

(۲۱۴) عیسائیوں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو نصرانی کہا

یہودیوں اور نصرانیوں پر خدا کا غضب ہو کہ ان ظالموں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی اور نصرانی کہا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے قرآن میں اس کا شدید رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ہ (پ ۳۔ آل عمران۔ آیت ۶۷)

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ ہر باطل سے جدا رہنے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے بھی نہ تھے۔

(۲۱۵) عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے کو خدا کا بیٹا کہا

یہودیوں اور نصرانیوں پر اس درجہ غرور اور گھمنڈ کا بھوت سوار تھا کہ اپنے آپ

Marfat.com

کو خدا کا بیٹا اور خدا کا دوست کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن گواہ ہے کہ:-

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ

اور یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں تم فرماؤ پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے بلکہ تم لوگ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک بشر ہو۔

(پ ۶۔ المائدہ۔ آیت ۱۸)

(۲۱۶) عیسائیوں کی عہد شکنی

یہودیوں کی طرح عیسائیوں سے بھی اللہ نے بار بار یہ عہد لیا کہ وہ انجیل پر عمل کرتے رہیں گے مگر ہمیشہ ان لوگوں نے بدعہدی اور عہد شکنی کو اپنا طریقہ کار بنایا۔ قرآن مجید گواہ ہے

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

اور وہ جنہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں ہم نے ان سے عہد لیا تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے درمیان آپس میں قیامت کے دن تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔ اور عنقریب اللہ انہیں بتادے گا وہ جو کچھ کرتے تھے۔

(پ ۶۔ المائدہ آیت ۱۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہودیوں کی طرح عیسائی عہد شکن قوم ہے لہٰذا ان کے عہد و پیمان اور معاہدوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے اور ان لوگوں پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۲۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی

عیسائیوں کے مشرکانہ عقائد اور ان کی بدعہدی اور بدکاری یہ سب ان کے پادریوں کی من گھڑت تعلیم ہے ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو توحید خالص

Marfat.com

کی دعوت دی تھی۔ اور برابر وہ اس پر عیسائیوں کی نگرانی فرماتے رہے چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا یہ بیان دیا کہ:۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ

میں نے تو ان نصرانیوں سے نہیں کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر نگران تھا جب تک ان میں رہا۔

(پ۔۷، المائدہ۔ آیت ۱۱۷)

بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی برحق ہیں اور آپ توحید خالص کے مبلغ ہونے میں تمام انبیائے سابقین کے مقدس طریقے پر ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ پر انجیل نازل فرمائی جو یقیناً ہدایت کا سرچشمہ ہے جس پر ہم سب مسلمانوں کو ایمان لانا فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل مقدس کی حقانیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَقَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝

اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے وہ تصدیق کرتے ہوئے آئے توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور یہ تصدیق فرمائی ہے توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور انجیل ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

(پ۔۶۔ المائدہ۔ آیت ۴۶)

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور توریت و انجیل کے سراپا ہدایت و منزل من اللہ ہونے میں اور عیسائی دین کی حقانیت و صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں اور یقیناً ہم سب مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے۔

لیکن یہ آفتاب سے بڑھ کر روشن حقیقت ہے کہ توریت و انجیل جیسی کتاب

Marfat.com

خداوند قدوس نے نازل فرمائی تھی۔ وہ دور حاضر میں یہودیوں اور نصرانیوں کے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں موجود نہیں ہے اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مقدس دین میں ان پیغمبروں کے بعد پادریوں اور راہبوں نے بہت کچھ تحریف اور تبدیلی کر کے ان دونوں آسمانی کتابوں کا حلیہ بدل ڈالا اور موسوی اور عیسوی دین کو ان احبار و رہبان نے مسخ کر ڈالا۔ اس لیے ہم مسلمانوں کا اس محرف و ترمیم شدہ توریت و انجیل پر ایمان نہیں ہے۔ اور اس پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی گواہی ہم مسلمانوں کے لیے جان ایمان ہے اللہ عزوجل نے کئی جگہ قرآن مجید میں فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کے پادریوں اور ان کے راہبوں کا یہ حال ہے کہ:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ

(پ-۶- المائدہ آیت ۱۳)

اور ان (اہل کتاب) کی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں ملعون کر دیا اور انکے دلوں کو سخت بنا دیا اور اللہ کی باتوں کو انکے ٹھکانوں سے بدل ڈالتے ہیں۔ اور وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئی تھیں۔

اور ایک دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

(پ ۳ آل عمران۔ آیت ۷۸)

اور بیشک (ان یہودیوں و نصاریٰ) میں کچھ وہ ہیں جو زبان موڑ کر اور پھیر کر کتاب میں ملاوٹ کرتے ہیں تاکہ تم لوگ سمجھو کہ یہ بھی کتاب میں ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے آپ نے موجودہ توریت و انجیل اور پادریوں کی پوزیشن سمجھ لی ہوگی۔ اسی لیے ہم مسلمانوں کے نزدیک ان دونوں کتابوں اور ان

Marfat.com

دونوں دینوں کی پوزیشن مجروح ہوگئی ہے لہذا ہم ان پر ایمان نہیں لاتے ہاں البتہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ توریت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل فرمائی تھی وہ یقیناً حق ہے۔ اور ان دونوں پیغمبروں کا لایا ہوا دین بلا شبہ برحق ہے۔

(۲۱۸) مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کا رویہ

دنیا کی تین قومیں مشرکین۔ یہودی۔ عیسائی۔ ان تینوں قوموں کا قومی مزاج کیا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ان تینوں قوموں کا برتاؤ اور رویہ کیا اور کیسا رہے گا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک خاص فیصلہ صادر فرمایا ہے جسے مسلمانوں کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر اپنے معاملات کو ان تینوں قوموں سے جاری رکھنا چاہیے وہ فیصلہ یہ ہے کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ تینوں قومیں ہمیشہ مسلمانوں کی دشمن تھیں اور ہیں اور رہیں گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان تینوں قوموں میں مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمن کون کونسی قومیں ہیں؟ اور سب سے کم دشمن کون سی قوم ہے، تو اس معاملہ میں خداوند تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے اور سخت دشمن مشرکین اور یہودی ہیں اور ان تینوں قوموں میں سب سے کم درجے کے دشمن عیسائی ہیں جو اپنے کو نصرانی کہتے ہیں کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے کچھ نرم گوشہ ضرور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَاِذَا

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں کچھ علماء اور کچھ درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف سے نازل کیا گیا۔

Marfat.com

سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ربنا (المائدہ آیۃ ۸۲-۸۳) (قرآن) تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔

مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عیسائی قوم کے چار اوصاف کو بیان فرمایا ہے (۱) یہ کہ عیسائی لوگ مسلمانوں سے محبت کرنے میں دنیا بھر کے یہودیوں اور مشرکوں کو بہ نسبت زیادہ قریب ہیں (۲) عیسائیوں میں کچھ عالم اور کچھ درویش ہیں (۳) عیسائی غرور نہیں کرتے (۴) قرآن سن کر عیسائیوں کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا جاتے ہیں۔

یہ آیات اور عیسائیوں کی یہ خصوصیات اگرچہ حبشہ کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں حاضر باش تھے لیکن چونکہ قرآن کے الفاظ عام ہیں اس لیے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ دنیا بھر کے عیسائیوں کی خصوصیات ہیں اس لیے آج بھی جن عیسائیوں میں یہ خصوصیات پائی جائیں گی وہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے درباریوں ہی کے حکم میں شمار کی جائیں گی اور آج تک کسی تاریخ عالم اور مسلمانوں کے تجربات بھی اس کے گواہ ہیں کہ جس قدر مسلمانوں پر ظلم و ستم یہودیوں اور مشرکوں نے کیے ہیں۔ عیسائیوں کے مظالم مسلمانوں پر اس سے کم رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۷) قرآن مجید کی چند پیشین گوئیاں

قرآن مجید میں جہاں عمل کے لیے احکام اور عبرت کے لیے واقعات ماضیہ کو بیان فرمایا گیا ہے وہاں آئندہ کی کچھ خبریں اور پیشین گوئیاں بھی کی گئی ہیں جن میں سے بعض تو صرف بحرف پوری ہو چکی ہیں اور کچھ ضرور پوری ہو کر رہیں گی ان میں سے چند کا ذکر ہم اپنی اس کتاب میں اس نیت سے درج کرتے ہیں کہ لوگوں کے ایمانوں میں یقین کی روح پیدا ہو جائے اور سب مسلمان "نفس مطمئنہ" کی کرامت

Marfat.com

سے سرفراز ہو جائیں۔

(۱۱۹) قرآن کا مثل کبھی نہیں لایا جا سکتا

اللہ تعالیٰ نے کفار کو یقین دلانے کے لیے یہ چیلنج دیا کہ اگر تم لوگوں کو خدا کے قرآن کے خدا کی کتاب ہونے میں کچھ شک ہے تو تم بھی قرآن جیسی کتاب بنا کر پیش کر دو اگر تم لوگوں نے قرآن جیسی کتاب بنا کر پیش کر دی تو ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن کسی انسان کی کتاب ہے۔ اور اگر تم ایسی کتاب نہ پیش کر سکے، تو پھر تم کو یقین ہو جائے گا کہ قرآن کسی انسان کی کتاب نہیں ہے بلکہ خدا کی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار عرب کو چار مرتبہ چار طریقوں سے چیلنج دیا۔ پہلی مرتبہ تو اس طرح سے للکار کر چیلنج دیا کہ:۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

تم فرما دو کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کے مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۸۸)

اس چیلنج کو سب عربوں نے سنا مگر کوئی بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ پھر دوسری بار خداوند تعالیٰ نے اس طرح للکارا کہ:۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۝

کیا کفار یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے قرآن کو اپنے جی سے بنا لیا ہے؟ تم فرما دو کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جن کو تمہاری طاقت ہو سب کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

پھر چوتھی مرتبہ رب العزت جل جلالہ نے اس طرح انہیں دعوت دی کہ:۔

Marfat.com

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ج بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ○ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ○

یا کہتے ہیں کہ رسول نے اس (قرآن) کو بنالیا ہے؟ بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس قرآن جیسی ایک ہی بات تو لے آئیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔

اس طرح چار مرتبہ قرآن مجید نے کفار عرب کو چیلنج دیا۔ اور کفار نے اسکی کوشش بھی کی کہ قرآن کے مقابلہ میں اس جیسا دوسرا کلام ہم پیش کر دیں مگر وہ پیش نہ کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ پیشین گوئی نازل فرمادی کہ:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ

پھر اگر نہ لا سکو (اور ہم فرمائے دیتے ہیں) کہ ہرگز نہ لا سکو گے۔ تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ وہ کافروں کے لیے تیار کر رکھی گئی ہے۔

⁂

(پ۔ ۱۔ البقرہ۔ آیت۔ ۲۴)

قرآن کی اس پیشین گوئی "لَنْ تَفْعَلُوْا" (ہرگز تم نہیں لا سکتے) کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس چیلنج کو چودہ سو پانچ برس کا زمانہ گزر گیا مگر آج تک کوئی قرآن جیسی ایک سورۃ بھی بنا کر نہیں لا سکا۔ حالانکہ ملک عرب ہمیشہ چوٹی کے دانشوروں اور بڑے بڑے فصیح و بلیغ زبان دانوں کا مرکز رہ چکا ہے لیکن ان کفار عرب نے اسلام کے خلاف بڑی بڑی جنگیں لڑیں۔ ہزاروں کٹ کر مر گئے۔ پچاسوں آبادیاں ویران ہو گئیں مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا۔ کہ ایک سورۃ قرآن جیسی لا کر اسلام کی صداقت کے محل کو ڈھا لیتا۔ لیکن یہ ہوتا کیوں کر جب قرآن نے یہ پیشن گوئی فرمادی کہ "لَنْ تَفْعَلُوْا" یعنی ہرگز تم قرآن جیسی ایک سورۃ بھی نہ لا سکو گے۔

اللہ اکبر دنیا میں ان چودہ سو برسوں کے اندر کیسے کیسے انقلاب ہو گئے اور کتنی بڑی بڑی ترقیاں اور کامیابیاں انسانوں کو حاصل ہوئیں کہ انسان ستاروں پر پہنچ گیا اور فضاؤں میں چہل قدمی کرنے لگا مگر آج بھی قرآن کی پیشن گوئی کی صداقت کا آفتاب

Marfat.com

اسی شان سے چمک رہا ہے اور اسی طرح چمکتا رہے گا کہ اس کو نہ کبھی گرہن لگے گا اور نہ کوئی بدلی اس کو چھپا سکے گی۔ سچ ہے کہ ؎

ہزار فلسفوں کی چناں چنیں بدلی
خدا کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

(۲۲۰) قسم قسم کی سواریاں ایجاد ہوں گی

چودہ سو برس پہلے جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو عرب میں عام طور پر بار برداری اور سواری کے لیے چار جانور تھے۔ اونٹ، گھوڑے، خچر، گدھے ان جانوروں سے بوجھ اٹھانے اور سواری کے دونوں کام لیے جاتے تھے، جیسا کہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(پ ۱۴ - النحل - آیت ۸)

اور چوپائے (اونٹ وغیرہ) تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم خود بھی بغیر جان کو مشقت میں ڈالے وہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ واقعی تمہارا رب بڑی رحمت و شفقت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لیے بھی، اور (آئندہ) اللہ ایسی سواریاں پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر بھی نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے گھوڑوں اونٹوں اور خچروں گدھوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان چوپایوں کو ہم نے تمہارے چار فائدوں کے لیے پیدا فرمایا ہے (۱) تم ان پر بوجھ لادو (۲) تم ان کو اپنی سواری بناؤ (۳) تم ان کو اپنے دروازوں کی زینت بناؤ (۴) اونٹ کا گوشت بھی کھاؤ۔ اس کے بعد یہ پیشنگوئی فرمائی کہ آئندہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ایسی سواریوں کو پیدا فرمائے گا کہ تمہیں اس کی خبر بھی نہیں۔ اب آپ دیکھئے کہ قرآن کی یہ پیشن گوئی کس طرح سو فی صدی ظہور میں آئی؟ کہ اس کے بعد سائیکلیں۔ ریل گاڑیاں

Marfat.com

موٹریں۔ ٹرکیں موٹر سائیکلیں۔ سمندری جہاز۔ ہوائی جہاز۔ ہیلی کاپٹر۔ راکٹ۔ سیارے وغیرہ طرح طرح کی سواریاں اور باربرداری کے ایسے ایسے سادھن پیدا ہوئے کہ نزول قرآن کے وقت کسی کو بھی اس کی خبر نہ تھی بلکہ کوئی ان چیزوں کا تصور اور خیال بھی نہیں کر سکتا تھا اس طرح وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○ کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہو گئی۔

(۲۲۱) غالب مغلوب ہو گا

۶۱۴ء میں روم اور فارس کے دونوں بادشاہوں میں ایک جنگ عظیم شروع ہوئی۔ چھبیس ہزار یہودیوں نے بادشاہ فارس کے لشکر میں شامل ہو کر ساٹھ ہزار عیسائیوں کا قتل عام کیا۔ یہاں تک کہ ۶۱۶ء میں بادشاہ فارس کی فتح ہو گئی اور بادشاہ روم کا لشکر باطل ہی مغلوب ہو گا۔ بادشاہ روم اہل کتاب اور مذہباً عیسائی تھا اور بادشاہ فارس آتش پرست اور مجوسی مذہب کا پابند تھا۔ اس لیے بادشاہ روم کی شکست سے مسلمانوں کو رنج وغم ہوا اور کافروں کو بہت زیادہ شادمانی و مسرت ہوئی۔ یہاں تک کہ کافروں نے مسلمانوں کو طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ تم مسلمان اور نصاریٰ اہل کتاب ہو۔ اور ہم اہل فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے بھائی اہل روم پر غالب ہو گئے اسی طرح ہم بھی ایک دن تم مسلمانوں پر غالب ہو کر رہیں گے۔ کفار کے ان طعنوں سے مسلمانوں کو اور زیادہ رنج وصدمہ ہوا۔

اس وقت رومیوں کی یہ افسوسناک حالت تھی کہ وہ بری طرح مغلوب ہو چکے تھے ان کی فوج کٹ گئی تھی اور خزانہ بالکل خالی ہو گیا تھا اور وہ اپنے مشرقی صوبوں کا پورا علاقہ کھو چکے تھے۔ کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب ہو سکتا ہے مگر ایسے وقت میں قرآن مجید نے دنیا کو یہ پیشین گوئی سنائی کہ:۔

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِيْٓ	رومی مغلوب ہو گئے پاس کی زمین میں
اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ	اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب
غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ فِيْ بِضْعِ	ہو جائیں گے چند ہی برس میں۔

Marfat.com

سِنِیْنَ ۔

(پ ۲۱ ۔ الروم ۔ آیت ۱ ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۴)

چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئیاں اس طرح حرف بحرف پوری ہوئی کہ تمام دنیا اس پر حیران رہ گئی ۔ یعنی صرف نو سال کی قلیل مدت میں جنگ کا ایسا پانسہ پلٹ گیا کہ بادشاہ روم کا لشکر بادشاہ فارس پر غالب ہو گیا ۔ یہ واقعہ خاص اس دن ہوا جب کہ مسلمان مکہ کے قریب حدیبیہ میں ذیقعدہ سنہ ۶ھ کو صلح حدیبیہ کی دستاویز لکھوا رہے تھے کہ یہ خبر ملی اور مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور کفار کے چہرے رنج و غم سے مرجا کر کالے پڑ گئے ۔

(۲۲۲) ہجرت کے بعد قریش کی تباہی ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح بے سروسامانی کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس بیکسی اور کس مپرسی کے عالم میں کچھ حبشہ اور کچھ مدینہ منورہ چلے گئے تھے ۔ ان حالات میں کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بے سروسامان اور غریب الوطن مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی لشکری طاقت کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ ہی بجھ جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن کفار قریش مٹھی بھر نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے ۔ مگر ٹھیک اس ماحول میں قرآن نے دنیا کو یہ پیشنگوئی سنائی کہ مکہ مکرمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے بعد بہت جلد قریش کے کفار برباد ہو جائیں گے ۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہو گئی کہ ۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (پ ۱۵ ۔ بنی اسرائیل ۔ آیت ۷۶)	اور یہ (کفار مکہ) اس زمین (مکہ) سے آپ کا قدم اکھاڑنے لگے ہیں تاکہ آپ کو اسی زمین سے نکال دیں اگر ایسا ہوا تو یہ لوگ بھی آپ کے بہت کم بعد بہت مدت تک ٹھہر سکیں گے ۔

چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی اس طرح ہو بہو پوری ہوئی کہ ایک ہی سال بعد جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سب جنگی بہادروں اور سرداروں

Marfat.com

کا خاتمہ کر دیا اور کفار قریش کی جنگی طاقت اور ان کے رعب داب اور شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔

(۲۲۳) جنگ بدر میں فتح کی پیشین گوئی

جنگ بدر میں جبکہ کل تین سو تیرہ نہتے مسلمان تھے۔ اور وہ بھی بہت کمزور اور بے سر و سامان تھے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کفار کا لشکر جرار جن کے پاس ہتھیار اور لشکری طاقت کے تمام سامان وافر موجود تھے شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ اور ستر کافر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے۔ مگر جنگ بدر سے برسوں پہلے قرآن مجید نے مسلمانوں کی فتح مبین اور لشکر کفار کے فرار کی پیشین گوئی سنا دی اور یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ:۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○
(پ ۲۷، القمر آیت ۴۴ ۔ ۴۵)

کیا کفار مکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب متحد اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ عنقریب ان کے لشکر کو شکست ہو جائیگی اور یہ پیٹھ پھیر دیں گے

اسی طرح دوسری آیت میں اس طرح پیشین گوئی نازل ہوئی کہ:۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ○
(پ ۲۶، الفتح آیت ۔ ۲۲)

اور اگر کافر تم سے لڑیں گے تو ضرور پیٹھ پھیر دیں گے۔ پھر یہ کسی کو اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔

(۲۲۴) صلح حدیبیہ فتح مبین کیوں کر؟

۶؁ھ میں کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ کر کے آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے کفار مکہ نے اپنی من مانی شرطوں پر صلح نامہ کی دستاویز مرتب کرائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی شرطوں کو اس لیے مان لیا تاکہ مکہ مکرمہ جنگ اور خون ریزی نہ ہو اور حرم الٰہی کی بے حرمتی

Marfat.com

نہ ہونے پائے۔ تمام صحابہ کرام اس صلح کی شرطوں سے ناراض تھے اور اس کو ایک مغلوبانہ صلح اور ذلت آمیز معاہدہ سمجھا خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ تو اس سے اس قدر بیزار و برہم تھے کہ جوشِ غضب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے بہت کچھ بول گئے جس کا انہیں عمر بھر افسوس رہا۔ اس ناراضگی و برہمی کے عالم میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ:۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۝ — اے حبیب! ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی۔

(پ ۲۶۔ الفتح۔ آیت ۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ صلح فتح مبین ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ "یہ فتح مبین ہے۔"

اس وقت قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی کہ "صلح حدیبیہ" فتح مبین کیونکر ہے۔ مگر بعد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور سب نے مان لیا کہ واقعی صلح حدیبیہ ایک ایسی فتح مبین تھی جو مکہ میں اشاعت اسلام بلکہ فتح مکہ کا ذریعہ بن گئی۔ کیونکہ اس صلح سے پہلے مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلک رہتے تھے اور ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ مگر اس صلح سے ایک دوسرے کے یہاں آمد و رفت آزادی کے ساتھ گفت و شنید اور تبادلۂ خیالات کا راستہ کھل گیا کفار مدینہ آتے اور مہینوں ٹھہر کر مسلمانوں کے کردار و اعمال کا گہرا مطالعہ کرتے۔ اسلامی مسائل اور اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ سنتے اور اپنی آنکھوں سے اسلامی ماحول اور مسلمانوں کے چال چلن، اور ان کی خدا پرستی و خدا ترسی کے مناظر دیکھتے اسی طرح جو مسلمان مکہ جاتے اور کفار سے ملتے جلتے تو وہ اپنے عمل و کردار اور اپنی عفت شعاری اور عبادت گزاری سے کفار کے دلوں پر اسلام کی خوبیوں کا ایسا نقش حقانیت بٹھا دیتے کہ خود بخود کفار کے دلوں پر اسلام کی طرف مائل ہو جاتے تھے۔ چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک اس قدر کثیر تعداد میں لوگ دامن اسلام میں آ گئے کہ اتنے

Marfat.com

کبھی بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید (فاتح شام) اور حضرت عمرو بن العاص رض (فاتح مصر) جو پہلے اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ اسی صلح حدیبیہ کے زمانے میں خود بخود مکہ سے مدینہ جا کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے اور پھر لشکر اسلام کے کمانڈر بن کر اسلامی جنگوں میں جس جوش اور جوانمردی کے ساتھ لڑتے رہے۔ اور فتوحات اسلام حاصل کرتے رہے یہ تاریخ اسلام کے وہ اوراق ہیں جو بلاشبہ آب زر سے تحریر کرنے کے لائق ہیں یہ سب اسی مغلوبانہ صلح حدیبیہ کے برکات ہیں جن کو صحابہ کرام نے ایک ذلت آمیز معاہدہ سمجھا تھا لیکن قرآن مجید نے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا تھا کہ صلح حدیبیہ درحقیقت فتح مبین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ کے قریب حدیبیہ کے میدان میں عطا فرمائی۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اپنی آنکھوں سے اس فتح مبین کی تجلیوں کا نظارہ دیکھا اور سب نے مان لیا کہ واقعی قرآن کی پیشین گوئی کا آفتاب پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگا کہ صلح حدیبیہ ایک ذلت آمیز معاہدہ نہیں تھا بلکہ یہ وہ فتح مبین تھی جو آئندہ ہونے والی تمام فتوحات کی کنجی تھی۔ جس سے فتوحات کے دروازے کھل گئے۔

(۲۲۵) یہودی مغلوب ہوں گے

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے یہودی بہت مالدار، بہت جنگجو اور نہایت جنگ باز تھے اور ان کو اپنی جنگی مہارت اور ہتھیاروں پر بڑا ناز اور بے حد گھمنڈ تھا جنگ بدر میں کفار قریش کا حال سن کر ان یہودیوں نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ قریش چونکہ ماہر جنگ نہ تھے اور بے ڈھنگے تھے اس لیے مسلمانوں کے ہاتھ سے پٹ گئے اور شکست کھا گئے۔ اگر مسلمانوں کو ہم جنگ بازوں سے پالا پڑا تو ہم مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیں گے اور ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے اور واقعی صورت حال ایسی ہی تھی کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا کہ مٹھی بھر کمزور اور نہتے مسلمانوں کی جماعت کبھی یہود جیسی ہتھیار بند اور جنگ باز فوج کو مغلوب کر سکے گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی

Marfat.com

جنگ سے نکر مندی کی ایک قدرتی بات تھی۔ لیکن اس حال و ماحول میں قرآن مجید نے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ یہودی لشکر ضرور پیٹھ پھیر دے گا۔ اور یقیناً مسلمان یہودیوں پر فتح یاب ہوں گے اور بہت پہلے یہ آیات نازل ہوگئیں کہ؛۔

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ	اگر اہل کتاب (یہودی) ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا۔ ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے بجز ستانے کے اور اگر تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر دیں گے۔ پھر ان کی کوئی مدد نہ ہوگی۔

(پ ۴۔ آل عمران۔ آیت ۔ ۱۱۰، ۱۱۱)

چنانچہ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی مکمل طریقے سے پوری ہوئی کہ یہودیوں کے قبائل میں سے "بنو قریظہ" سب کے سب قتل ہو گئے۔ اور "بنو نضیر" جلاوطن کر دیئے گئے اور "خیبر" کو مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ اور دنیا بھر میں اس وقت یہودیوں کا کوئی مددگار نہیں ملا۔

(۲۲۶) فتح مکہ کی پیشین گوئی

مکہ مکرمہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی تاریکی میں اپنے یار وفادار صدیق جان نثار کو ساتھ لے کر چھپتے ہوئے "جبل ثور" کے غار میں رونق افروز ہوئے اور تین دن کے بعد غار سے نکل کر جس بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔ ان حالات میں بھلا کسی کو وہم گمان بھی ہو سکتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چھپتے ہوئے اور روتے ہوئے اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہنے والا رسول ایک دن فاتح مکہ بن کر اپنے فاتحانہ جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مبین کا پرچم لہرائے گا۔ اور اس کے دشمنوں کی قاہر فوج اس کے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ براندام کھڑی ہوگی۔ اور خدا کا رسول رحمت ان سب دشمنوں

Marfat.com

سے بجائے سزا دینے اور انتقام لینے کے سب کو معاف کر کے اپنے رحم و کرم کے دامن رحمت میں سب کو پناہ دے دے گا۔ اور یہ سب دشمنانِ اسلام بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر اسلام کے بہترین جاں باز اور وفادار سپاہی بن جائیں گے۔

مگر ان حالات میں قرآن کریم نے فتح مکہ کی خوشخبری کی پیشین گوئی سنا کر سب کو حیرت میں ڈال دیا اور فتح مکہ سے بہت پہلے یہ آیتیں اتر پڑیں کہ:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

(پ ۳۰۔ سورہ النصر۔ آیت ۱-۲-۳)

جب اللہ کی مدد اور فتح مکہ آئے۔ اور تم دیکھو کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو اے حبیب! تم اپنے رب کی تعریف کرتے رہو اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

چنانچہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا۔ اور آپ فاتحانہ جاہ جلال کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ معظمہ سے تمام بتوں کو نکال کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر کعبہ کی چھت پر اذان پڑھنے کا حکم دیا۔ اور عرب کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے اِکّا دُکّا لوگ اسلام میں داخل ہوا کرتے تھے۔

(۲۲۷) فارس و روم وغیرہ کے فتح ہونے کی پیشین گوئی

قرآن مجید کی پیشین گوئیاں صرف انہیں لڑائیوں کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں رہیں جو حضور کی موجودگی میں ہوئیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلفاءِ راشدین کے دورِ خلافت میں عرب و عجم میں جو عظیم اور خون ریز لڑائیاں ہوئیں۔ ان کے متعلق بھی قرآن کریم نے جو پیشین گوئیاں کر دی تھیں وہ بھی بالکل صحیح صحیح اور حرف بحرف پوری ہوئیں مسلمانوں کو روم و ایران کی زبردست حکومتوں سے جو زبردست اور خون ریز لڑائیاں لڑنی

Marfat.com

پڑیں وہ تاریخ اسلام کے بہت زریں اور نمایاں واقعات ہیں۔ قرآن مجید نے برسوں پہلے ان جنگوں کے نتائج کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے ان لفظوں میں اعلان کر دیا تھا کہ:

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ

(پ ۲۶۔ الفتح آیت ۱۶)

جہاد میں پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم کو ایک جنگجو قوم سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا۔ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

اس پیشین گوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت ایران سے جنگ کرنے کے لیے فوجی بھرتی شروع کی اور اس لشکر کو ایران و روم کی جنگجو اقوام سے جنگ کرنی پڑی جس میں بعض جگہ خون ریز معرکے ہوئے اور بعض جگہوں کے کفار کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اور قرآن کی پیشین گوئیوں کی صداقت کا آفتاب چمکنے لگا۔

(۲۲۸) جنگ خیبر میں کثیر مال کی پیشین گوئی

محرم ۷ھ میں جنگ خیبر کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب روانہ ہوئے تو جنگ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح اور کثیر مال غنیمت کی بشارت دے دی اور قرآن کی یہ پیشین گوئی آسمان سے نازل ہو گئی کہ:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِىَ النَّاسِ عَنْكُمْ

(پ ۲۶۔ الفتح آیت ۲۰)

اور اللہ نے تم مسلمانوں سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم لو گے، تو تمہیں یہ جلد غنیمت عطا فرما دی۔ اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خیبر کو روانہ ہو گئے۔ تو خیبر والوں کے حلیف قبیلہ بنی اسد و غطفان کے کافروں نے ارادہ کیا کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے اہل و عیال کو لوٹ

Marfat.com

لیں، مگر اچانک اللہ تعالے نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ان کے ہاتھ رک گئے اور وہ حملہ نہ کر سکے اور خیبر میں شدید جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کو ملا۔ اور قرآن کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

(۲۲۹) مسلمانوں کو ایک دن شہنشاہی ملے گی

ہجرت کے بعد کفار مکہ جوش انتقام میں بالکل آپے سے باہر ہو گئے۔ اور جنگ بدر میں شکست کے بعد تو جذبۂ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ تمام قبائل عرب کو جوش دلا دلا کو مسلمانوں پر حملہ کر دینے کے لیے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خون ریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا جس میں مسلمانوں کو تنگ دستی، فاقہ مستی، قتل و خون ریزی، قسم قسم کی مصیبتوں کا سامنا رہا۔ مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ مسلمان ایسی پریشانیوں میں گھرے ہوئے تھے کہ ان کو ایک لمحہ کے لیے سکون و اطمینان نصیب نہیں تھا۔ لیکن عین اس پریشانی اور بے سرو سامانی کے ماحول میں قرآن مجید نے مسلمانوں کو یہ پیشین گوئی سنائی کہ مسلمانوں کو دین و دنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا اور ان کو ایسی بادشاہی بلکہ شہنشاہی ملے گی کہ روئے زمین کے تمام بادشاہ ان مسلمانوں کے رعب و داب سے لرزہ براندام ہونے لگیں گے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط

(پ ۱۸ - النور - آیت ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو زمین کا خلیفہ (بادشاہ) بنائے گا جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ (بادشاہ) بنایا تھا اور جو دین ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو مضبوط و مستحکم کر دے گا اور ضرور ان کے خوف

Marfat.com

کو امن سے بدل دے گا۔

مسلمان جن ناموافق حالات اور پریشان کن کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں خلافت ارض اور دین و دنیا کی شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بیکس گروہ جس کو کفار کے مظالم نے کچل ڈالا تھا اور اس نے سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں آ کر بھی سکون و اطمینان نصیب نہیں تھا بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی حکومت اور شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا کسی اور کا ڈر نہ ہو گا بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ جلال سے ڈر کر لرزہ براندام رہے گی۔

مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ ہو کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام ترقی یافتہ حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے کیا اب بھی کسی کو اس پیشین گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ کہو ہرگز نہیں!

(۲۳۰) اسلام مکمل ہو کر رہے گا!

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ جس دن سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ اسلام کا اعلان فرمایا۔ اسلام کے خلاف مخالفتوں کا ایسا عظیم طوفان کھڑا ہو گیا۔ کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی تحریک کے خلاف مخالفتوں کے اتنے بڑے بڑے پہاڑ آڑے آئے ہوں۔ مسلمانوں اور بانی اسلام کو جس قدر ستایا گیا اور ان پر جو جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ تاریخ عالم کے اوراق میں اتنا دردانگیز اور دل ہلا دینے والا کوئی صفحہ نہیں مل سکتا۔ خدا کی اتنی لمبی چوڑی زمین مسلمانوں کے لیئے تنگ ہو کر رہ گئی خود بانی اسلام کا بائی کاٹ کیا گیا۔ ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ ان کے گلے میں پھندہ ڈال کر

Marfat.com

گلا گھونٹا گیا۔ بار بار ان پر قاتلانہ حملے کیے گئے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں ان کا رہنا بلکہ چلنا پھرنا دوبھر ہوگیا۔ اور آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا۔ مسلمان اجڑ کر کچھ حبشہ کچھ مدینہ منورہ چلے گئے۔ پھر بھی سکون و اطمینان نصیب نہیں ہوا۔ ان بڑے بڑے جارحانہ فوجی حملے ہوئے۔ غرض اسلام اور مسلمانوں کی بے کسی اور کس مپرسی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس مایوسی و نامرادی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں جب کہ اسلام کی زندگی کے لیے روشنی کی کوئی کرن بھی کہیں نظر نہیں آتی تھی۔ بالکل ہی ناگہاں قرآن مجید نے یہ حیرت ناک بشارت سنائی کہ اور تمام دنیا کے سامنے بالکل ہی محیر العقول پیشین گوئی فرمائی کہ:۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

(کفار) چاہتے تھے کہ اللہ کا نور (اسلام) اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ کا اپنا نور مکمل کرنا ہے اگرچہ کافر اس کو برا مانیں اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ برا مانیں مشرک لوگ۔

(پ ۲۸۔ الصف۔ آیت ۸-۹)

دنیا اس پیشین گوئی پر حیران تھی لیکن قرآن کی اس پیشین گوئی کی صداقت کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس طرح طلوع ہو گیا کہ:۔

جہاں تاریک تھا، بالکل اندھیرا، سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

اچانک مکہ فتح ہوگیا اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ آج دنیا کا کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں ہے کہ جہاں اسلام کی روشنی نہ پھیلی ہو آج زمین کے چپہ چپہ کا یہ حال ہے

Marfat.com

آنجا کہ بود نعرہ کفار و مشرکاں
اکنوں خروش نعرہ اللہ اکبر است

۲۸
چند قرآنی اعمال

چند قرآنی اعمال اس لیے درج کرتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے خود بھی ان سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی نفع پہنچائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ یعنی وہ بہترین آدمی ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔

میں ان سب اعمال کی ہر سنی پابند شریعت مسلمان کو اپنی سندوں کے ساتھ اجازت دیتا ہوں۔! عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

دودھ بڑھنے، پیشاب اترنے کا علاج اگر کنویں کا پانی گھٹ جائے تو اس آیت کو پاک ٹھیکری پر لکھ کر کنویں میں ڈال دیں۔ اگر عورت یا گائے، بھینس، بکری کا دودھ گھٹ جائے یا کسی کا پیشاب بند ہو جائے تو کورے تانبے کے برتن پر لکھ کر پاک پانی سے دھو کر چند بار پلائیں۔

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (پ ۱ البقرۃ آیت ۷۴)

ناراض حاکم مہربان ہو اس آیت کو تین مرتبہ پڑھ کر اپنے چہرے اور سینہ پر پھونک مار کر حاکم کے سامنے جائیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ مہربان ہو جائے گا۔

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ ط وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۵ (پ ۲ - البقرۃ آیت ۲۱۱)

گم شدہ کے لیے جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو فوراً یہ آیت پڑھے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۵ (پ ۳ - آل عمران آیت ۹)

Marfat.com

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔ یَاجَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ انشاء اللہ تعالیٰ گم شدہ چیز مل جائے گی۔ (اس عمل کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''۔۔۔'' میں روایت کیا ہے)

برص، سفید داغ کا علاج

ایک شخص نے کلبی سے بیان کیا کہ مجھے برص ہو گیا اور میں شرم سے کسی کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ سے مُّؤْمِنِیْنَ تک پڑھ کر میرے منہ میں تھوک دیا۔ تو اللہ نے مجھے شفا بخش دی (پ ۳۔ آل عمران آیت ۴۹)

ہر مصیبت ٹلنے کے لیے

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اس آیت کو بکثرت پڑھے، ہر قسم کی مصیبت دور ہو جائے گی۔

قید سے رہائی کے لیے

جو کسی ظالم کی قید میں ہو تو اس آیت کو بکثرت پڑھے اور دعا مانگے غیب سے بہت جلد رہائی کا سامان ہو جائے گا۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا ج وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ج وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ہ (پ ۵ النساء۔ آیت ۷۵)

نماز میں وسوسہ اور برے خواب دور ہوں

اس آیت کو شیشہ یا سنگ مرمر کے برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر تین دن پی لے۔ انشاء اللہ وسوسہ اور برے خواب دفع ہو جائیں گے وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمِیْثَاقَہُ الَّذِیْ وَاثَقَکُمْ بِہٖٓ لا اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ز وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ (پ ۶۔ المائدۃ۔ آیت ۷)

غلہ میں گھن نہ لگے

ان دونوں آیتوں کو لکھ کر غلہ میں رکھ دیں تو گھن، چوہوں کیڑوں سے غلہ اور سامان محفوظ رہے گا۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے یَفْعَلُوْنَ تک (پ ۶ المائدۃ آیت ۷۸، ۷۹)

Marfat.com

ظالموں، کافروں کی بربادی کیلئے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ سے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ تک دونوں آیتوں کو کسی ذبح کیے ہوئے جانور کی ہڈی پر لکھ کر ہڈی کو چوری چوری کر کے اس کے گھر میں ڈال دیں بہت جلد برباد ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ (یہ آیت پارہ ۷، سورہ انعام میں آیت ۴۴، ۴۵) ہے۔

خواب میں کسی کا حال دیکھنے کے لیے

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ سے اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ تک (پ ۷، الانعام آیت ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲)

ان آیتوں کو کسی سوتی کپڑے پر لکھ کر سرہانے رکھیں اور باوضو سوریں تو خواب میں اس شخص کا حال نظر آئے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ڈاڑھ کا درد دفع ہو

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنائیں اور تعویذ ڈاڑھ کے نیچے دبائے رہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد درد ختم ہو جائے گا

ہر حاجت پوری ہو

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (پ ۷ ۔ الانعام ۔ آیت ۸۷)

اس آیت کو پڑھ کر رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِعِزَّةِ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَبِعِزَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِقْضِ حَاجَتِىْ يَا قَاضِىَ الْحَاجَاتِ انشاءاللہ تعالیٰ ہر جائز حاجت پوری ہو جائے گی۔ دس دن یا ہیس دن یا چالیس دن یہ عمل کرے

سانپ بچھو وغیرہ سے امان

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ج فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ ۹ الاعراف آیت ۹۷، ۹۸، ۹۹)

محرم کی پہلی تاریخ کو ان تینوں آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر اور پانی سے دھو کر جس گھر کے گوشوں میں چھڑک دیا جائے وہ سانپ بچھو اور تمام موذی جانوروں سے سلامت

Marfat.com

رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ہر بیماری سے شفا آیات شفا یہ ہیں۔

وَیَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ ۝ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِیۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ ۝ قُلۡ هُوَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًی وَّشِفَآءٌ ۝

حضرت ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمتہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا بیمار تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بیٹے کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم آیات شفا سے کیوں نہیں علاج کرتے؟ میں نے آیات شفا کو لکھ کر اور پانی سے دھو کر لڑکے کو پلایا وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

ان آیتوں کو چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر اور پانی سے دھو کر پلائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مرض اچھا ہو جائے گا۔ دس۱۰ دن یا بیس۲۰ دن یا چالیس۴۰ دن استعمال کریں۔ مگر باوضو لکھیں اور دھوئیں۔ شفا یقیناً ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

چور اور بھاگے ہوئے کو بلانے کے لیے

وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنۡ كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ فَثَبَّطَهُمۡ وَقِیۡلَ اقۡعُدُوۡا مَعَ الۡقٰعِدِیۡنَ ۝ (پ ۱۰۔ التوبہ آیت ۴۶)

سوتی دھلے ہوئے کپڑے کے گول کٹے ہوئے چاند پر یہ آیت لکھی جائے اور اس کے گرد اس شخص اور اس کی والدہ کا نام لکھیں اور جس جگہ کوئی دیکھتا نہ ہو جا کر ایک کیل اس کپڑے کے چاند پر ٹھونک دیں اور اس کپڑے کو مٹی سے چھپا دیں۔ وہ چور اور بھاگا ہوا آدمی انشاء اللہ تعالےٰ واپس آجائے گا۔

جادو دفع ہو

اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰی مَا جِئۡتُمۡ بِهِ السِّحۡرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبۡطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ۔

(پ ۱۱۔ یونس۔ آیت ۸۰۔ ۸۱)

Marfat.com

جادو کے اتار کے لیے بہت مجرب ہے۔ جس پر جادو کیا گیا ہو ان آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں پہنائیں۔ یا چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلائیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ جادو اتر جائے گا۔

حفاظت حمل اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ (پ ۱۳ - الرعد - آیت ۸)

اگر حمل گر جانے کا اندیشہ ہو یا حمل نہ ٹھہرتا ہو تو اس آیت کو زعفران سے کاغذ پر لکھ کر اور تعویذ بنا کر کمر میں باندھیں اور تعویذ پڑویر رحم کے اوپر رہے۔ حمل گرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا اور اس کی برکت سے حمل ٹھہر جائے گا۔

بانجھ عورت کیلئے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا۔

(پ ۱۳ - الرعد - آیت ۳۱)

بانجھ عورت کے لیے ہرن کی جھلی پر گلاب و زعفران سے باوضو لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں پہنائیں۔

اولاد کے لیے جس شخص کو اولاد سے مایوسی ہو وہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ جلد ہی صاحب اولاد ہو جائے گا۔ آیت یہ ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ (پ ۱۷ - الانبیاء - آیت ۸۹)

اولاد زندہ رہے جس عورت کے اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ کالی مرچ اور اجوائن پر دو شنبہ کے دن چالیس مرتبہ سورۃ والشمس پڑھے اور درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور درود شریف ہی پر ختم کرے۔ ہر روز اس میں سے ایک چٹکی حمل کے زمانے سے دودھ چھڑانے تک عورت کھایا کرے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اولاد زندہ رہے گی۔

آسانی ولادت جو عورت درد زہ میں مبتلا ہو یہ آیت کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر کمر میں باندھیں۔ پیدائش میں انشاء اللہ تعالےٰ آسانی ہوگی۔ آیت یہ ہے:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ط وَجَعَلْنَا

Marfat.com

مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ؀

(پ ۱۷ - الانبیاء - آیت - ۳۰)

بچے کا دودھ چھڑانا جس بچے کا دودھ چھڑانا منظور ہو۔ سورہ البروج کاغذ پر لکھ کر گلے میں تعویذ پہنائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔

بیوی بچے دیندار ہو جائیں جو شخص ہر نماز کے بعد اس آیت کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کے بچے اور بیوی سب انشاء اللہ دیندار ہو جائیں گے۔ آیت یہ ہے

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ؀

(پ ۱۹ - الفرقان آیت ۷۴)

زہریلے جانور کا زہر اتر جائے اگر کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہو تو جہاں کاٹا ہو اس کے گرد انگلی گھماتا ہوا ایک سانس میں سات بار وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ پڑھ کر پھونک مارے انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

(پ - ۱۹ - الشعراء - آیت - ۱۳۰)

چیونٹیوں کو بھگانا اگر چیونٹیوں کی کثرت ہو تو یہ آیت کاغذ پر لکھ کر چیونٹیوں کے سوراخ کے پاس رکھ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب چیونٹیاں بل میں چلی جائیں گی۔ آیت یہ ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ؀ (پ ۱۹ - النمل ۱۸)

دیمک سے حفاظت اگر کسی ذخیرہ کی کوئی چیز پر سورہ تطفیف پڑھ دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میں دیمک نہیں لگے گی۔

تیر و تلوار سے حفاظت سورہ حدید کاغذ پر لکھ کر گلے میں تعویذ بنا کر پہن لیں۔ تو تیر و تلوار کا زخم انشاء اللہ تعالیٰ نہیں لگے گا۔

نظر بد اتر جائے جب کسی پر نظر کا اثر معلوم ہو تو یہ دونوں آیتیں تین بار پڑھ کر پھونک ماریں۔ آیتیں یہ ہیں۔

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ

Marfat.com

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

(پ ۲۹ - القلم آیت ۵۱-۵۲)

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ یہ نظر بد کے لیے بیحد مفید ہے۔

ضعف بصارت فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ (پ ۲۶ ق آیت ۲۲)

اس آیت کو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ کر انگلی پر دم کر کے آنکھوں پر پھیرے۔ انشاء اللہ تعالےٰ بصارت میں کمی نہ ہوگی، بلکہ جس قدر کمی ہوگی ہوگی وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔

نظر کبھی کم نہ ہو جو وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر ایک مرتبہ سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھ لیا کرے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کی بینائی میں کبھی کمی نہیں ہوگی۔

لقوہ کا علاج لوہے کے برتن پر سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ لکھ کر اور اس کو دھو کر برابر پلاتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ شفا حاصل ہوگی۔

پتھری کا علاج سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ زعفران سے چینی کی طشتری پر لکھ کر اور دھو کر پینا۔ پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتا ہے اور درد دل اور درد مثانہ کو بھی مفید ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ پ ۳۰ - الطارق آیت ۱۵-۱۶-۱۷)

ان آیتوں کو چالیس بسکٹ پر لکھ کر روزانہ صبح کو ایک بسکٹ کھلائیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ کتے کا اثر اتر جائے گا۔

اور اگر کسی کے مکان میں جن ہوں یا پتھر آتے ہوں تو چار کیلوں پر پچیس پچیس مرتبہ پڑھ کر دم کرے پھر ان چاروں کیلوں کو مکان کے چار کونوں میں گاڑ دیں۔

احتلام کی حفاظت سورہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ شروع سے وَّاَنَا مَاهِرٌ تک پڑھ کر سینہ پر دم کر کے سوئے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ احتلام سے حفاظت رہے گی۔

Marfat.com

درد سر کے لیے

لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ کی آیت درد سر والے سر پر بار بار پڑھ کر دم کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ درد سر جاتا رہے گا۔ (پ ۲۷ - الواقعہ - آیت ۱۹)

بے خوابی کے لیے

بستر پر لیٹ کر بار بار یہ آیت پڑھے اور درود شریف بھی پڑھے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھی نیند آجائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پ ۲۲ - احزاب آیت ۵۶)

پھر درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھے۔

آسیب دفع ہو جائے

جس پر آسیب آتا ہو سورۂ جن پڑھ پڑھ کر اس پر پھونک ماریں اور سورۂ جن کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر اس کے گلے میں پہنائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسیب بھاگ جائے گا۔ (سورۂ جن پارہ ۲۹)

آشوب چشم کے لیے

جس کی آنکھوں میں آشوب اور سرخی ہو وہ اس آیت کو پڑھ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ آشوب جلد اچھا ہو جائے گا۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ تک پڑھیں (پ ۱۸ - النور - آیت ۳۵ تا ۳۸)

پھوڑا پھنسی کیلئے

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝

(پ ۱۶ - طٰهٰ آیت ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷)

ان آیتوں کو پاک صاف برتن میں لکھ کر روغن بنفشہ سے دھو کر پھوڑے پھنسی پر ملیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد شفاء حاصل ہو گی۔

ترقی ذہن و حافظہ کیلئے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝

(پ ۱۶ - طٰهٰ آیت ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸)

Marfat.com

ان آیتوں کو بعد نماز فجر روزانہ اکیس۲۱ مرتبہ پڑھ کر سینہ پر پھونک ماریں اور پانی پر پھونک کر پی لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ذہن وحافظہ اور علم میں ترقی ہو گی۔

روزی میں ترقی اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ (پ ۲۵ - الشوریٰ آیت ۱۹)

ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں زیادتی ہو گی۔

فاقہ سے نجات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ "الواقعہ" ہر رات پڑھا کرے اس کو عمر بھر کبھی فاقہ نہ ہو گا۔ (پ ۲۷)

بخار کا تعویذ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِيْمَ (پ ۱۷ - الانبیاء آیت ۶۹) کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بخار جاتا رہے گا۔

سفر میں عزت و سلامتی سفر میں جاتے آتے وقت یہ آیت پڑھ لے، انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی اور عزت ملے گی۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (پ ۱۵ - بنی اسرائیل - آیت ۸۰)

آگ بجھانے کا عمل سات کنکروں پر سورۃ "والضحیٰ" پڑھ کر آگ میں پھینک دے انشاء اللہ تعالیٰ آگ بجھ جائے گی۔ (پارہ ۳۰)

دشمنوں کی شکست کے لیے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (پ ۲۷ - القمر آیت ۴۵) اس کو مٹی پر پڑھ کر اور پھونک مار کر دشمن کی جماعت پر پھینک دے۔ دشمن شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دفینہ معلوم کرنے کا عمل اگر کسی جگہ خزانہ دفن ہونے کا شبہہ ہو اور معلوم کرنا ہو تو ایک کاغذ پر یہ آیتیں لکھیں۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

Marfat.com

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ -

(پ ۱۹ - الشعراء آیت ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷)

پھر نابالغ لڑکی کے کاتے ہوئے سوت کے کپڑے میں اس پرچہ کو موڑ کر سی لیں - پھر اس کو ایک سفید تاجدار مرغ کے بازو میں باندھ دیں اور اتوار کے دن زوالِ آفتاب کے وقت اس مرغ کو شبہ کی جگہ چھوڑ دیں یہ مرغ خزانہ کی جگہ جا کھڑا ہوگا اور چونچ اور پنجوں سے زمین کریدے گا۔

کشتی کی سلامتی کے لیے کشتی پر سوار ہوتے وقت ان آیتوں کو پڑھ لیں۔ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ - وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (پ ۱۸ - المومنون آیت ۲۸ - ۲۹)

انشاء اللہ تعالیٰ کشتی سب آفتوں سے محفوظ رہے گی۔

بارش کے لیے جب بارش بالکل نہ ہو اور قحط کا اندیشہ ہو جائے تو اس آیت کو باوضو لکھ کر کسی درخت کی اونچی شاخ میں لٹکا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بارش ہونے لگے گی آیت یہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ ٥ (پ ۲۵ - الشوریٰ آیت ۲۸)

ماشاء اللہ کے فوائد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت دی ہو اور وہ ہمیشہ "ماشاء اللہ" نعمت کو دیکھ کر پڑھتا رہے - تو سوائے موت کے وہ نعمت سب آفتوں سے محفوظ رہے گی۔

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا اجر و ثواب بہت بڑا ہے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر اسلام و احکام دین کا دار و مدار ہے - اس کو پڑھتے اور پڑھاتے رہنا یقیناً خدا تک پہنچنے اور اس کا مقرب بندہ بننے کے لیے بہت بڑا ذریعہ ہے -

Marfat.com

اس کے متعلق چند حدیثیں تحریر کی جاتی ہیں۔ ان کو خاص طور پر نظر میں رکھیے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور اس کو قرآن پڑھنا دشوار ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی اور وہ مشقت کے ساتھ قرآن کے الفاظ کو ادا کرتا ہے تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۴)

حدیث ۳: ترمذی و دارمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی کتاب (قرآن) کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص الٓمّٓ پڑھ لے تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی کیوں کہ اس نے قرآن کے تین حرفوں کو پڑھ لیا)

(مشکوٰۃ ج ص ۱۸۶)

حدیث ۴: سنن ابوداؤد میں حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے۔ اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو خود عمل کرنے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ (مطلب یہ ہے کہ جب قرآن پڑھنے والے کے ماں باپ کو قیامت میں ایسا تاج پہنایا جائے گا تو پھر تم سوچو کہ خود قرآن پڑھنے والے اور قرآن پر عمل کرنے والے کو کتنا عظیم اجر و ثواب اور کتنا بلند اعزاز و اکرام ملے گا)

(مشکوٰۃ ج ص ۱۸۶)

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج جیسی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کے مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں لیکن مزہ شیریں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ پھول کے مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے اور مزہ کڑوا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۴)

حدیث ۶: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت میں صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت میں چڑھتا جا۔ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تیری منزل آخری آیت جو تو پڑھے گا وہ ہے۔ اس حدیث کو امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۶)

حدیث ۷: ترمذی و دارمی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا ہے میں اس سے بہتر دوں گا۔ جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور کلام اللہ عزوجل کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۶)

حدیث ۸: ترمذی و دارمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو اس کی مثال اس گھر جیسی ہے جو ویران اور اجاڑ ہو۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۶)

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کو پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام جانا تو اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۱۸۷)

Marfat.com

حدیث ۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن سیکھو اور پڑھو جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اس کے ساتھ رات میں نماز کے اندر قیام کیا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسی مشک کی بھری ہوئی تھیلی جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے قرآن کو سیکھا اور سوتا رہا۔ یعنی قیام اللیل نہیں کیا اس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا منہ باندھ دیا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷)

حدیث ۱۱: بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے تو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی قلعی کس چیز سے ہوگی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کثرت سے موت کو یاد کرنے اور قرآن کی تلاوت کرنے سے۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۹)

حدیث ۱۲: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ قرآن پڑھو کیوں کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔ دو چمکدار سورتیں سورۂ بقرہ و سورۂ آل عمران پڑھو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو بادل ہیں یا دو سائبان ہیں۔ یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں ہیں اور وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۂ بقرہ کو یاد کر لو کہ اس کا یاد کر لینا برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۴)

حدیث ۱۳: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو المنذر (یہ اُبی بن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ و رسول اعلم ہیں۔ حضور نے فرمایا اے ابو المنذر! تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کونسی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی آیۃ الکرسی) تو حضور نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابو المنذر! تم کو علم مبارک ہو۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۵)

حدیث ۱۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اس

Marfat.com

درمیان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اپنے اوپر ایک زوردار کھٹکا سنا۔ تو اپنا سر اوپر اٹھا کر کہا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے۔ جو آج ہی کھولا گیا ہے آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا تھا تو اس دروازے سے ایک فرشتہ زمین پر اترا جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا تو اس فرشتہ نے سلام کیا۔ پھر کہا کہ آپ ایسے دو نور کی خوشخبری قبول فرمائیے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو یہ دونوں نور نہیں دیئے گئے۔ ایک فاتحۃ الکتاب۔ دوسرے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں کہ آپ ان میں سے جس ٹکڑے کو پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کیا جائے گا یہ مسلم کی حدیث ہے۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۵)

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سورۂ کہف کے شروع کی دس آیتیں زبانی یاد کرلے وہ دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ ج ص ۱۸۵)

حدیث ۱۶: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے جو اس کو ایک مرتبہ پڑھے گا اس کے لیے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ اس حدیث کو ترمذی و دارمی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱۔ ص ۱۸۷)

حدیث ۱۷: حضرت ابن عباس و حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کے برابر ہے اور سورہ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۸ بحوالہ ترمذی)

حدیث ۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے اندر قرآن پڑھنا غیر نماز میں قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور غیر نماز میں قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۸)

حدیث ۱۹: عثمان بن عبداللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر قرآن کی جلد میں دیکھے ہوئے (زبانی) قرآن پڑھنا ایک ہزار

Marfat.com

درجہ رکھتا ہے اور قرآن کی جلد میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کا دو ہزار درجہ ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹)

حدیث ۲۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ہزار آیتوں کے روزانہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ کون طاقت رکھے گا کہ روزانہ ایک ہزار آیتوں کو پڑھے؟ تو حضور نے یہ فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" پڑھ لے (یعنی ایک مرتبہ سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لینے سے ایک ہزار آیتوں کو پڑھ لینے کا ثواب مل جائے گا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۹۰)

ان کے علاوہ دوسری بہت سی آیتیں اور حدیثیں قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں۔ مگر ہم نے بغرض اختصار انہیں بیس حدیثوں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو بکثرت تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن مجید کی برکتوں سے دونوں جہان میں سرفراز فرمائے۔

آمین بحرمۃ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

قرآن مجید کے آداب

مسئلہ ۱: جنب اور حیض و نفاس والی عورت جب تک یہ لوگ غسل کر کے پاک نہ ہو جائیں ان کے لیے قرآن مجید کو پڑھنا اور چھونا حرام ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

مسئلہ ۲: بلا وضو کے قرآن مجید، تفسیر کی کتابوں، اور قرآن مجید کی کسی آیت کو چھونا حرام ہے۔

مسئلہ ۳: قرآن مجید پر اور اس کی جلد پر چاندی سونے کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہوتی ہے اسی طرح قرآن مجید میں زیر زبر اور پیش و جزم اور نقطوں کا لگانا بھی مستحب ہے کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ قرآن مجید

Marfat.com

کو صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامت لکھنا اور آیتوں پر گنتی کا نشان لگانا بھی جائز ہے (درمختار، ردالمحتار)

اس زمانے میں قرآن کے تراجم بھی چھپوانے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ ترجمہ چھپوانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ نہیں چھاپنا چاہیے۔

مسئلہ ۴: قرآن مجید کی کتابت و طباعت نہایت خوبصورت، خوشخط اور واضح لفظوں میں کی جائے۔ کاغذ بھی بہت اچھا اور روشنائی بھی خوب اچھی ہو کر دیکھنے میں بھلا معلوم ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) بعض مطابع والے نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب روشنائی سے قرآن شریف چھاپ دیتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ اس میں قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے۔

مسئلہ ۵: قرآن مجید کا حجم بہت چھوٹا کرنا مکروہ ہے (درمختار) مثلاً آجکل بعض مطبع والوں نے تعویذی قرآن چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں نہیں آتا بلکہ حمائل بھی نہیں چھپوانا چاہیے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے جس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت کم ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۶: قرآن مجید بہت بوسیدہ ہو گیا۔ اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہو جائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کی لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ قرآن شریف پھٹا ہوا ہو یا بہت بوسیدہ اور کمزور ہو گیا ہو تو اسے جلایا نہ جائے (عالمگیری)

مسئلہ ۷: لغت اور نحو و صرف اور معانی و بیان کی کتابوں کا ایک ہی درجہ ہے ان میں سے جس کو چاہیں اوپر نیچے رکھیں مگر فقہ و حدیث و مواعظ کا درجہ بلند ہے۔ لہذا ان کتابوں کو لغت وغیرہ سے اوپر رکھیں اور تفسیر کی کتابوں کو ان سب کے اوپر رکھیں اور قرآن مجید کو سب کتابوں سے اوپر رکھیں اور قرآن شریف کے اوپر کچھ بھی نہ رکھیں اور قرآن شریف پر عمدہ کپڑے کا غلاف چڑھائے رکھیں تاکہ اس کی عظمت کا اظہار ہو اور بلا وضو اس کو اٹھا سکیں۔ (عالمگیری)

Marfat.com

مسئلہ ۸: کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے گھر میں قرآن مجید رکھا ہے۔ اس میں تلاوت نہیں کرتا تو کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ وہ اپنی نیک نیتی کی وجہ سے ثواب پائے گا۔

مسئلہ ۹: قرآن مجید پر اگر توہین کے قصد سے کسی نے پاؤں رکھ دیا یا بقصد توہین زمین پر پٹک دیا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جس گھر میں قرآن شریف رکھا ہو اس گھر میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۱: قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے اسی طرح اذان میں خوش گلوئی سے کام لے۔ یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو آواز بنانے کی کوشش کرے۔ مگر لحن کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنا کر حروف میں کمی بیشی ہو جائے، جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ بلکہ لازم ہے کہ قرآن پڑھنے میں تجوید کے قاعدوں کی پابندی کرے اور ہرگز حروف میں کمی بیشی نہ کرے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: قرآن شریف کو معروف و شاذ دونوں قراءتوں میں ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے اور فقط قرأت شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے (درمختار، ردالمحتار) بلکہ عوام کے سامنے وہی قرأت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہو۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ ۱۳: مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن شریف پڑھتے وقت اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ اچھا ہے کہ یہ ادب کی بات ہے مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر قرآن شریف کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے تو شیطان پڑھے گا۔ یہ غلط ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴: لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ پاؤں سمیٹے ہوئے اور منہ کھلا ہوا ہو۔ یونہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے۔ جب کہ دل نہ ہٹے۔ ورنہ مکروہ ہے۔

(غنیہ وغیرہ)

Marfat.com

مسئلہ ۱۵: مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے تلاوت نہ کریں۔ اکثر تیجوں میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے۔ اگر چند آدمی ایک جگہ ایک ساتھ تلاوت کر رہے ہوں تو حکم ہے کہ سب آہستہ پڑھیں کیوں کہ جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو حاضرین پر اس کا سننا فرض ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے ثواب میرے سامنے پیش کئے گئے۔ یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش کئے گئے تو اس سے بڑھ کر میں نے کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو کوئی سورۃ یا آیت یاد ہو گئی اور اس کو اس نے بھلا دیا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جو قرآن مجید پڑھ کر بھول جائے وہ قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد، دارمی نے روایت کیا ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ اندھا ہو کر اُٹھے گا۔

مسئلہ ۱۷: قرآن مجید کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں اور نہ یہ کہ خود اونچی جگہ ہوں اور قرآن نیچے ہو۔

مسئلہ ۱۸: قرآن مجید کو جزدان یا غلاف میں رکھنا ادب ہے اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ ۱۹: جس کاغذ پر قرآن مجید کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو اس پر کوئی دوسری چیز لکھنا مکروہ ہے۔ جس تھیلی پر برکت کے لیے خداوند تعالیٰ کے نام لکھے ہوئے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰: اشتہاروں اور کلنڈروں پر قرآن مجید کی آیتوں کو چھاپنا منع ہے کیوں کہ عموماً ان کو دیواروں پر چسپاں آویزاں کیا جاتا ہے۔ جس پر چھپکلی وغیرہ بیٹ کر دیا کرتی ہیں اور لوگ بلا وضو اُن کو چھوتے رہتے ہیں اور اکثر یہ پھٹ کر پاک و ناپاک جگہوں پر گرتے رہتے ہیں جس سے قرآنی آیتوں کی بے حرمتی ہوتی رہتی ہے۔

Marfat.com

مسئلہ ۲۱: نئے قلم کا تراشہ اِدھر اُدھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلموں کے تراشوں اور ان قلموں کو احتیاط کی جگہوں میں رکھنا چاہیئے ادھر اُدھر پھینک دنیا نہیں چاہیے کیونکہ قلم آلۂ کتابت ہے۔ اسی لیے ایک لائق تعظیم چیز ہے۔ ایسی جگہ نہ ڈال دی جائے کہ احترام سے خلاف ہو۔

مسئلہ ۲۲: کھانے کے بعد ہاتھوں اور انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مکتبوں اور مدارس میں قاعدوں، پاروں اور کاپیوں کے پھٹے ہوئے اوراق و کاغذات اِدھر اُدھر بکھرے پڑے رہتے ہیں جو پیروں سے روندے جاتے ہیں اور جھاڑو لگا کر کوڑا پھینکنے کی جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں یہ ممنوع اور گناہ کی باتیں ہیں۔ مکتبوں میں چند جھولے ضرور لٹکا دینے چاہئیں تاکہ بچے اوراق کے ٹکڑوں کو اُن میں ڈالتے رہیں اور پھر ان کو پاک جگہ میں احتیاط سے دفن کر دیا جائے۔ اسی طرح اوراقِ کتاب و قرآن اور لکھے ہوئے کاغذات کی بے ادبی نہ ہو گی۔

مسئلہ ۲۴: قرآن مجید آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ پڑے یا کسی مریض یا سونے آدمی کو ایذا نہ پہنچے۔

مسئلہ ۲۵: دیواروں، یا مسجد کی محرابوں یا قبروں پر قرآن مجید کی آیتوں کو لکھنا اچھا نہیں اور قرآن مجید کو سونے چاندی کے پانی سے مزیّن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بہ نیتِ تعظیم مستحب ہے (غنیہ)

قرآن مجید کے متعلق بعض خاص عقائد

عقیدہ: چوں کہ دینِ اسلام ہمیشہ باقی رہنے والا دین ہے۔ لہٰذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور بیشک ہم ضرور اس کے نگہبان ہیں لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ قرآن میں کوئی حرف یا کسی نقطہ کی کمی بیشی ہونا قیامت تک محال ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے۔

Marfat.com

تو جو یہ کہے کہ کچھ پارے یا کچھ سورتیں یا کچھ آیتیں بلکہ کوئی حرف کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا۔ یا بدل دیا تو وہ شخص یقیناً کافر ہے کیوں کہ اُس نے اس آیت کا انکار کیا جو اوپر لکھی ہوئی ہے۔

عقیدہ :۔ قرآن مجید کی کسی سورہ کا مثل نہ کوئی لاسکا نہ قیامت تک لاسکتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا چیلنج ہے اور یہ قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے کی ایک بڑی ہی عظیم الشان دلیل ہے تو جو شخص یہ کہے کہ کسی سورہ کا مثل لایا گیا یا لایا جا سکتا ہے۔ وہ بھی یقیناً کافر ہے۔ کیوں کہ اس نے قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان عام ہے کہ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ج اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ o

عقیدہ :۔ اگلی کتابیں صرف انبیاء کرام ہی کو زبانی یاد ہوا کرتی تھیں۔ یہ قرآن مجید ہی کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔

عقیدہ : قرآن مجید کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں کہیں اختلاف نہیں۔ وہ سب حق ہیں۔ اس میں امت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہو عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے (جیسے ہمارے ملک میں قرأت عاصم بروایت حفص رائج ہے) دوسری قرأت نہ پڑھیں کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذاللہ کفر ہوگا۔

عقیدہ : قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے اور قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیتوں کو منسوخ کر دیا۔

"نسخ" کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا۔ اور حقیقۃً دیکھا جائے تو اُس کے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا۔ منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت ہی سخت اور غلط بات ہے۔ خدا کے سب احکام حق ہیں وہاں باطل کی رسائی کہاں ؟

Marfat.com

عقیدہ ۲:- قرآن کی بعض آیتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان کا پورا مطلب اللہ عزوجل اور اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کے معنی کی تلاش وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔ ہم مسلمانوں پر یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ جو کچھ اس سے اللہ عزوجل کی مراد ہے۔ وہ حق ہے۔ ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ہم اس کے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات متشابہات عمل کرنے کے لیے نہیں نازل کی گئی ہیں۔ بلکہ اس لیے نازل کی گئی ہیں کہ لوگ اس پر ایمان لائیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان کلام کے رموز و اسرار ہیں۔ جو امت سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ لہٰذا ان آیتوں کے معنی کی تلاش و جستجو نہیں کرنی چاہیے کہ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔

Marfat.com

تلاوت میں غلطیاں

تلاوتِ قرآن مجید میں تلاوت کرنے وقت زیر وزبر اور پیش کو ردوبدل کر دینے اور اس میں بے احتیاطی سے قرآن کے معنی بدل جاتے ہیں اور قصداً ایسا کرنے سے گناہِ کبیرہ، بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ہم یہاں ایسی بیس (۲۰) جگہوں کی نشان دہی کرتے ہیں لہٰذا ان جگہوں کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط	ہدایت
۱	سورۂ فاتحہ	اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ	اَنْعَمْتُ عَلَیْهِمْ	"ت" کو پیش نہ پڑھے۔
۲	سورۂ فاتحہ	اِیَّاكَ نَعْبُدُ	اِیَاكَ نَعْبُدُ	"ی" پر تشدید ضروری ہے
۳	سورۂ بقرہ ع ۱۵	وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ	اِبْرٰهِیْمُ رَبَّهٗ	"میم" پر پیش نہ پڑھے۔
۴	سورۂ بقرہ ع ۳۲	دَاوٗدُ جَالُوْتَ	دَاوٗدَ جَالُوْتُ	"دال" پر زبر اور "ت" پر پیش نہ پڑھے۔
۵	آیتہ الکرسی ع ۳۴	اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	آللّٰهُ	"الف" پر مد نہ پڑھے۔

Marfat.com

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط	ہدایت
۶	سورۂ بقرہ ع ۳۶	وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ	وَاللّٰہُ یُضٰعَفُ	"ع" پر زبر نہ پڑھے
۷	سورۂ نساء ع ۲۲	رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ	مُّبَشَّرِیْنَ وَمُنْذَرِیْنَ	"ش" "دال" پر زبر نہ پڑھے
۸	سورۂ توبہ ع ۱	مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ	وَرَسُوْلِہٖ	"لام" کو زیر ہرگز نہ پڑھے۔
۹	سورۂ بنی اسرائیل ع ۲	وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ	مُعَذَّبِیْنَ	"ذال" پر زبر ہرگز نہ پڑھے
۱۰	سورۂ طٰہٰ ع ۶	وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ	اٰدَمَ رَبُّہٗ	"میم پر زبر" اور "ب" پر پیش نہ پڑھے
۱۱	سورۂ الانبیاء ع ۶	اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ	اِنِّیْ کُنْتَ	"ت" پر زبر ہرگز نہ پڑھے۔
۱۲	سورۃ الشعراء ع ۱۱	مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ	"ذال" پر زبر نہ پڑھے۔
۱۳	سورۂ الفاطر ع ۴	یَخْشَى اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا	یَخْشَى اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءَ	"اللہ" پر پیش اور "علماء" کے ہمزہ پر زبر نہ پڑھے
۱۴	سورۂ والصافات ع ۳	مُنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ	"ذال" پر زبر نہ پڑھے۔

Marfat.com

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط	ہدایت
۱۵	سورۃ الفتح ع ۳	لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ	صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلُہٗ	"اللہ" پر زبر اور رَسُوْلَہٗ کے لام پر پیش نہ پڑھے۔
۱۶	سورۃ الحشر ع ۳	مُصَوِّرُ	مُصَوَّرُ	واؤ پر زبر ہرگز نہ پڑھیں
۱۷	سورۃ الحاقۃ ع ۱	اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ	اِلَّا الْخَاطَعُوْنَ	"ط" پر زبر نہ پڑھیں۔
۱۸	سورۃ المزمل ع ۱	فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ	"ن" پر زبر "لا" پر پیش نہ پڑھے۔
۱۹	سورۃ المرسلٰت ع ۲	فِیْ ظِلٰلٍ	فِیْ ظَلٰلٍ	"ظ" پر زبر نہ پڑھیں۔
۲۰	سورۃ والنّٰزعٰت ع ۲	اَنْتَ مُنْذِرُ	اَنْتَ مُنْذَرُ	"ذال" پر زبر نہ پڑھیں

Marfat.com

قرآنِ مجید میں وہ جگہیں جہاں الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے

پارہ	رکوع	آیت	لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت
			أَنَا	أَنَ
۴	۶	۱	أَفَإِئْن مَّاتَ	أَفَئِنْ مَّاتَ
۴	۸	۳	لَاْ إِلَى اللهِ	لَإِلَى اللهِ
۶	۹	۳	أَنْ تَبُوْءَاْ	أَنْ تَبُوْءَ آ
۹	۳	۴	مَلَاْئِهٖ	مَلَئِهٖ
۱۰	۱۳	۵	وَّلَاْ أَوْضَعُوْا	وَلَأَوْضَعُوْا
۱۲	۶	۸	إِنَّ ثَمُوْدَاْ كَفَرُوْا	إِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْا
۱۳	۱۰	۴	لِتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمْ	لِتَتْلُوَ عَلَيْهِمْ
۱۵	۱۴	۲	لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ	لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ
۱۵	۱۶	۱	لِشَاْيْءٍ إِنِّيْ	لِشَيْءٍ إِنِّيْ
۱۵	۱۷	۷	لٰكِنَّاْ هُوَ اللهُ	لٰكِنَّ هُوَ اللهُ
۱۹	۱۷	۷	أَوْ لَاْ أَذْبَحَنَّهٗ	أَوْ لَأَذْبَحَنَّهٗ
۲۱	۱۸	۲	بِاللهِ الظُّنُوْنَا	بِاللهِ الظُّنُوْنَ
۲۲	۵	۹۰۸	الرَّسُوْلَا - الرَّسُوْلَا	الرَّسُوْلَ - الرَّسُوْلَ
۲۳	۶	۴۷	لَاْ إِلَى الْجَحِيْمِ	لَإِلَى الْجَحِيْمِ
۲۶	۵	۴	لِيَبْلُوَاْ بَعْضَكُمْ	لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ
۲۶	۸	۳	وَنَبْلُوَاْ	وَنَبْلُوَ ا
۲۶	۱۳	۱	بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ	بِئْسَ لِسْمُ الْفُسُوْقُ

Marfat.com

٢٧	٧	١٩	وَثَمُوْدَا	وَثَمُوْدَ
٢٨	٥	٤	لَاَ اَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ
١٩	١٩	٤	سَلٰسِلَا	سَلٰسِلَ
٢٩	١٩	١٥،١٦	قَوَارِيْرَا۠ قَوَارِيْرَا۠	پہلے قواریر کا الف وصل کی حالت میں نہیں پڑھا جائے گا اور دوسرے قواریر کا الف کسی حال میں بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اکثر جگہوں پر الف لکھا ہوتا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جاتا۔ مثلاً ماضی مضارع اور امر کے صیغہ جمع کے بعد علامت جمع کے لیے جو الف لکھا ہوا ہے جیسے فَاْتُوْا۔ یَقُوْلُوْا۔ قُوْلُوْا۔ یہ الف بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

چند قرآنی رسم الخط

قرآن مجید میں اکثر جگہوں پر چند لفظوں میں واؤ لکھا ہوا ہے جیسے زکوٰۃ۔ صلوٰۃ۔ یہ واؤ پڑھا نہیں جاتا بلکہ اس کو زکات۔ صلات پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر چند لفظوں میں یٰ لکھی جاتی ہے۔ مثلاً موسیٰ و عیسیٰ مگر یہ یٰ پڑھی نہیں جاتی بلکہ اس کو موسا و عیسا پڑھنا ضروری ہے۔

لفظ موسیٰ و عیسیٰ پر الف مقصورہ ہے اس کی شکل کبھی اس طرح آتی ہے رحمٰن۔ اسحٰق اس کھڑے زبر کو الف کے برابر پڑھنا چاہیئے۔

عربی زبان میں یائے مجہول نہیں ہوتی مگر قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یائے مجہول ہے اور وہ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا میں ہے اس یائے مجہول کو مجرے ھا پڑھنا چاہیے۔

قرآن مجید کے حروف کو ان کے مخارج سے ادا کرنا ضروری ہے۔ ذ۔ ز۔ ظ اور س ص۔ ث الف۔ عین وغیرہ کو مخرج سے ادا کرنا لازم ہے ورنہ معنی بدل جانے کا خطرہ ہے۔ جس سے نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ بعض جگہ معنی بدل جانے سے کفر ہو جائے گا۔ اس لیے حفظ و ناظرہ پڑھانے والے استادوں کو لازمی طور پر قاری ہونا چاہیے۔ جو فن تجوید کے قواعد سے کما حقہ، واقف ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

عارفانہ کلام

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○
اردو بازار ○ لاہور 7352795

Marfat.com

باسمِ ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایک ہزار سے زائد احادیث نبویہ
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسائل فقہ
حنفی پر مشتمل اولین
مجموعہ

مؤطا امام محمد علیہ الرحمہ

عربی اردو

تالیف

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی

ایم اے علوم اسلامیہ۔ فاضل عربی

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ کی شہرۂ آفاق
کتاب کا سلیس و دلکش ترجمہ

کیمیائے سعادت

اُردو

اثر خامہ مولانا مولوی خطیب اعظم عالیجناب محمد سعید نقشبندی

خطیب مسجد داتا گنج بخش۔ لاہور

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظات

نفحات الانس (اردو)

قانون شریعت (کامل)

کیمیائے سعادت (اردو)

عوارف المعارف
حضرت شمس بریلوی مدظلہ

شمع شبستان رضا
اقبال احمد نوری

موطا امام محمد
عربی اردو

روحانی حکایات

خون کے آنسو

منہاج العابدین

زیر و زبر
علامہ ارشد القادری

غنیۃ الطالبین

بہجۃ الاسرار

پروگریسو بکس
۴۰ بی اردو بازار، لاہور
7352795

Marfat.com